بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

839/4

سورۃ الانفال (8)

آیت نمبر (8/الانفال:1 تا 4)

ن ف ل

(ن) نَفۡلًا (ا) زیادہ عطیہ دینا۔(2) مال غنیمت تقسیم کرنا۔

نَفَلٌ ج: اَنۡفَالٌ۔ اسم ذات ہے۔ مال غنیمت۔ زیر مطالعہ آیت۔1

نَافِلَۃٌ (1) فرض سے زیادہ۔ اضافی۔(2) اولاد کی اولاد۔ پوتا۔﴿ وَ مِنَ الَّیۡلِ فَتَہَجَّدۡ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ ﴾(17/بنی اسرائیل:79)''اور رات میں سے جاگ کر نماز پڑھیے اس میں، اضافی ہوتے ہوئے آپؐ کے لیے۔''﴿ وَ وَہَبۡنَا لَہٗۤ اِسۡحٰقَ ؕ وَ یَعۡقُوۡبَ نَافِلَۃً ؕ ﴾ (21/الانبیاء:72)''اور ہم نے عطا کیا انؑ کو اسحاقؑ اور یعقوبؑ پوتا ہوتے ہوئے۔''

و ج ل

(س) وَجۡلًا دل میں خوف محسوس کرنا۔ کانپ اٹھنا۔ ڈرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔2

وَجِلٌ صفت ہے جو اسم الفاعل کے معنی میں آتا ہے۔ خوف محسوس کرنے والا۔ ڈرنے والا۔﴿ اِنَّا مِنۡکُمۡ وَجِلُوۡنَ ﴿۵۲﴾ ﴾ (15/الحجر:52)''بیشک ہم تم لوگوں سے خوف محسوس کرنے والے ہیں۔''

ترجمہ

یَسۡـَٔلُوۡنَکَ	عَنِ الۡاَنۡفَالِ ؕ	قُلِ	الۡاَنۡفَالُ	لِلّٰہِ	وَالرَّسُوۡلِ ۚ
یہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے	مال غنیمت کے بارے میں	آپؐ کہہ دیجیے	مال غنیمت	اللہ کے لیے ہے	اوران رسولؐ کے لیے ہے

فَاتَّقُوا	اللّٰہَ	وَ اَصۡلِحُوۡا	ذَاتَ بَیۡنِکُمۡ ۪	وَ اَطِیۡعُوا	اللّٰہَ	وَ رَسُوۡلَہٗۤ	اِنۡ	کُنۡتُمۡ
پس تم تقویٰ اختیار کرو	اللہ کا	اور اصلاح کرو	آپس کی	اور اطاعت کرو	اللہ کی	اور اس کے رسول کی	اگر	تم لوگ

مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱﴾	اِنَّمَا	الۡمُؤۡمِنُوۡنَ	الَّذِیۡنَ	اِذَا	ذُکِرَ	اللّٰہُ	وَجِلَتۡ
ایمان لانے والے ہو	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	ایمان لانے والے	وہ لوگ ہیں جو کہ	جب کبھی	ذکر کیا جاتا ہے	اللہ کا	تو کانپ اٹھتے ہیں

قُلُوۡبُہُمۡ	وَ اِذَا	تُلِیَتۡ	عَلَیۡہِمۡ	اٰیٰتُہٗ	زَادَتۡہُمۡ	اِیۡمَانًا	وَّ عَلٰی رَبِّہِمۡ
ان کے دل	اور جب کبھی	پڑھ کر سنائی جاتی ہیں	ان کو	اُس کی آیات	تو وہ زیادہ کرتی ہیں ان کو	بلحاظ ایمان کے	اور اپنے رب پر ہی

یَتَوَکَّلُوۡنَ ﴿۲﴾ ۚۖ	الَّذِیۡنَ	یُقِیۡمُوۡنَ	الصَّلٰوۃَ	وَ مِمَّا	رَزَقۡنٰہُمۡ	یُنۡفِقُوۡنَ ﴿۳﴾ ؕ	اُولٰٓئِکَ
وہ لوگ بھروسہ کرتے ہیں	وہ لوگ جو	قائم رکھتے ہیں	نماز کو	اور اس میں سے جو	ہم نے عطا کیا ان کو	وہ خرچ کرتے ہیں	وہ لوگ

هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ	حَقًّا	لَهُمْ	دَرَجٰتٌ	عِنْدَ رَبِّهِمْ	وَمَغْفِرَةٌ	وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝
ہی ایمان لانے والے ہیں	حقیقتاً	ان کے لیے ہی	درجے ہیں	ان کے رب کے پاس	اور مغفرت ہے	اور باعزت رزق ہے

نوٹ:1 آیت نمبر۔ 2 میں زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا کے الفاظ سے معلوم ہوگیا کہ ایمان ایک ایسے درخت کی مانند ہے جس کی جڑ بھی ہے اور شاخیں بھی۔ عقائد اس کی جڑ ہیں اور احکام شرعی اس کی شاخیں اور برگ وبار ہیں، جس طرح ایک شاداب درخت اپنی جڑوں سے بھی غذا حاصل کرتا ہے اور اپنی شاخوں اور پتوں سے بھی، اسی طرح ایمان عقائد کی معرفت اور احکام کی بجا آوری، دونوں سے غذا اور قوت حاصل کرتا ہے۔ اس لیے اس کے صحیح نشوونما کے لیے ضروری ہے کہ اس کی جڑ اور اس کی شاخوں، دونوں کی دیکھ بھال ہوتی رہے۔ اس طرح یہ بڑھتا اور پھلتا پھولتا ہے اور اس کے مفقود ہوجانے سے وہ گھٹتا، سکڑتا اور مردہ ہوجاتا ہے۔ (تدبر القران)

آیت نمبر (8/الانفال:5 تا 10)

ش و ک

(ن) شَوْكًا کسی کو کانٹا چبھونا۔

شَوْكٌ اسم جنس ہے۔ واحد شَوْكَةٌ۔ ج: اَشْوَاكٌ۔ کانٹا۔ جنگی ہتھیار۔ آیت زیر مطالعہ۔7

غ و ث

(ن) غَوْثًا مدد کرنا۔ ﴿وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ﴾ (18/الکھف:29) ”اگر وہ لوگ مدد کے لیے پکاریں گے تو ان کی مدد کی جائے گی ایسے پانی سے جیسے پگھلی ہوئی دھات۔“

(استفعال) اِسْتِغَاثَةً مدد کے لیے پکارنا۔ زیر مطالعہ آیت۔9

ر د ف

(س) رَدْفًا کسی کے پیچھے سوار ہونا۔ کسی کے پیچھے لگنا۔ ﴿عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝﴾ (27/النمل:72) ”ہوسکتا ہے کہ تمہارے پیچھے آ لگی ہو اس کی بعض جس کی تم جلدی مچاتے ہو۔“

رَادِفَةٌ پیچھے لگنے والی۔ ﴿تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝﴾ (79/النّٰزعٰت:7) ”پیچھے آئے گی اس کے پیچھے لگنے والی۔“

(افعال) اِرْدَافًا (۱) کسی کو کسی کے پیچھے لگانا۔ (۲) کسی کو اپنے پیچھے لگانا۔ لگاتار آنا۔

مُرْدِفٌ لگاتار آنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔9

ترکیب (آیت۔ 7) يَعِدُ کا مفعول اول كُمْ ہے اور مفعول ثانی اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ ہے۔ اس لیے اِحْدٰی حالت نصب میں آیا ہے۔ اَنَّهَا لَكُمْ تاکید کے لیے ہے، اَنْ يُّحِقَّ کے اَنْ پر عطف ہونے کی وجہ سے يَقْطَعَ حالت نصب میں ہے۔ اس لیے اس کا ترجمہ اسی لحاظ سے ہوگا۔

ترجمہ

كَمَآ	اَخْرَجَكَ	رَبُّكَ	مِنْ بَيْتِكَ	بِالْحَقِّ	وَاِنَّ	فَرِيْقًا	مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ
جیسے کہ	آپؐ کو نکالا	آپؐ کے رب نے	آپؐ کے گھر سے	حق کے ساتھ	اور بیشک	ایک فریق	مومنوں میں سے

لَکٰرِھُوْنَ ۵	یُجَادِلُوْنَکَ	فِی الْحَقِّ	بَعْدَمَا	تَبَیَّنَ	کَاَنَّمَا	یُسَاقُوْنَ
یقیناً ناپسند کرنے والا تھا	وہ لوگ بحث کرتے تھے آپؐ سے	حق (بات) میں	اس کے بعد کہ جو	واضح ہوا	گویا کہ	وہ لوگ ہانکے جاتے ہیں

اِلَی الْمَوْتِ	وَ	ھُمْ	یَنْظُرُوْنَ ۶	وَاِذْ	یَعِدُکُمُ	اللّٰہُ	اِحْدَی الطَّآئِفَتَیْنِ	اَنَّھَا	لَکُمْ
موت کی طرف	اس حال میں کہ	وہ	دیکھتے ہیں	اور جب	وعدہ کیا تم سے	اللہ نے	دو جماعتوں میں سے ایک کا	کہ وہ	تمہارے لیے ہے

وَتَوَدُّوْنَ	اَنَّ	غَیْرَ ذَاتِ الشَّوْکَۃِ	تَکُوْنُ	لَکُمْ	وَیُرِیْدُ	اللّٰہُ	اَنْ	یُّحِقَّ	الْحَقَّ
اور تم لوگ چاہتے تھے	کہ	ہتھیار والی کے علاوہ	ہو	تمہارے لیے	اور چاہتا تھا	اللہ	کہ	وہ حق کرے	حق کو

بِکَلِمٰتِہٖ	وَیَقْطَعَ	دَابِرَ الْکٰفِرِیْنَ ۷	لِیُحِقَّ	الْحَقَّ	وَیُبْطِلَ	الْبَاطِلَ	وَلَوْ	کَرِہَ
اپنے فرمانوں سے	اور وہ کاٹے	کافروں کی جڑ کو	تاکہ وہ حق کرے	حق کو	اور باطل کرے	باطل کو	اور اگرچہ	ناپسند کریں

الْمُجْرِمُوْنَ ۸ ج	اِذْ	تَسْتَغِیْثُوْنَ	رَبَّکُمْ	فَاسْتَجَابَ	لَکُمْ	اَنِّیْ	مُمِدُّ
مجرم لوگ	جب	تم لوگ مدد کے لیے پکارتے تھے	اپنے رب کو	تو اس نے جواب دیا	تمہیں	کہ میں	مدد کرنے والا ہوں

کُمْ	بِاَلْفٍ	مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ	مُرْدِفِیْنَ ۹	وَمَا جَعَلَہُ	اللّٰہُ	اِلَّا	بُشْرٰی	وَلِتَطْمَئِنَّ
تمہاری	ایک ہزار سے	فرشتوں میں سے	لگاتار آنے والے ہوتے ہوئے	اور نہیں بنایا اس کو	اللہ نے	مگر	خوشخبری	اور تاکہ مطمئن ہوں

بِہٖ	قُلُوْبُکُمْ ج	وَمَا النَّصْرُ	اِلَّا	مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ ط	اِنَّ اللّٰہَ	عَزِیْزٌ	حَکِیْمٌ ۱۰ ع
اس سے	تمہارے دل	اور نصرت نہیں ہے	مگر	اللہ کے پاس سے	بیشک اللہ	بالادست ہے	حکمت والا ہے

نوٹ: 1

یہ آیات ان روایات کی تردید کر رہی ہیں جو جنگ بدر کے سلسلے میں عموماً کتب سیرت و مغازی میں نقل کی جاتی ہیں، یعنی یہ کہ ابتداءً نبی صلی اللہ علیہ سلم اور مومنین قافلے کو لوٹنے کے لیے مدینہ سے روانہ ہوئے تھے۔ پھر چند منزل آگے جا کر جب معلوم ہوا کہ قریش کا لشکر قافلہ کی حفاظت کے لیے آ رہا ہے۔ تب یہ مشورہ کیا گیا کہ قافلے پر حملہ کیا جائے یا لشکر کا مقابلہ۔ اس کے برعکس قرآن یہ بتا رہا ہے کہ جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے نکلے تھے اسی وقت یہ امر آپؐ کے پیش نظر تھا کہ قریش کے لشکر سے فیصلہ کن مقابلہ کیا جائے۔ اور یہ مشاورت بھی اسی وقت ہوئی تھی کہ قافلہ اور لشکر میں سے کس کو حملہ کے لیے منتخب کیا جائے اور باوجود اس کے کہ مومنین پر یہ حقیقت واضح ہو چکی تھی کہ لشکر ہی سے نمٹنا ضروری ہے، پھر بھی ان میں سے ایک گروہ اس سے بچنے کے لیے حجت کرتا رہا۔ اور بالآخر جب آخری رائے یہ قرار پا گئی کہ لشکر ہی کی طرف چلنا چاہیے تو یہ گروہ مدینہ سے یہ خیال کرتا ہوا چلا کہ ہم سیدھے موت کے منہ میں ہانکے جا رہے ہیں۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (11 تا 19)

ع	ن	ق

(س) عَنَقًا لمبی گردن والا ہونا۔

عُنُقٌ ج: اَعْنَاقٌ۔ گردن۔ زیر مطالعہ آیت۔ 12

839/4

ب ن ن

(ض)	بَنًّا	کسی جگہ اقامت پذیر ہونا۔
	بَنَانٌ	اسم جنس ہے۔ واحد بَنَانَۃٌ۔ ج: بَنَاتٌ۔ انگلیوں کے پور۔ زیر مطالعہ آیت۔ 12

ز ح ف

(ف)	زَحْفًا	آہستہ آہستہ گھسٹنا۔ کثرت کی وجہ سے لشکر کا آہستہ آہستہ چلنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 15

ح و ز

(ن)	حَوْزًا	اکٹھا کرنا۔ جمع کرنا۔
(تفعّل)	تَحَوُّزًا	سانپ کا کنڈلی مارنا۔ حمایتی سے جاملنا۔
	مُتَحَيِّزٌ	اسم الفاعل ہے۔ جاملنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 16

ترجمہ

اِذْ	يُغَشِّيْكُمُ	النُّعَاسَ	اَمَنَةً	مِّنْهُ	وَيُنَزِّلُ	عَلَيْكُمْ	مِّنَ السَّمَآءِ	مَآءً
جب	اس نے ڈھانپ دیا تم لوگوں کو	اونگھ سے	امن ہوتے ہوئے	اپنی طرف سے	اور اس نے اتارا	تم پر	آسمان سے	پانی

لِّيُطَهِّرَكُمْ	بِهٖ	وَيُذْهِبَ	عَنْكُمْ	رِجْزَ الشَّيْطٰنِ	وَلِيَرْبِطَ	عَلٰى قُلُوْبِكُمْ
تاکہ وہ پاک کرے تم لوگوں کو	اس سے	اور وہ لے جائے	تم سے	شیطان کی نجاست کو	اور تاکہ وہ مضبوط کرے	تمہارے دلوں کو

وَيُثَبِّتَ	بِهِ	الْاَقْدَامَ ؕ ⑪	اِذْ	يُوْحِيْ	رَبُّكَ	اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ	اَنِّيْ	مَعَكُمْ
اور وہ جمادے	اس سے	قدموں کو	جب	وحی کیا	آپؐ کے رب نے	فرشتوں کی طرف	کہ میں	تمہارے ساتھ ہوں

فَثَبِّتُوا	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا ؕ	سَاُلْقِيْ	فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ	كَفَرُوا	الرُّعْبَ	فَاضْرِبُوْا
پس تم لوگ جمادو	ان لوگوں کو جو	ایمان لائے	میں ڈالوں گا	ان کے دلوں میں جنہوں نے	کفر کیا	رعب	پس تم لوگ مارو

فَوْقَ الْاَعْنَاقِ	وَاضْرِبُوْا	مِنْهُمْ	كُلَّ بَنَانٍ ؕ ⑫	ذٰلِكَ	بِاَنَّهُمْ	شَآقُّوا	اللّٰهَ
گردنوں کے اوپر	اور مارو	ان میں سے	ہر ایک پور کو	یہ	اس سبب سے کہ انہوں نے	مخالفت کی	اللہ کی

وَرَسُوْلَهٗ ج	وَمَنْ	يُّشَاقِقِ	اللّٰهَ	وَرَسُوْلَهٗ	فَاِنَّ	اللّٰهَ	شَدِيْدُ الْعِقَابِ ⑬	ذٰلِكُمْ
اور اس کے رسول کی	اور جو	مخالفت کرے گا	اللہ کی	اور اس کے رسول کی	تو بیشک	اللہ	گرفت کرنے کا سخت ہے	یہ ہے

فَذُوْقُوْهُ	وَاَنَّ	لِلْكٰفِرِيْنَ	عَذَابَ النَّارِ ⑭	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْٓا	اِذَا	لَقِيْتُمُ
پس تم لوگ چکھو اس کو	اور یہ کہ	کافروں کے لیے	آگ کا عذاب ہے	اے لوگو جو	ایمان لائے	جب کبھی	تم لوگ ملو

الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	زَحْفًا	فَلَا تُوَلُّوْهُمُ	الْاَدْبَارَ ج ⑮	وَمَنْ	يُّوَلِّهِمْ	يَوْمَئِذٍ
ان سے جنہوں نے	کفر کیا	میدان جنگ میں	تو تم لوگ مت پھیرو ان سے	پیٹھوں کو	اور جو	پھیرے گا ان سے	اس دن

دُبُرَهٗٓ	اِلَّا	مُتَحَرِّفًا	لِّقِتَالٍ	اَوْ	مُتَحَيِّزًا	اِلٰى فِئَةٍ
اپنی پیٹھ کو	سوائے اس کے کہ	جھکائی دینے والا ہوتے ہوئے	قتال کے لیے	یا	ملنے والا ہوتے ہوئے	کسی جماعت سے

فَقَدْ بَآءَ	بِغَضَبٍ	مِّنَ اللّٰهِ	وَمَاْوٰىهُ	جَهَنَّمُ	وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ⑯	فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ
تو وہ لوٹا ہے	ایک غضب کے ساتھ	اللہ (کی طرف) سے	اور اس کا ٹھکانہ	جہنم ہے	اور کتنی بری ہے لوٹنے کی جگہ	تو تم لوگوں نے قتل نہیں کیا ان کو

وَلٰكِنَّ	اللّٰهَ	قَتَلَهُمْ ۠	وَمَا رَمَيْتَ	اِذْ	رَمَيْتَ	وَلٰكِنَّ	اللّٰهَ	رَمٰى ۚ	وَلِيُبْلِيَ
اور لیکن	اللہ نے	قتل کیا ان کو	اور آپؐ نے نہیں پھینکا	جب	آپؐ نے پھینکا	اور لیکن	اللہ نے	پھینکا	اور تاکہ وہ آزمائے

الْمُؤْمِنِيْنَ	مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ۭ	اِنَّ اللّٰهَ	سَمِيْعٌ	عَلِيْمٌ ⑰	ذٰلِكُمْ	وَاَنَّ	اللّٰهَ	مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ⑱
مومنوں کو	جیسا کہ خوبصورت آزمانے کا حق ہے	بیشک اللہ	سننے والا ہے	جاننے والا ہے	یہ ہے	اور یہ کہ	اللہ	کافروں کی تدبیر کو کمزور کرنیوالا ہے

اِنْ	تَسْتَفْتِحُوْا	فَقَدْ جَآءَكُمُ	الْفَتْحُ ۚ	وَاِنْ	تَنْتَهُوْا	فَهُوَ	خَيْرٌ	لَّكُمْ ۚ	وَاِنْ
اگر	تم لوگ فیصلہ مانگتے ہو	تو آچکا ہے تمہارے پاس	فیصلہ	اور اگر	تم لوگ باز آجاؤ	تو یہ	بہتر ہے	تمہارے لیے	اور اگر

تَعُوْدُوْا	نَعُدْ ۚ	وَلَنْ تُغْنِيَ	عَنْكُمْ	فِئَتُكُمْ	شَيْـًٔا	وَّلَوْ
تم لوگ دوبارہ کروگے	تو ہم (بھی) دوبارہ کریں گے	اور ہرگز بے نیاز نہیں کرے گی	تم کو	تمہاری جماعت	کچھ بھی	اگرچہ

كَثُرَتْ ۙ	وَاَنَّ	اللّٰهَ	مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ⑲ ع
وہ زیادہ (بھی) ہو	اور یہ کہ	اللہ	مومنوں کے ساتھ ہے

نوٹ: 1

ہمارے کچھ بھائیوں کی رائے ہے کہ احادیث کی سند پر تو بہت تحقیق ہوئی ہے لیکن ان کے متن پر تحقیق نہیں ہوئی، حالانکہ اس کی سخت ضرورت ہے۔ اس ضمن میں وہ لوگ جو حوالے دیتے ہیں، ان میں زیر مطالعہ آیت۔ 11 کا حوالہ شامل ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ عین اس وقت اونگھ طاری ہو جائے جب زور شور سے جنگ جاری ہو اور حالت یہ ہو جائے کہ لوگوں کے ہاتھوں سے تلواریں چھوٹ کر گر پڑی ہوں، یہ بات عقل قبول نہیں کرتی۔ جبکہ ابن کثیر میں یہی مفہوم دیا ہے۔ اس لیے احادیث کے متن پر تحقیق کی ضرورت ہے۔ حیقت واضح کرنے کے لیے پہلے ہم ابنِ کثیر کی متعلقہ عبارت نقل کر رہے ہیں اس کے بعد اپنی وضاحت پیش کریں گے۔

''اللہ پاک ان احسانات کو یاد دلاتا ہے کہ وقت جنگ تم پر غنودگی طاری کر کے ہم نے تم پر احسان کیا ہے کہ اپنی قلت اور دشمن کی کثرت کا جو تمہیں احساس تھا اور اس احساس کے تحت تم پر ایک خوف سا طاری تھا اس سے تمہیں مامون کر دیا اور اسی طرح اللہ نے یوم احد میں بھی کیا تھا۔ (یہاں آیت 3/ آل عمران: 154 کی متعلقہ عربی عبارت اور ترجمہ ہے)۔ ابوطلحہؓ کہتے ہیں کہ جنگ احد کے روز مجھے بھی غنودگی آ گئی تھی کہ تلوار میرے ہاتھ سے گری جاتی تھی اور میں اٹھا تا جاتا تھا اور میں لوگوں کو بھی دیکھ رہا تھا کہ ڈھال سر پر لگائے ہوئے نیند میں جھول رہے تھے۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ بدر کے روز مقدادؓ کے سوا کسی کے پاس واری نہیں تھی۔ ہم سب نیند کے عالم میں تھے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ ایک درخت کے نیچے صبح تک نمازیں پڑھتے رہے اور خدا کے آگے روتے رہے، ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ بروز جنگ یہ اونگھ خدا کی طرف سے گویا ایک امن کی شکل میں تھی اور نماز میں یہی اونگھ شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔ قتادہؓ کہتے ہیں اونگھ سر میں

ہوتی ہے اور نیند دل میں ہوتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ غنودگی یوم احد میں گھیرے ہوئے تھی اور یہ خبر تو بہت عام اور مشہور ہے اور یہاں آیت شریفہ سیاق قصہ بدر میں ہے اور یہ اس بات پر دلیل ہے کہ بدر میں غنودگی طاری تھی اور یہ شت جنگ میں مومنین پر طاری ہو یا یا کرتی تھی تا کہ ان کے قلوب اللہ کی مدد سے مطمئن اور مامون رہیں اور یہ مومنین پر اللہ کا فضل اور رحمت ہے۔''

اب پہلی بات یہ نوٹ کریں کہ اس پوری عبارت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ارشاد منقول نہیں ہے۔ وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا۔ وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے۔ دوسری بات یہ نوٹ کریں کہ صحابۂ کرام؇ کے کسی قول سے یہ مترشح نہیں ہے کہ یہ اونگھ عین حالت کارزار میں طاری ہوئی تھی، نہ احد میں اور نہ ہی بدر میں۔ آل عمران کی آیت اس ضمن میں بہت واضح ہے کہ احد میں شکست ہو جانے کے بعد مسلمان فوج کے ایک گروہ پر ایک اونگھ طاری کی گئی تھی اور طلحہؓ اس کی کیفیت بیان کر رہے ہیں۔ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ وہؓ عین حالت جنگ کی کیفیت بیان کر رہے ہیں تو یہ اس کے اپنے ذہن کا تصوراتی ہیولہ ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حضرت علیؓ کا قول بہت واضح ہے کہ یہ اونگھ رات کے وقت طاری کی گئی تھی۔ جبکہ ابن مسعودؓ اور قتادہؒ کے اقوال آیت زیر مطالعہ کی تفسیر سے متعلق ہیں، جنگ کے ذاتی تجربہ کا بیان نہیں ہے، البتہ ابن کثیرؒ کا اپنا قول یہ ہے کہ اونگھ عین حالت جنگ میں طاری کی گئی تھی۔ تو یہ ایک مفسر کا قول ہے جس سے اختلاف ممکن ہے اور اکثر مفسرین نے انؒ کی اس رائے سے اختلاف کیا بھی ہے۔

مذکورہ تجزیہ سے یہ بات پوری واضح ہو جاتی ہے کہ اسناد کی تحقیق کے بعد جب معلوم ہو جائے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے تو پھر اس کے متن پر تحقیق کرنا چہ معنی دارد۔ ایسا سوچنا بھی بڑی جسارت کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی امان میں رکھے۔ البتہ کسی متن سے کوئی جو مفہوم اخذ کرتا ہے، اس مفہوم پر تحقیق ہو سکتی ہے اور اس ضرورت کے ہم معترف ہیں۔ فی زمانہ اس ضمن میں ایک مزید ضرورت کا اضافہ ہو گیا۔ وہ اس طرح کہ پاکستان بننے کے بعد ہمارے معاشرے میں نو دولتیوں کا ایک طبقہ وجود میں آیا تھا۔ آج کل نو تعلیمیوں کا ایک طبقہ وجود میں آ گیا ہے۔ یہ لوگ جس طرح کے مفاہیم اخذ کرتے ہیں۔ اس کا ایک نقشہ آپ مذکورہ بالا تجزیہ میں دیکھ چکے ہیں۔ ان کے دو چار اور مفاہیم اگر آپ کے سامنے آ گئے تو آپ کو بھی اس ضرورت کا احساس ہونے لگے گا کہ مفہوم اخذ کرنے والے کے دماغ پر بھی تحقیق ہونی چاہیے کہ وہ ورکنگ آرڈر میں ہے کہ نہیں۔

آخری بات یہ ہے کہ احادیث کے متن پر تحقیق کرنے سے بات ختم نہیں ہو گی بلکہ بات شروع ہو گی۔ ایک صاحب کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں جو قرآن مجید کی چند آیات کے متن پر تحقیق کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے تھے کہ یہ اللہ کا کلام اور قرآن مجید کی آیات نہیں ہو سکتیں بلکہ یہ من گھڑت (موضوع) آیات ہیں جو کسی نے قرآن میں شامل کر دی ہیں۔ اپنی تحقیق کا لب لباب بڑی داد طلب نظروں سے جب وہ میرے سامنے پیش کر چکے تو میں نے اعتراف کیا کہ آپ کی ریسرچ اتنی گہری ہے کہ وہ ''خوض'' کے ''رتبہ'' کو پہنچی ہوئی ہے۔ اس لیے صرف آپ ہی اس کے اہل ہیں کہ اب آپ اس آیت کے متن پر تحقیق کریں جس میں اللہ نے قرآن کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے مجھ جیسے جاہل سے ہمیشہ کے لیے قطع تعلق کر لیا۔

نوٹ:2 آیت۔19 میں خطاب مومنوں سے نہیں بلکہ کافروں سے ہے۔ مشرکین جنگ بدر کے لیے مکہ سے چلنے لگے تو غلاف کعبہ پکڑ کر دعا مانگنے لگے کہ اے خدا دونوں فریقوں میں جو تیرے نزدیک افضل ہے اور جس کا قبلہ بہتر ہے اس کی مدد فرما (ابن کثیر)۔ آیت میں اسی کا حوالہ ہے۔

آیت نمبر (20 تا 28)

ترکیب

(آیت۔20) وَلَا تَوَلَّوْا دراصل وَلَا تَتَوَلَّوْا ہے۔ (آیت۔22) شَرَّ الدَّوَآبِّ مبتدا ہے۔ اَلصُّمُّ اور اَلْبُكْمُ اس کی معرفہ خبریں ہیں جبکہ اَلَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ خبروں کا بدل ہے۔ (آیت۔24) وَاَنَّهٗ میں ضمیر الشان ہے۔ (آیت۔25) فِتْنَةً نکرہ مخصوصہ ہے جبکہ لَا تُصِيْبَنَّ سے آگے پورا جملہ اس کی خصوصیت ہے۔ (آیت۔26) اَنْتُمْ کی خبر اول قَلِيْلٌ ہے اور مُسْتَضْعَفُوْنَ اس کی خبر ثانی ہے۔ (آیت۔27) لَا تَخُوْنُوا کی لائے نہی پر عطف ہونے کی وجہ سے آگے وَتَخُوْنُوْا مجزوم ہوا ہے۔

ترجمہ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْۤا	اَطِيْعُوا	اللّٰهَ	وَرَسُوْلَهٗ	وَلَا تَوَلَّوْا	عَنْهُ	وَ
اے لوگو جو	ایمان لائے ہو	تم لوگ اطاعت کرو	اللہ کی	اور اس کے رسول ؐ کی	اور روگردانی مت کرو	ان ؐ سے	اس حال میں کہ

اَنْتُمْ	تَسْمَعُوْنَ ۝٢٠	وَلَا تَكُوْنُوْا	كَالَّذِيْنَ	قَالُوْا	سَمِعْنَا	وَ	هُمْ	لَا يَسْمَعُوْنَ ۝٢١
تم لوگ	سنتے ہو	اور تم لوگ مت ہو	ان کی مانند جنھوں نے	کہا	ہم نے سنا	حالانکہ	وہ لوگ	نہیں سنتے

اِنَّ	شَرَّ الدَّوَآبِّ	عِنْدَ اللّٰهِ	الصُّمُّ	الْبُكْمُ	الَّذِيْنَ	لَا يَعْقِلُوْنَ ۝٢٢	وَلَوْ	عَلِمَ	اللّٰهُ
بیشک	زمین پر چلنے والوں کے بدترین	اللہ کے ہاں	بہرے ہیں	گونگے ہیں	وہ لوگ جو	عقل نہیں کرتے	اور اگر	جانتا	اللہ

فِيْهِمْ	خَيْرًا	لَّاَسْمَعَهُمْ	وَلَوْ	اَسْمَعَهُمْ	لَتَوَلَّوْا	وَّهُمْ	مُّعْرِضُوْنَ ۝٢٣
ان میں	کوئی بھلائی	تو وہ ضرور سناتا ان کو	اور اگر	وہ سناتا ان کو	تو وہ ضرور روگردانی کرتے	اور وہ ہیں (ہی)	اعتراض کرنے والے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوا	اسْتَجِيْبُوْا	لِلّٰهِ	وَلِلرَّسُوْلِ	اِذَا	دَعَاكُمْ	لِمَا	يُحْيِيْكُمْ
اے لوگو جو	ایمان لائے	تم لوگ حکم مانو	اللہ کا	اور ان رسول ؐ کا	جب بھی	وہ ؐ بلائیں تم کو	اس کے لیے جو	زندگی دیتی ہے تم کو

وَاعْلَمُوْۤا	اَنَّ	اللّٰهَ	يَحُوْلُ	بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ	وَاَنَّهٗۤ	اِلَيْهِ	تُحْشَرُوْنَ ۝٢٤
اور جان لو	کہ	اللہ	حائل کر دیتا ہے	آدمی اور اس کے دل کے درمیان	اور حقیقت تو یہ ہے کہ	اس کی طرف ہی	تم لوگ جمع کیے جاؤ گے

وَاتَّقُوْا	فِتْنَةً	لَّا تُصِيْبَنَّ	الَّذِيْنَ	ظَلَمُوْا	مِنْكُمْ	خَاۤصَّةً
اور تم لوگ بچو	ایک ایسی آزمائش سے جو	ہرگز نہیں پہنچے گی	(صرف) ان لوگوں کو (ہی) جنھوں نے	ظلم کیا	تم میں سے	خاص کرنیوالی ہوتے ہوئے

وَاعْلَمُوْۤا	اَنَّ	اللّٰهَ	شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝٢٥	وَاذْكُرُوْۤا	اِذْ	اَنْتُمْ	قَلِيْلٌ	مُّسْتَضْعَفُوْنَ	فِي الْاَرْضِ
اور جان لو	کہ	اللہ	پکڑ کا سخت ہے	اور یاد کرو	جب	تم لوگ	اقلیت میں تھے	کمزور سمجھے جاتے تھے	زمین میں

تَخَافُوْنَ	اَنْ	يَّتَخَطَّفَكُمُ	النَّاسُ	فَاٰوٰىكُمْ	وَاَيَّدَكُمْ	بِنَصْرِهٖ
تم لوگ ڈرتے تھے	کہ	اچک لیں گے تم کو	لوگ	تو اس نے ٹھکانہ دیا تم کو	اور اس نے تائید کی تمہاری	اپنی مدد سے

939/4

وَرَزَقَكُمْ	مِّنَ الطَّيِّبٰتِ	لَعَلَّكُمْ	تَشْكُرُوْنَ ﴿٢٦﴾	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	لَا تَخُوْنُوا
اور رزق دیا تم کو	پاکیزہ (چیزوں) میں سے	شاید کہ تم لوگ	شکر ادا کرو	اے لوگو جو	ایمان لائے	تم لوگ خیانت مت کرو

اللّٰهَ	وَالرَّسُوْلَ	وَتَخُوْنُوْٓا	اَمٰنٰتِكُمْ	وَ	اَنْتُمْ	تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٧﴾	وَاعْلَمُوْٓا
اللہ سے	اور ان رسول ﷺ سے	اور خیانت مت کرو	اپنی (آپس کی) امانتوں میں	اس حال میں کہ	تم لوگ	جانتے ہو	اور تم لوگ جان لو

اَنَّمَآ	اَمْوَالُكُمْ	وَاَوْلَادُكُمْ	فِتْنَةٌ ۙ	وَّاَنَّ	اللّٰهَ	عِنْدَهٗٓ	اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٨﴾ ع
کہ کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	تمہارے مال	اور تمہاری اولاد	ایک آزمائش ہیں	اور یہ کہ	اللہ !	اس کے پاس ہی	اجر عظیم ہے

نوٹ:1 آیت۔24 میں ہے کہ اللہ تعالیٰ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل کر دیتا ہے۔ کیا حائل کر دیتا ہے؟ یہ بات محذوف ہے۔ اس وجہ سے آیت کے اس جملے کے مفہوم میں وسعت پیدا ہوئی ہے اور اس کے ایک سے زیادہ مفاہیم بیان کیے گئے ہیں۔ البتہ اسی آیت میں مذکورہ جملے سے پہلے یہ ہے کہ جب بھی رسول اللہ ﷺ تمہیں حیات بخش چیز کی طرف بلائیں تو لبیک کہو۔ اس کے پیش نظر مذکورہ جملے کا زیادہ قابل ترجیح مفہوم یہ بنتا ہے کہ جب کسی نیک کام کرنے یا گناہ سے بچنے کا موقع آئے تو اس کو فوراً کر گزرو، دیر نہ کرو اور اس فرصت کو غنیمت سمجھو۔ بعض اوقات آدمی کے ارادے کے درمیان قضائے الٰہی حائل ہو جاتی ہے اور وہ اپنے ارادہ میں کامیاب نہیں ہو پاتا۔ موت آ جائے، کوئی بیماری پیش آ جائے یا کوئی واقعہ ایسی مصروفیت پیدا کر دے کہ اس کام کی فرصت نہ مل سکے۔ اس لیے انسان کو چاہیے کہ فرصتِ وقت کو غنیمت سمجھے اور آج کا کام کل پر نہ ٹالے کیونکہ معلوم نہیں کل کیا ہوتا ہے۔ (معارف القران سے ماخوذ)

نوٹ:2 رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ خواص کے عمل کے سبب عوام پر عذاب نہیں بھیجتا۔ لیکن جب خاص لوگ امرِ منکر قوم میں پھیلا ہوا دیکھتے ہیں اور اس کو روکنے پر قادر ہوتے ہیں لیکن اپنے اقتدار کو کام میں لا کر نہیں روکتے، تو پھر عمومی عذاب آ جاتا ہے اور اس میں خاص و عام سب گرفتارِ بلا ہو جاتے ہیں۔ (ابن کثیرؒ)۔ آیت۔25 میں ایسے ہی عمومی عذاب کو فتنہ کہا گیا ہے اور اس سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔

نوٹ:3 آیت۔26 فی زمانہ پاکستان پر پوری طرح چسپاں ہوتی ہے۔ تقسیم سے پہلے ہندوستان میں مسلمان اقلیت میں تھے۔ تعلیمی، معاشی، سرکاری ملازمتوں، غرض کہ ہر میدان میں پسماندہ تھے۔ انہیں خوف تھا کہ برطانیہ سے آزادی حاصل کرنے کے بعد ہندو اکثریت انہیں بالکل ہی کچل دے گی۔ اس خطرہ کے پیش نظر مسلمانوں نے پاکستان کا مطالبہ کیا تھا۔ کانگریس اور برطانوی حکومت، دونوں اس کے شدید مخالف تھے۔ چنانچہ برطانوی حکومت نے صوبوں کی فیڈریشن بنا کر متحدہ ہندوستان کو آزادی دینے کا منصوبہ پیش کیا تھا۔ مسلم لیگ نے اس منصوبہ کو قبول کر لیا تھا اور اس کا اعلان بھی کر چکی تھی۔ گویا مسلمانوں کی کمان سے تیر نکل چکا تھا۔ اب اگر کانگریس بھی اسے قبول کر لیتی ہے تو پاکستان کبھی وجود میں نہ آتا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی تائید و نصرت اس طرح کی کہ کانگریسی لیڈروں کی عقل الٹ دی اور انہوں نے اس منصوبے کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس طرح پاکستان کے مطالبے کو نئی زندگی ملی اور برطانوی حکومت مجبور ہو گئی کہ وہ ہندوستان کو تقسیم کرے۔ (حافظ احمد یار صاحب مرحوم)

آیت نمبر (29 تا 37)

م ک و

(ن) مُکَاءً منہ سے سیٹی بجانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 35

ص د و

(ن) صَدْوًا (۱) کسی چیز کا لمبا ہونا۔ (۲) تالی بجانا۔

(تفعیل) تَصْدِیَۃً دونوں ہاتھوں سے تالی پیٹنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 35

(تفعّل) تَصَدّٰی کسی کی طرف متوجہ ہونا۔ ﴿ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰی ﴾ (80/عبس: 6) ''تو آپؐ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔''

ر ک م

(ن) رَکْمًا تہہ در تہہ کرنا۔ ڈھیر لگانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 37

مَرْکُوْمٌ اسم المفعول ہے۔ تہہ بہ تہہ کیا ہوا۔ ﴿ یَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْکُوْمٌ ﴾ (52/الطور: 44) ''تو وہ لوگ کہیں گے تہہ بہ تہہ کیا ہوا بادل ہے۔''

رُکَامٌ اسم ذات ہے۔ تہہ در تہہ چیز۔ ﴿ اَنَّ اللّٰهَ یُزْجِیْ سَحَابًا ثُمَّ یُؤَلِّفُ بَیْنَهٗ ثُمَّ یَجْعَلُهٗ رُکَامًا ﴾ (24/النور: 43) ''کہ اللہ ہانکتا ہے بادل کو پھر وہ اکٹھا کرتا ہے اس کو آپس میں پھر وہ بنا تا ہے اس کو ایک تہہ در تہہ چیز۔''

ترکیب

(آیت۔ 32) اِنْ شرطیہ کی وجہ سے کَانَ کا ترجمہ حال میں ہوگا، کَانَ کا اسم ھٰذَا ہے اور اَلْحَقَّ اس کی خبر ہے، جبکہ ھُوَ ضمیر فاصل ہے۔ (آیت۔ 33) کَانَ کی خبر ہونے کی وجہ سے مُعَذِّبَھُمْ حالت نصب میں ہے۔ (آیت۔ 34) اَوْلِیَاءَهٗ کی ضمیر اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کے لیے ہے۔ (آیت۔ 36) فَسَیُنْفِقُوْنَهَا میں ھَا کی ضمیر اَمْوَال کے لیے ہے۔ تَکُوْنُ کا اسم اس میں شامل ھَا کی ضمیر ہے جو اَمْوَال کے لیے ہے اور حَسْرَۃً اس کی خبر ہے۔ (آیت۔ 37) فَیَرْکُمَهٗ اور فَیَجْعَلَهٗ کے فاسببیہ ہیں اس لیے یَرْکُمَ اور یَجْعَلَ حالت نصب میں ہیں۔

ترجمہ

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْٓا	اِنْ	تَتَّقُوا	اللّٰهَ	یَجْعَلْ	لَّکُمْ	فُرْقَانًا
اے لوگو جو	ایمان لائے	اگر	تم لوگ تقویٰ کرو گے	اللہ کا	تو وہ بنا دے گا	تمہارے لیے	ایک واضح فرق کرنے والا

وَّیُکَفِّرْ	عَنْکُمْ	سَیِّاٰتِکُمْ	وَیَغْفِرْ	لَکُمْ	وَاللّٰهُ	ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ	وَاِذْ	یَمْکُرُ
اور وہ دور کر دے گا	تم سے	تمہاری برائیوں کو	اور وہ معاف کر دے گا	تم کو	اور اللہ	عظیم فضل والا ہے	اور جب	سازش کی

بِکَ	الَّذِیْنَ	کَفَرُوْا	لِیُثْبِتُوْکَ	اَوْ	یَقْتُلُوْکَ	اَوْ	یُخْرِجُوْکَ	وَ
آپؐ کے لیے	ان لوگوں نے جنہوں نے	کفر کیا	کہ وہ قید کریں آپؐ کو	یا	قتل کریں آپؐ کو	یا	نکال دیں آپؐ کو	اس حال میں

يَمْكُرُوْنَ	وَيَمْكُرُ	اللّٰهُ ط	وَاللّٰهُ	خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۳۰	وَاِذَا	تُتْلٰى عَلَيْهِمْ	اٰيٰتُنَا
وہ لوگ چال چلتے تھے	اور تدبیر کرتا تھا	اللہ	اور اللہ	بہترین تدبیر کرنے والا ہے	اور جب کبھی	پڑھ کر سنائی جاتی ہیں ان کو	ہماری آیتیں

قَالُوْا	قَدْ سَمِعْنَا	لَوْ	نَشَآءُ	لَقُلْنَا	مِثْلَ هٰذَآ	اِنْ	هٰذَآ	اِلَّآ
تو وہ لوگ کہتے ہیں	ہم سن چکے ہیں	اگر	ہم چاہیں	تو ہم (بھی) ضرور کہہ لیں گے	اس کے جیسا	نہیں ہے	یہ	مگر

اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۳۱	وَاِذْ	قَالُوا	اللّٰهُمَّ	اِنْ	كَانَ	هٰذَا	هُوَ الْحَقَّ	مِنْ عِنْدِكَ	فَاَمْطِرْ	عَلَيْنَا
پہلے لوگوں کی کہانیاں	اور جب	انہوں نے کہا	اے اللہ	اگر	ہے	یہ	ہی حق	تیرے پاس سے	تو، تو برسا	ہم پر

حِجَارَةً	مِّنَ السَّمَآءِ	اَوِ	ائْتِنَا	بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۳۲	وَمَا كَانَ	اللّٰهُ	لِيُعَذِّبَهُمْ	وَ
پتھر	آسمان سے	یا	تو لے آ ہم پر	کوئی دردناک عذاب	اور نہیں ہے	اللہ	کہ وہ عذاب دے ان کو	اس حال میں کہ

اَنْتَ	فِيْهِمْ ط	وَمَا كَانَ	اللّٰهُ	مُعَذِّبَهُمْ	وَ	هُمْ	يَسْتَغْفِرُوْنَ ۳۳	وَمَا لَهُمْ
آپ	ان میں ہیں	اور نہیں ہے	اللہ	ان کو عذاب دینے والا	اس حال میں کہ	وہ لوگ	استغفار کرتے ہیں	اور انہیں کیا ہے

اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ	اللّٰهُ	وَ	هُمْ	يَصُدُّوْنَ	عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	وَ	مَا كَانُوْٓا	اَوْلِيَآءَهٗ ط
کہ عذاب نہ دے ان کو	اللہ	اس حال میں کہ	وہ لوگ	روکتے ہیں	مسجد حرام سے	حالانکہ	وہ نہیں ہیں	اس کے متولی

اِنْ	اَوْلِيَآؤُهٗٓ	اِلَّا	الْمُتَّقُوْنَ	وَلٰكِنَّ	اَكْثَرَهُمْ	لَا يَعْلَمُوْنَ ۳۴	وَمَا كَانَ	صَلَاتُهُمْ
نہیں ہیں	اس کے متولی	مگر	تقویٰ کرنے والے	اور لیکن	ان کے اکثر	جانتے نہیں ہیں	اور نہیں تھی	ان کی نماز

عِنْدَ الْبَيْتِ	اِلَّا	مُكَآءً	وَّتَصْدِيَةً ط	فَذُوْقُوا	الْعَذَابَ	بِمَا	كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۳۵	اِنَّ
اس گھر کے پاس	مگر	سیٹی بجانا	اور تالی بجانا	پس تم لوگ چکھو	اس عذاب کو	بہ سبب اس کے جو	تم لوگ کفر کرتے تھے	بے شک

الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	يُنْفِقُوْنَ	اَمْوَالَهُمْ	لِيَصُدُّوْا	عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط	فَسَيُنْفِقُوْنَهَا
جن لوگوں نے	کفر کیا	وہ خرچ کرتے ہیں	اپنے مال	تا کہ وہ روکیں	اللہ کے راستے سے	پس وہ لوگ (ابھی اور) خرچ کریں گے ان کو

ثُمَّ	تَكُوْنُ	عَلَيْهِمْ	حَسْرَةً	ثُمَّ	يُغْلَبُوْنَ ۵	وَالَّذِيْنَ	كَفَرُوْٓا	اِلٰى جَهَنَّمَ
پھر	وہ ہوگا	ان پر	ایک حسرت	پھر	وہ لوگ مغلوب کیے جائیں گے	اور جنہوں نے	کفر کیا	جہنم کی طرف ہی

يُحْشَرُوْنَ ۳۶	لِيَمِيْزَ	اللّٰهُ	الْخَبِيْثَ	مِنَ الطَّيِّبِ	وَيَجْعَلَ	الْخَبِيْثَ	بَعْضَهٗ
وہ اکٹھا کیے جائیں گے	تا کہ الگ کرے	اللہ	ناپاک کو	پاکیزہ سے	اور تا کہ وہ کر دے	ناپاک کو	اس کے بعض کو

عَلٰى بَعْضٍ	فَيَرْكُمَهٗ	جَمِيْعًا	فَيَجْعَلَهٗ	فِيْ جَهَنَّمَ ط	اُولٰٓئِكَ	هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۳۷ ع
بعض کے اوپر	تب وہ ڈھیر لگائے گا اس کا،	سب کے سب کا	تب وہ رکھے گا اس کو	جہنم میں	وہ لوگ	ہی خسارہ پانے والے ہیں

نوٹ: 1

اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ پوری قوم کا نام ونشان مٹا دیا جائے۔ یہ فیصلہ کن عذاب ہوتا ہے جیسا کہ قوم نوح، قوم لوط، قوم شعیب وغیرہ پر نازل ہوا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کسی فرد یا افراد کے کسی گروہ پر کوئی عذاب آئے یا اگر کسی قوم پر کوئی عمومی عذاب آئے، تب بھی عذاب گزر جانے کے بعد قوم کا وجود باقی رہے۔ یہ وارننگ دینے والا عذاب ہوتا ہے۔

آیت نمبر 33 میں فیصلہ کن عذاب کا ذکر ہے۔ یہ عذاب اس وقت تک نازل نہیں کیا جاتا جب کسی قوم میں اس کا نبی موجود ہو یا کچھ اہل ایمان موجود ہوں جو استغفار کرتے ہوں۔ مکہ سے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے ہجرت کر جانے کے بعد بھی کچھ کمزور مسلمان رہ گئے تھے جو ہجرت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے مکہ فیصلہ کن عذاب سے محفوظ رہا۔ اس فیصلہ کن عذاب کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی قیامت تک استغفار لوگوں کو عذاب سے بچاتا رہے گا۔ (ابن کثیرؒ سے ماخوذ) جبکہ آیت۔ 34 میں وارننگ دینے والے عذاب کا ذکر ہے کہ کسی قوم کی بداعمالیوں کے نتیجے میں ان پر عذاب نہ بھیجنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ آیت نمبر۔ 35 میں فَذُوْقُوا الْعَذَابَ میں اس عذاب کی طرف اشارہ ہے جو میدانِ بدر میں اہل مکہ پر نازل ہوا۔

آیت نمبر (38 تا 44)

م ض ی

(ض) **مُضِيًّا** گزر جانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 38

اِمْضِ فعل امر ہے۔ تو گزر جا۔ ﴿ وَامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ﴾ (15/ الحجر: 65) ”اور تم لوگ گزر جاؤ جہاں سے تمہیں حکم دیا جاتا ہے۔“

ق ص و

(ن۔س) **قَصْوًا اور قَصًا** دور ہونا۔

قَصِیٌّ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ دور۔ ﴿ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴾ (19/ مریم: 22) ”پھر وہ گوشہ نشین ہوئیں اس کے ساتھ ایک دور والے مکان میں۔“

اَقْصٰى مؤنث قُصْوٰى۔ افعل تفضیل ہے۔ زیادہ دور۔ زیر مطالعہ آیت۔ 42۔ اور ﴿ وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى ﴾ (28/ القصص: 20) ”اور آیا ایک شخص شہر کے کنارے سے سے دوڑتا ہوا۔“

ترکیب

(آیت۔ 39) حَتّٰى پر عطف ہونے کی وجہ سے يَكُوْنَ حالت نصب میں ہے۔ (آیت۔ 41) اَنَّمَا ایک لفظ یعنی کلمہ حصر نہیں ہے بلکہ اَنَّ اور مَا موصولہ کو ملا کر لکھا گیا ہے جو کہ قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔ (دیکھیں آیت نمبر۔ 2/ البقرہ 11۔ 12، نوٹ۔ 2)۔ (آیت۔ 42) اَلرَّكْبُ مبتدا ہے اور اَسْفَلَ اس کی خبر ہے جو کہ افعل التفضیل ہے اور ظرف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ اس جملہ اسمیہ کا ترجمہ ماضی میں ہوگا کیونکہ بات کی ابتدا اِذْ سے ہوئی ہے۔ لِيَهْلِكَ کی لام کَیْ پر عطف ہونے کی وجہ سے يَحْيٰى محلاً حالتِ نصب میں ہے۔

ترجمہ

934

قُلْ	لِّلَّذِيْنَ	كَفَرُوْٓا	اِنْ	يَّنْتَهُوْا	يُغْفَرْ	لَهُمْ	مَّا
آپ کہہ دیجیے	ان سے جنہوں نے	کفر کیا	(کہ) اگر	وہ باز آجائیں	تو معاف کردیا جائے گا	ان کے لیے	اس کو جو

قَدْ سَلَفَ ج	وَاِنْ	يَّعُوْدُوْا	فَقَدْ مَضَتْ	سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾	وَقَاتِلُوْهُمْ	حَتّٰى	لَا تَكُوْنَ
گزرا ہے	اور اگر	وہ لوگ پھر کریں گے	تو گزر چکا ہے	اگلے لوگوں کا طریقہ	اور تم لوگ جنگ کرو ان سے	یہاں تک کہ	نہ رہے

فِتْنَةٌ	وَّ يَكُوْنَ	الدِّيْنُ	كُلُّهٗ	لِلّٰهِ ج	فَاِنِ	انْتَهَوْا	فَاِنَّ اللّٰهَ	بِمَا	يَعْمَلُوْنَ
کوئی فتنہ	اور یہاں تک کہ ہوجائے	نظام حیات	اس کا کل	اللہ کے لیے	پھر اگر	وہ لوگ باز آجائیں	تو بیشک اللہ	اس کو جو	وہ لوگ کرتے ہیں

بَصِيْرٌ ﴿۳۹﴾	وَاِنْ	تَوَلَّوْا	فَاعْلَمُوْٓا	اَنَّ	اللّٰهَ	مَوْلٰىكُمْ ط	نِعْمَ	الْمَوْلٰى	وَنِعْمَ
دیکھنے والا ہے	اور اگر	وہ روگردانی کریں	تو تم لوگ جان لو	کہ	اللہ	تمہارا کارساز ہے	کیا ہی اچھا	کارساز ہے	اور کیا ہی اچھا

النَّصِيْرُ ﴿۴۰﴾	وَاعْلَمُوْٓا	اَنَّمَا	غَنِمْتُمْ	مِّنْ شَيْءٍ	فَاَنَّ	لِلّٰهِ	خُمُسَهٗ
مددگار ہے	اور جان لو	کہ جو کچھ	تم لوگوں نے غنیمت حاصل کی	کوئی بھی چیز	تو یہ کہ	اللہ کے لیے	اس کا پانچواں حصہ ہے

وَلِلرَّسُوْلِ	وَلِذِي الْقُرْبٰى	وَالْيَتٰمٰى	وَالْمَسٰكِيْنِ	وَابْنِ السَّبِيْلِ لا	اِنْ	كُنْتُمْ	اٰمَنْتُمْ
اور ان رسولؐ کے لیے ہے	اور قرابتداروں کے لیے ہے	اور یتیموں کے لیے ہے	اور مسکینوں کے لیے ہے	اور مسافر کے لیے ہے	اگر	تم لوگ	ایمان لائے

بِاللّٰهِ	وَمَآ	اَنْزَلْنَا	عَلٰى عَبْدِنَا	يَوْمَ الْفُرْقَانِ	يَوْمَ	الْتَقَى	الْجَمْعٰنِ ط	وَاللّٰهُ	عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
اللہ پر	اور اس پر جو	ہم نے اتارا	اپنے بندے پر	فیصلے کے دن	جس دن	آمنے سامنے ہوئیں	دو جماعتیں	اور اللہ	ہر چیز پر

قَدِيْرٌ ﴿۴۱﴾	اِذْ	اَنْتُمْ	بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا	وَهُمْ	بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى	وَالرَّكْبُ	اَسْفَلَ
قدرت رکھنے والا ہے	جب	تم لوگ تھے	نزدیکی کنارہ پر	اور وہ لوگ تھے	دور والے کنارہ پر	اور سواروں کا دستہ (یعنی قافلہ)	زیادہ نشیب میں تھا

مِنْكُمْ ط	وَلَوْ	تَوَاعَدْتُّمْ	لَاخْتَلَفْتُمْ	فِي الْمِيْعٰدِ لا	وَلٰكِنْ	لِّيَقْضِيَ	اللّٰهُ	اَمْرًا	كَانَ
تم سے	اور اگر	تم باہم معاہدہ کرتے	توضرور اختلاف کرتے	مقررہ وقت میں	اور لیکن	تاکہ پورا کرلے	اللہ	ایک ایسے کام کو جو	تھا

مَفْعُوْلًا لا	لِّيَهْلِكَ	مَنْ	هَلَكَ	عَنْۢ بَيِّنَةٍ	وَّيَحْيٰى	مَنْ	حَيَّ	عَنْۢ بَيِّنَةٍ ط	وَاِنَّ اللّٰهَ
کیا جانے والا	تاکہ وہ ہلاک ہو	جو	ہلاک ہوا	روشن (دلیل) سے	اور وہ زندہ رہے	جو	زندہ رہا	روشن (دلیل) سے	اور بیشک اللہ

لَسَمِيْعٌ	عَلِيْمٌ ﴿۴۲﴾ لا	اِذْ	يُرِيْكَهُمُ	اللّٰهُ	فِيْ مَنَامِكَ	قَلِيْلًا ط	وَلَوْ	اَرٰىكَهُمْ
تو یقیناً سننے والا ہے	جاننے والا ہے	جب	دکھایا آپؐ کو انہیں	اللہ نے	آپؐ کی نیند کے وقت میں	تھوڑا ہوتے ہوئے	اور اگر	وہ دکھاتا آپؐ کو انہیں

كَثِيْرًا	لَّفَشِلْتُمْ	وَلَتَنَازَعْتُمْ	فِي الْاَمْرِ	وَلٰكِنَّ	اللّٰهَ	سَلَّمَ ط	اِنَّهٗ
زیادہ ہوتے ہوئے	تو تم لوگ ضرور ہمت ہارتے	اور تم لوگ ضرور باہم کھینچا تانی کرتے	اس حکم میں	اور لیکن	اللہ نے	سلامتی دی	بیشک وہ

عَلِيۡمٌۢ	بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ۝٤٣	وَاِذۡ	يُرِيۡكُمُوۡهُمۡ	اِذِ الۡتَقَيۡتُمۡ	فِىۡۤ اَعۡيُنِكُمۡ	قَلِيۡلًا
جاننے والا ہے	سینوں والی (بات) کو	اور جب	اس نے دکھایا تم لوگوں کو انہیں	جب تم لوگ آمنے سامنے ہوئے	تمہاری آنکھوں میں	تھوڑا ہوتے ہوئے

وَّيُقَلِّلُكُمۡ	فِىۡۤ اَعۡيُنِهِمۡ	لِيَقۡضِىَ	اللّٰهُ اَمۡرًا	كَانَ	مَفۡعُوۡلًا ؕ	وَاِلَى اللّٰهِ
اور اس نے تھوڑا کیا تم لوگوں کو	ان کی آنکھوں میں	تا کہ پورا کرے	اللہ ایک ایسے کام کو جو	تھا	کیا جانے والا	اور اللہ کی طرف ہی

تُرۡجَعُ	الۡاُمُوۡرُ ۝٤٤
لوٹائیں جائیں گے	تمام کام

نوٹ: 1 آیت۔39 میں فِتۡنَةٌ کا لفظ تشدد (Persecution) کے مفہوم میں ہے۔ یعنی مسلمانوں کو بجبر وظلم دین حق سے روکنے کا سلسلہ۔ فرمایا ان سے جنگ جاری رکھو یہاں تک کہ اس سرزمین سے اس فتنہ کا استیصال ہو جائے۔ کسی کے لیے اس کا کوئی امکان باقی نہ رہے کہ وہ کسی مسلمان کو اسلام لانے کی بنا پر ستا سکے۔ (تدبر قرآن سے ماخوذ)

دین تمام تر اللہ کا ہو جائے یعنی حرم کی سرزمین پر اللہ کے دین کے سوا کوئی اور دین باقی نہ رہے۔ خانۂ کعبہ اللہ کی وحدانیت کی عبادت کے لیے تعمیر ہوا تھا لیکن قریش نے اس کو ایک بت خانہ بنا ڈالا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ان غاصبوں سے جنگ کرو یہاں تک کہ سرزمین حرم پر اللہ کے دین کے سوا کوئی اور دین باقی نہ رہے۔ (تدبر قرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر (45 تا 48)

ب ط ر

(س) بَطَرًا زیادہ نعمت پا کر بہک جانا۔ اِترا جانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 47 اور ﴿وَ كَمۡ اَهۡلَكۡنَا مِنۡ قَرۡيَةٍۢ بَطِرَتۡ مَعِيۡشَتَهَا ۚ﴾ (28/ القصص: 58) ''اور ہم نے ہلاک کیں کتنی ہی ایسی بستیاں جو اترا گئیں تھیں اپنی معیشت پر۔''

839/4

ن ک ص

(ض) نَکَصًا کسی چیز سے پیچھے ہٹنا۔ پسپا ہونا۔ پلٹنا۔ زیر مطالعہ آیت۔48

ترکیب

(آیت۔46) فَتَفْشَلُوْا کا فاسبیہ ہے اور اسی پر عطف ہونے کی وجہ سے تَذْهَبَ بھی حالت نصب میں آیا ہے۔ (آیت۔47) بَطَرًا اور رِئَآءَ النَّاسِ، دونوں حال ہیں اور اس کے آگے پورا جملہ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بھی حال ہے۔

ترجمہ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْۤا	اِذَا	لَقِيْتُمْ	فِئَةً	فَاثْبُتُوْا	وَاذْكُرُوا	اللّٰهَ
اے لوگو جو	ایمان لائے	جب بھی	تم لوگ سامنے آؤ	کسی جماعت کے	تو تم لوگ ڈٹے رہو	اور یاد کرو	اللہ کو

كَثِيْرًا	لَّعَلَّكُمْ	تُفْلِحُوْنَ ۚ	وَاَطِيْعُوا	اللّٰهَ	وَرَسُوْلَهٗ	وَلَا تَنَازَعُوْا	فَتَفْشَلُوْا
کثرت سے	شاید تم لوگ	مراد پاؤ	اور اطاعت کرو	اللہ کی	اور اس کے رسول کی	اور آپس میں جھگڑا مت کرو	ورنہ تم لوگ ہمت ہار جاؤ گے

وَتَذْهَبَ	رِيْحُكُمْ	وَاصْبِرُوْا ؕ	اِنَّ اللّٰهَ	مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۚ	وَلَا تَكُوْنُوْا	كَالَّذِيْنَ	خَرَجُوْا
اور اکھڑ جائے گی	تمہاری ہوا	اور ثابت قدم رہو	یقیناً اللہ	صدا کرنے والوں کے ساتھ ہے	اور تم لوگ مت ہونا	ان لوگوں جیسے جو	نکلے

مِنْ دِيَارِهِمْ	بَطَرًا	وَّرِئَآءَ النَّاسِ	وَيَصُدُّوْنَ	عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ	وَاللّٰهُ	بِمَا	يَعْمَلُوْنَ
اپنے گھروں سے	اتراتے ہوئے	اور لوگوں کا دکھاوا کرتے ہوئے	اور روکتے ہوئے	اللہ کی راہ سے	اور اللہ	اس کا جو	وہ لوگ کرتے ہے

مُحِيْطٌ	وَاِذْ	زَيَّنَ	لَهُمُ	الشَّيْطٰنُ	اَعْمَالَهُمْ	وَقَالَ	لَا غَالِبَ
احاطہ کرنے والا ہے	اور جب	مزین کیا	ان کے لیے	شیطان نے	ان کے اعمال کو	اور اس نے کہا	کوئی غلبہ پانے والا نہیں ہے

لَكُمُ	الْيَوْمَ	مِنَ النَّاسِ	وَاِنِّيْ	جَارٌ	لَّكُمْ ۚ	فَلَمَّا	تَرَآءَتِ	الْفِئَتٰنِ	نَكَصَ
تم لوگوں پر	آج کے دن	لوگوں میں سے	اور یہ کہ میں	حمایتی ہوں	تمہارے لیے	پھر جب	آمنے سامنے ہوئیں	دو جماعتیں	تو پلٹا

عَلٰى عَقِبَيْهِ	وَقَالَ	اِنِّيْ	بَرِيْٓءٌ	مِّنْكُمْ	اِنِّيْٓ	اَرٰى	مَا	لَا تَرَوْنَ	اِنِّيْٓ
اپنی دونوں ایڑیوں پر	اور اس نے کہا	کہ میں	بری ہوں	تم لوگوں سے	بیشک میں	دیکھتا ہوں	اس کو جو	تم لوگ نہیں دیکھتے	بیشک میں

اَخَافُ	اللّٰهَ ؕ	وَاللّٰهُ	شَدِيْدُ الْعِقَابِ
ڈرتا ہوں	اللہ سے	اور اللہ	پکڑنے کا سخت ہے

نوٹ:1

آیت۔46 میں لَا تَنَازَعُوْا فرمایا ہے یعنی باہمی کشاکش کو روکا ہے، رائے کے اختلاف یا اس کے اظہار سے منع نہیں کیا، اختلاف رائے جو دیانت اور اخلاص کے ساتھ ہو وہ کبھی نزاع کی صورت اختیار نہیں کرتا۔ نزاع وجدال وہیں ہوتا ہے جہاں اختلاف رائے کے ساتھ اپنی بات منوانے اور دوسرے کی بات نہ ماننے کا جذبہ کام کر رہا ہو۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (49 تا 58)

939/4

ش ر د

(ن)	شَرَدًا	بدکنا۔ بھاگنا۔
(تفعیل)	تَشْرِیْدًا	ڈرانا۔ بھگانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 57

ترکیب

(آیت۔51) لَیْسَ بِظَلَّامٍ کا ترجمہ سمجھنے کے لیے آیت نمبر 3 / 182، نوٹ۔3 کو دوبارہ دیکھ لیں۔ (آیت۔53) بِاَنَّ کا اسم اَللّٰہَ ہے۔ اور لَمْ یَكُ مُغَیِّرًا پورا جملہ اس کی خبر ہے۔ اس جملہ میں لَمْ یَكُ دراصل لَمْ یَكُنْ ہے۔ اس کا دونوں طرح استعمال جائز ہے اور قرآن مجید میں بھی یہ دونوں طرح آیا ہے۔ اس جملہ میں لَمْ یَكُ کا اسم ھُوَ کی ضمیر ہے جو اللہ کے لیے ہے جبکہ مُغَیِّرًا اسم الفاعل ہے۔ اس نے فعل کا عمل کیا ہے اور نِعْمَةً اس کا مفعول ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ یُغَیِّرُوْا کا فاعل اس میں ھُمْ کی ضمیر ہے جو قَوْمٍ کے لیے ہے۔ (آیت۔56) لَا یَتَّقُوْنَ کا مفعول نَقْضَ الْعَھْدِ محذوف ہے۔ (آیت۔57) فَشَرِّدْ کا مفعول مَنْ ہے جبکہ خَلْفَھُمْ ظرف ہونے کی وجہ نصب میں ہے۔

ترجمہ

اِذْ	یَقُوْلُ	الْمُنٰفِقُوْنَ	وَالَّذِیْنَ	فِیْ قُلُوْبِھِمْ	مَّرَضٌ	غَرَّ	ھٰٓؤُلَآءِ	دِیْنُھُمْ ط	وَ	مَنْ
جب	کہتے تھے	منافق لوگ	اور وہ لوگ جن کے	دلوں میں	ایک مرض تھا	دھوکا دیا	ان کو	ان کے دین نے	حالانکہ	جو

یَّتَوَکَّلْ	عَلَی اللّٰہِ	فَاِنَّ اللّٰہَ	عَزِیْزٌ	حَکِیْمٌ ﴿۴۹﴾	وَلَوْ	تَرٰٓی	اِذْ	یَتَوَفَّی	الَّذِیْنَ	کَفَرُوا لا
بھروسہ کرتا ہے	اللہ پر	تو یقیناً اللہ	بالادست ہے	حکمت والا ہے	اور اگر	آپ دیکھتے	جب	پورا پورا لیتے تھے	ان کو جنہوں نے	کفر کیا

الْمَلٰٓئِکَةُ	یَضْرِبُوْنَ	وُجُوْھَھُمْ	وَاَدْبَارَھُمْ ج	وَذُوْقُوْا	عَذَابَ الْحَرِیْقِ ﴿۵۰﴾	ذٰلِكَ	بِمَا
فرشتے	مارتے ہوئے	ان کے چہروں کو	اور ان کی پیٹھوں کو	اور (کہتے ہوئے کہ) چکھو	جلنے کا عذاب	یہ	بسبب اس کے ہے جو

قَدَّمَتْ	اَیْدِیْکُمْ	وَاَنَّ	اللّٰہَ	لَیْسَ	بِظَلَّامٍ	لِّلْعَبِیْدِ ﴿۵۱﴾ لا	کَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ لا
آگے بھیجا	تمہارے ہاتھوں نے	اور یہ کہ	اللہ	نہیں ہے	کچھ بھی ظلم کرنے والا	بندوں پر	فرعون کے پیروکاروں کی عادت کی طرح

وَالَّذِیْنَ	مِنْ قَبْلِھِمْ ط	کَفَرُوْا	بِاٰیٰتِ اللّٰہِ	فَاَخَذَھُمُ	اللّٰہُ	بِذُنُوْبِھِمْ ط	اِنَّ اللّٰہَ
اور ان کی طرح جو	ان سے پہلے تھے	انہوں نے انکار کیا	اللہ کی نشانیوں کا	تو پکڑا ان کو	اللہ نے	ان کے گناہوں کے سبب سے	بیشک اللہ

قَوِیٌّ	شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۵۲﴾	ذٰلِكَ	بِاَنَّ	اللّٰہَ	لَمْ یَكُ	مُغَیِّرًا	نِّعْمَةً	اَنْعَمَھَا
قوت والا ہے	پکڑنے کا سخت ہے	یہ	اس سبب سے ہے کہ	اللہ	ہرگز نہیں ہے	بدلنے والا	کسی ایسی نعمت کو	اس نے انعام کیا جسے

عَلٰی قَوْمٍ	حَتّٰی	یُغَیِّرُوْا	مَا	بِاَنْفُسِھِمْ لا	وَاَنَّ	اللّٰہَ	سَمِیْعٌ	عَلِیْمٌ ﴿۵۳﴾ لا	کَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ لا
کسی قوم پر	یہاں تک کہ	وہ لوگ بدلیں	اسکو جو	ان کے پاس ہے	اور یہ کہ	اللہ	سننے والا ہے	جاننے والا ہے	فرعون کے پیروکاروں کی عادت کی طرح

وَالَّذِیْنَ	مِنْ قَبْلِھِمْ ط	کَذَّبُوْا	بِاٰیٰتِ رَبِّھِمْ
اور ان کی طرح جو	ان سے پہلے تھے	انہوں نے جھٹلایا	اپنے رب کی نشانیوں کو

فَاَھْلَکْنٰھُمْ	بِذُنُوْبِھِمْ	وَاَغْرَقْنَآ	اٰلَ فِرْعَوْنَ ج
تو ہم نے ہلاک کیا ان کو	ان کے گناہوں کے سبب سے	اور ہم نے غرق کیا	فرعون کے پیروکاروں کو

وَكُلٌّ	كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿٥٤﴾	اِنَّ	شَرَّ الدَّوَآبِّ	عِنْدَ اللّٰهِ
اور سب کے سب	ظلم کرنیوالے تھے	بیشک	چلنے والے جانداروں کے بدترین	اللہ کے نزدیک

الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	فَهُمْ	لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٥﴾
وہ لوگ ہیں جنہوں نے	کفر کیا	پھر وہ لوگ	ایمان نہیں لاتے ہیں

اَلَّذِيْنَ	عٰهَدْتَّ	مِنْهُمْ	ثُمَّ	يَنْقُضُوْنَ
وہ لوگ	آپؐ نے معاہدہ کیا	جن سے	پھر	وہ توڑتے ہیں

عَهْدَهُمْ	فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ	وَّهُمْ	لَا يَتَّقُوْنَ ﴿٥٦﴾	فَاِمَّا
اپنے عہد کو	ہر بار	اور وہ لوگ	ڈرتے نہیں (عہد توڑنے سے)	تو اگر کبھی بھی

تَثْقَفَنَّهُمْ	فِي الْحَرْبِ	فَشَرِّدْ	بِهِمْ	مَّنْ	خَلْفَهُمْ	لَعَلَّهُمْ	يَذَّكَّرُوْنَ ﴿٥٧﴾	وَاِمَّا
آپؐ پائیں ان کو	جنگ میں	تو آپ بھگائیں	ان کے ذریعہ سے	ان کو جو	ان کے پیچھے ہیں	شاید وہ لوگ	نصیحت حاصل کریں	اور اگر کبھی بھی

تَخَافَنَّ	مِنْ قَوْمٍ	خِيَانَةً	فَانْۢبِذْ	اِلَيْهِمْ	عَلٰى سَوَآءٍ ۭ	اِنَّ اللّٰهَ
آپؐ کو خوف ہو	کسی قوم سے	کسی خیانت کا (معاہدہ میں)	تو آپؐ پھینک دیں (معاہدہ کو)	ان کی طرف	برابر برابر پر	بیشک اللہ

لَا يُحِبُّ	الْخَآئِنِيْنَ ﴿٥٨﴾ ع
پسند نہیں کرتا	خیانت کرنے والوں کو

نوٹ: 1

اللہ تعالیٰ کی نعمت و رحمت تو اس کے رب العالمین ہونے کے نتیجہ میں خود بخود ہے۔ البتہ اس نعمت کو قائم رکھنے کا ایک ضابطہ آیت۔53 میں بیان کیا گیا ہے کہ جس قوم کو اللہ تعالیٰ کوئی نعمت دیتے ہیں، اسے اس وقت تک واپس نہیں لیتے جب تک وہ اپنے حالات اور اعمال کو بدل کر خود ہی اللہ کے عذاب کو دعوت نہ دے۔

قریش کے متعلق تفسیر مظہری میں معتمد کُتب تاریخ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ کلاب بن مرہ، جو رسول اللہ ﷺ کے نسب میں تیسرے دادا ہیں، دین ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کے پابند اور اس پر قائم تھے۔ قصی بن کلاب کے زمانہ میں قریش میں بت پرستی کا آغاز ہوا۔ ان سے پہلے کعب بن لوی ان کے دینی قائد تھے۔ وہ جمعہ کے روز سب کو جمع کر کے خطبہ دیا کرتے اور بتلایا کرتے تھے کہ ان کی اولاد میں خاتم الانبیاء (ﷺ) پیدا ہوں گے۔ ان کا اتباع سب پر لازم ہوگا۔ جو ان پر ایمان نہ لائے گا اس کا کوئی عمل قبول نہ ہوگا۔ آنحضرت ﷺ کے بارے میں ان کے عربی اشعار جاہلیت میں مشہور و معروف ہیں۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)

قریش نے بت پرستی اختیار کر کے۔ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کر کے اپنی موت و ہلاکت کو دعوت دی۔

نوٹ: 2

آیت۔58 کی رو سے ہمارے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اگر کسی سے ہمارا معاہدہ ہو اور ہمیں اس کے طرزِ عمل سے یہ شکایت ہو جائے کہ وہ عہد کی پابندی میں کوتاہی برت رہا ہے یا یہ اندیشہ ہو کہ موقع پاتے ہی وہ ہمارے ساتھ غداری کرے گا، تو ہم اپنی جگہ خود فیصلہ کر لیں کہ اب معاہدہ نہیں رہا۔ اس کے برعکس اس آیت میں ہمیں پابند کیا گیا ہے کہ جب ایسی صورت پیش آئے تو کوئی کارروائی کرنے سے پہلے فریق ثانی کو بتا دیں کہ اب معاہدہ باقی نہیں رہا تاکہ فسخ معاہدہ کا جیسا علم ہم کو حاصل ہے ویسا ہی اس کو بھی ہو جائے۔ (فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ کا یہی مطلب ہے)۔ البتہ اگر فریق ثانی علی الاعلان معاہدہ توڑ چکا ہو اور اس نے صریح طور پر ہمارے خلاف معاندانہ کارروائی کی ہو تو ایسی صورت میں فسخ معاہدہ کا نوٹس دینا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ ہمیں بلا اطلاع جنگی کارروائی کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔ اس کی سند یہ ہے کہ قریش نے جب بنی خزاعہ کے معاملہ میں صلح حدیبیہ کو اعلانیہ توڑ دیا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فسخ معاہدہ کا نوٹس دینے کی ضرورت نہیں سمجھی اور بلا اطلاع مکہ پر چڑھائی کی۔ (تفہیم القرآن)

62/4

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آیت نمبر (59 تا 64)

ترجمہ

وَلَا يَحْسَبَنَّ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	سَبَقُوْا ۭ	اِنَّهُمْ	لَا يُعْجِزُوْنَ ۝59
اور ہرگز گمان نہ کریں	وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	(کہ) وہ لوگ بھاگ نکلے	یقیناً وہ لوگ	عاجز نہیں کریں گے (ہم کو)

وَاَعِدُّوْا	لَهُمْ	مَّا	اسْتَطَعْتُمْ	مِّنْ قُوَّةٍ	وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ	تُرْهِبُوْنَ	بِهٖ
اور تم لوگ تیار کرو	انکے لئے	اسکو جو	تمہارے بس میں ہے	قوت میں سے	اور گھوڑوں کے تیار کرنے سے	تم لوگ دھاک بٹھاؤ گے	اس سے

عَدُوَّ اللّٰهِ	وَعَدُوَّكُمْ	وَاٰخَرِيْنَ	مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ	لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ	اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۭ	وَمَا	تُنْفِقُوْا
اللہ کے دشمنوں پر	اور اپنے دشمنوں پر	اور دوسروں پر	ان کے علاوہ	تم لوگ نہیں جانتے ان کو	اللہ جانتا ہے ان کو	اور جو	تم لوگ خرچ کروگے

مِنْ شَيْءٍ	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	يُوَفَّ	اِلَيْكُمْ	وَاَنْتُمْ	لَا تُظْلَمُوْنَ ۝60	وَاِنْ	جَنَحُوْا
کوئی چیز	اللہ کی راہ میں	تو اس کو پورا پورا لوٹایا جائے گا	تمہاری طرف	اور تم پر	ظلم نہیں کیا جائے گا	اور اگر	وہ لوگ مائل ہوں

لِلسَّلْمِ	فَاجْنَحْ	لَهَا	وَتَوَكَّلْ	عَلَى اللّٰهِ ۭ	اِنَّهٗ	هُوَ السَّمِيْعُ	الْعَلِيْمُ ۝61	وَاِنْ
صلح کے لئے	تو آپ بھی مائل ہوں	اس کے لئے	اور آپ بھروسہ رکھیں	اللہ پر	بیشک وہ	ہی سننے والا ہے	جاننے والا ہے	اور اگر

يُّرِيْدُوْٓا	اَنْ	يَّخْدَعُوْكَ	فَاِنَّ	حَسْبَكَ	اللّٰهُ ۭ	هُوَ	الَّذِيْٓ	اَيَّدَكَ
وہ لوگ ارادہ کریں	کہ	وہ دھوکہ دیں آپؐ کو	تو بیشک	کافی ہے آپ کو	اللہ	وہ،	وہ ہے جس نے	تقویت دی آپ کو

بِنَصْرِهٖ	وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝62	وَاَلَّفَ	بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ۭ	لَوْ	اَنْفَقْتَ	مَا	فِي الْاَرْضِ
اپنی مدد کے ذریعہ سے	اور مومنوں کے ذریعہ سے	اور اس نے محبت پیدا کی	ان کے دلوں کے مابین	اگر	آپ خرچ کرتے	اس کو جو	زمین میں ہے

جَمِيْعًا	مَّآ اَلَّفْتَ	بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ	وَلٰكِنَّ	اللّٰهَ	اَلَّفَ	بَيْنَهُمْ ۭ	اِنَّهٗ	عَزِيْزٌ
سب کا سب	تو آپ محبت پیدا نہ کرسکتے	ان کے دلوں کے مابین	اور لیکن	اللہ نے	محبت پیدا کی	ان کے مابین	بیشک وہ	بالادست ہے

حَكِيْمٌ ۝63	يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ	حَسْبُكَ	اللّٰهُ	وَمَنِ	اتَّبَعَكَ	مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝64
حکمت والا ہے	اے نبیؐ	کافی ہے آپ کو	اللہ	اور ان کو جو	ہم قدم رہے آپؐ کے	مومنوں میں سے

نوٹ:1 عرب کا عام دستور یہ تھا کہ جب کوئی جنگی مہم پیش آتی تو رضا کار سپاہی، سامان اسے میسر ہوتا، اس کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوتا۔ آیت نمبر۔ 60 میں ہدایت کی گئی ہے کہ سامان جنگ اور ایک مستقل فوج (Standing Army) ہر وقت تیار رہنی چاہیے تا کہ بوقت ضرورت فوری جنگی کارروائی کی جاسکے۔

آیت نمبر (65 تا 69)

ث خ ن

(ک) ثَخَانَةً گاڑھا ہونا۔

(افعال) اِثْخَانًا گاڑھا کرنا۔ پھر استعارۃً خوب خونریزی کرنے کے لیے آتا ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔67۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ	حَرِّضِ	الْمُؤْمِنِيْنَ	عَلَى الْقِتَالِ ؕ	اِنْ	يَّكُنْ	مِّنْكُمْ	عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ
اے نبیؐ	آپؐ اکسائیں	مومنوں کو	جنگ پر	اگر	ہوں گے	تم میں سے	ثابت قدم رہنے والے بیس

يَغْلِبُوْا	مِائَتَيْنِ ۚ	وَاِنْ	يَّكُنْ	مِّنْكُمْ	مِّائَةٌ	يَّغْلِبُوْٓا	اَلْفًا
تو وہ غالب ہوں گے	دو سو پر	اور اگر	ہوں گے	تم میں سے	(ثابت قدم رہنے والے) ایک سو	تو وہ غالب ہوں گے	ایک ہزار پر

مِّنَ الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	بِاَنَّهُمْ	قَوْمٌ	لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿٦٥﴾	اَلْـٰٔنَ	خَفَّفَ	اللّٰهُ	عَنْكُمْ
ان میں سے جنہوں نے	کفر کیا	اس سبب سے کہ وہ لوگ	ایک ایسی قوم ہیں جو	سوجھ بوجھ نہیں رکھتے	اب	ہلکا کیا (بوجھ)	اللہ نے	تم لوگوں سے

وَعَلِمَ	اَنَّ	فِيْكُمْ	ضَعْفًا ؕ	فَاِنْ	يَّكُنْ	مِّنْكُمْ	مِّائَةٌ صَابِرَةٌ	يَّغْلِبُوْا
اور اس نے جانا	کہ	تم لوگوں میں	کچھ کمزوری ہے	پس اگر	ہوں گے	تم میں سے	ثابت قدم رہنے والے ایک سو	تو وہ غالب ہوں گے

مِائَتَيْنِ ۚ	وَاِنْ	يَّكُنْ	مِّنْكُمْ	اَلْفٌ	يَّغْلِبُوْٓا	اَلْفَيْنِ	بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ	وَاللّٰهُ
دو سو پر	اور اگر	ہوں گے	تم میں سے	(ثابت قدم رہنے والے) ایک ہزار	تو وہ غالب ہوں گے	دو ہزار پر	اللہ کی اجازت سے	اور اللہ

مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿٦٦﴾	مَا كَانَ	لِنَبِيٍّ	اَنْ	يَّكُوْنَ	لَهٗٓ	اَسْرٰى	حَتّٰى
ثابت قدم رہنے والوں کے ساتھ ہے	نہیں ہے (مناسب)	کسی نبی کے لیے	کہ	ہوں	اس کے لیے	کچھ قیدی	یہاں تک کہ

يُثْخِنَ	فِي الْاَرْضِ ؕ	تُرِيْدُوْنَ	عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ	وَاللّٰهُ	يُرِيْدُ	الْاٰخِرَةَ ؕ	وَاللّٰهُ	عَزِيْزٌ
وہ خوب خونریزی کرے	زمین میں	تم لوگ چاہتے ہو	دنیا کا سامان	اور اللہ	چاہتا ہے	آخرت کو	اور اللہ	بالادست ہے

حَكِيْمٌ ﴿٦٧﴾	لَوْلَا	كِتٰبٌ	مِّنَ اللّٰهِ	سَبَقَ	لَمَسَّكُمْ	فِيْمَآ	اَخَذْتُمْ	عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٦٨﴾
حکمت والا ہے	اگر نہ ہوتا	لکھا ہوا	اللہ (کی طرف) سے	پہلے سے	تو ضرور چھوتا تم کو	اس میں جو	تم لوگوں نے لیا	ایک بڑا عذاب

فَكُلُوْا	مِمَّا	غَنِمْتُمْ	حَلٰلًا	طَيِّبًا	وَّاتَّقُوا	اللّٰهَ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ
پس تم لوگ کھاؤ	اس میں سے جو	تم نے غنیمت حاصل کی	حلال ہوتے ہوئے	پاکیزہ ہوتے ہوئے	اور تقویٰ اختیار کرو	اللہ کا	بیشک اللہ

غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ﴿٦٩﴾ ع
بخشنے والا ہے	رحم کرنے والا ہے

نوٹ:1

آج کل کی اصطلاح میں جس چیز کو اخلاقی قوت (Morale) کہتے ہیں' آیت۔65 میں اسی کو فقہ یعنی سمجھ بوجھ سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہ لفظ اس مفہوم کے لیے جدید اصلاح سے زیادہ سائنٹیفک ہے۔ جو شخص اپنے مقصد کا صحیح شعور رکھتا ہو اور ٹھنڈے دل سے خوب سوچ سمجھ کر اس لئے لڑ رہا ہو کہ اس مقصد کے ضائع ہو جانے کے بعد جینا بے قیمت ہے، وہ بے شعور سے لڑنے والے آدمی سے کئی گنا زیادہ طاقت رکھتا ہے۔ پھر جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی ہستی، اس کے ساتھ اپنے تعلق، حیات دنیا، حیات بعد موت وغیرہ کی حقیقتوں کو اچھی طرح سمجھتا ہو، اس کی طاقت کو وہ لوگ نہیں پہنچ سکتے جو قومیت یا وطنیت کا شعور لیے ہوئے میدان میں آئیں۔ اسی لیے فرمایا گیا ہے کہ ایک سوجھ بوجھ رکھنے والے مومن اور ایک کافر کے درمیان، حقیقت کے شعور اور عدم شعور کی وجہ سے فطرۃً ایک اور دس کی نسبت ہے لیکن اس کے ساتھ صبر کی صفت بھی ایک لازمی شرط ہے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ:2

جنگ بدر میں جب قریش کی فوج بھاگ نکلی تو مسلمانوں کا ایک بڑا گروہ غنیمت لوٹنے اور کفار کے آدمیوں کو گرفتار کرنے میں لگ گیا اور بہت کم لوگوں نے کچھ دور تک دشمنوں کا تعاقب کیا۔ حالانکہ اگر مسلمان پوری طاقت سے ان کا تعاقب کرتے تو قریش کی طاقت کا اسی روز خاتمہ ہو گیا ہوتا۔ مسلمانوں کی اس روش پر آیت نمبر۔67 میں اللہ تعالیٰ نے گرفت کی ہے اور بتایا ہے کہ تم لوگ ابھی نبی کے مشن کو اچھی طرح نہیں سمجھے ہو۔ نبی کا اصل کام یہ نہیں ہے کہ فدیے اور غنائم وصول کر کے خزانے بھرے، بلکہ اس کے نصب العین سے جو چیز براہ راست تعلق رکھتی ہے وہ صرف یہ ہے کہ کفر کی طاقت ٹوٹ جائے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (65 تا 69)

ترکیب

(آیت۔73) اِلَّا استثناء کا نہیں ہے بلکہ اِنْ شرطیہ اور لا نافیہ کو ملا کر لکھا گیا ہے۔ تَفْعَلُوْهُ میں ضمیر مفعولی آیت نمبر۔72 کے حکم کے لیے ہے جس میں معاہدہ کی پابندی کی شرط کے ساتھ غیر ملکی مسلمانوں کی مدد کا حکم ہے۔ تَكُنْ جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ	قُلْ	لِّمَنْ	فِيْۤ اَيْدِيْكُمْ	مِّنَ الْاَسْرٰۤى	اِنْ	يَّعْلَمِ	اللّٰهُ
اے نبیؐ	آپؐ کہہ دیجیے	ان سے جو	تمہارے ہاتھوں (یعنی قبضہ) میں ہیں	قیدیوں میں سے	اگر	جانے گا	اللہ

فِيْ قُلُوْبِكُمْ	خَيْرًا	يُّؤْتِكُمْ	خَيْرًا مِّمَّاۤ	اُخِذَ	مِنْكُمْ	وَيَغْفِرْ لَكُمْ	وَاللّٰهُ	غَفُوْرٌ
تمہارے دلوں میں	کوئی بھلائی	تو وہ دے گا تم کو	اس سے بہتر جو	لیا گیا	تم سے	اور وہ بخش دے گا تم لوگوں کو	اور اللہ	بے انتہا بخشنے والا ہے

رَّحِيْمٌ ۝٧٠	وَاِنْ	يُّرِيْدُوْا	خِيَانَتَكَ	فَقَدْ خَانُوا	اللّٰهَ	مِنْ قَبْلُ
ہر حال میں رحم کرنے والا ہے	اور اگر	وہ ارادہ کریں گے	آپؐ سے خیانت کا	تو انھوں نے خیانت کی ہے	اللہ سے	اس سے پہلے

فَاَمْكَنَ	مِنْهُمْ	وَاللّٰهُ	عَلِيْمٌ	حَكِيْمٌ ۝٧١	اِنَّ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا
نتیجتاً اس نے (آپؐ کے) قابو میں دیا	ان میں سے (کچھ کو)	اور اللہ	جاننے والا ہے	حکمت والا ہے	بیشک	وہ لوگ جو	ایمان لائے

وَهَاجَرُوْا	وَجٰهَدُوْا	بِاَمْوَالِهِمْ	وَاَنْفُسِهِمْ	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	وَالَّذِيْنَ	اٰوَوْا	وَّنَصَرُوْۤا
اور ہجرت کی	اور جہاد	اپنے اموال سے	اور اپنی جانوں سے	اللہ کی راہ میں	اور وہ لوگ جنھوں نے	ٹھکانا دیا	اور مدد کی

اُولٰٓئِكَ	بَعْضُهُمْ	اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ	وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَلَمْ يُهَاجِرُوْا	مَا لَكُمْ	مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ
وہ لوگ ہیں (کہ)	ان کے بعض	بعض کے کارساز ہیں	اور وہ لوگ جو	ایمان لائے	اور ہجرت نہیں کی	تو تمہارے لئے نہیں ہے	ان سے کوئی بھی سروکار

مِنْ شَیْءٍ	حَتّٰی	یُھَاجِرُوْا	وَاِنِ	اسْتَنْصَرُوْكُمْ	فِی الدِّیْنِ	فَعَلَیْكُمُ	النَّصْرُ	اِلَّا
کسی چیز میں	یہاں تک کہ	وہ لوگ ہجرت کریں	اور اگر	وہ مدد مانگیں تم سے	دین میں	تو تم لوگوں پر (واجب) ہے	مدد کرنا	سوائے

عَلٰی قَوْمٍۭ	بَیْنَكُمْ	وَبَیْنَھُمْ	مِّیْثَاقٌ ؕ	وَاللّٰهُ	بِمَا	تَعْمَلُوْنَ	بَصِیْرٌ ﴿٧٢﴾
ایسی قوم کے خلاف	(کہ) تمہارے درمیان	اور ان کے درمیان	کوئی معاہدہ ہے	اور اللہ	اس کو جو	تم لوگ کرتے ہو	دیکھنے والا ہے

وَالَّذِیْنَ	كَفَرُوْا	بَعْضُھُمْ	اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ؕ	اِلَّا تَفْعَلُوْهُ	تَكُنْ	فِتْنَةٌ
اور وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	ان کے بعض	بعض کے کارساز ہیں	اگر تم لوگ نہیں کرو گے اس کو	تو ہو جائے گا (یعنی پھیل جائے گا)	تشدد

فِی الْاَرْضِ	وَفَسَادٌ كَبِیْرٌ ﴿٧٣﴾	وَالَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	وَھَاجَرُوْا	وَجٰھَدُوْا	فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ	وَالَّذِیْنَ
زمین میں	اور ایک بڑا فساد	اور وہ لوگ جو	ایمان لائے	اور ہجرت کی	اور جہاد کیا	اللہ کی راہ میں	اور وہ لوگ جنہوں نے

اٰوَوْا	وَّنَصَرُوْٓا	اُولٰٓئِكَ	ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ	حَقًّا ؕ	لَھُمْ	مَّغْفِرَةٌ	وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ ﴿٧٤﴾	وَالَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا
ٹھکانہ دیا	اور مدد کی	وہ لوگ	ہی مومن ہیں	حقیقتاً	ان کے لیے	مغفرت ہے	اور باعزت روزی ہے	اور وہ لوگ جو	ایمان لائے

مِنْ بَعْدُ	وَھَاجَرُوْا	وَجٰھَدُوْا	مَعَكُمْ	فَاُولٰٓئِكَ	مِنْكُمْ ؕ	وَاُولُوا الْاَرْحَامِ	بَعْضُھُمْ
اس کے بعد	اور ہجرت کی	اور جہاد کیا	تمہارے ساتھ (مل کر)	تو وہ لوگ	تم میں سے ہیں	اور رشتوں والے	ان کے بعض

اَوْلٰی	بِبَعْضٍ	فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ	بِكُلِّ شَیْءٍ	عَلِیْمٌ ﴿٧٥﴾
زیادہ قریب ہیں	بعض سے	اللہ کی کتاب میں	بیشک اللہ	ہر چیز کو	جاننے والا ہے

نوٹ: 1

آیت ۔72 میں یہ اصول مقرر کیا گیا ہے کہ ''ولایت'' (یعنی سرپرستی اور ذمہ داری) کا تعلق صرف ان مسلمانوں کے درمیان ہو گا جو یا تو اسلامی ریاست کے باشندے ہوں یا ہجرت کر کے آ گئے ہوں اور جو مسلمان اسلامی راست سے باہر ہوں ان کے ساتھ ولایت کا تعلق نہیں ہو گا۔ اس عدم ولایت کے قانونی نتائج بہت وسیع ہیں۔ مثلاً غ دارالکفر اور دارالاسلام کے مسلمان ایک دوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے، ایک دوسرے کے گارڈین نہیں ہو سکتے وغیرہ۔ اس کے باوجود ان کے درمیان دینی اخوت کا رشتہ قائم رہے گا۔ اگر کہیں ان پر ظلم ہو رہا ہو اور وہ اسلامی حکومت اور اس کے باشندوں سے مدد مانگیں تو ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے مظلوم بھائیوں کی مدد کریں۔ لیکن یہ فریضہ اندھا دھند انجام نہیں دا جائے گا بلکہ بین الاقوامی ذمہ داریوں اور اخلاقی حدود کا لحاظ رکھتے ہوئے ہی انجام دیا جا سکے گا۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ: 2

آیت ۔57 میں وضاحت ہے کہ اسلامی بھائی چارے کی بنا پر میراث قائم نہ ہو گی۔ میراث کے معاملہ میں رشتہ داری کا تعلق ہی قانونی حقوق کی بنیاد رہے گا۔ یہ ارشاد اس بنا پر فرمایا گیا کہ ہجرت کے بعد نبی ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان جو مواخاۃ کرائی تھی اس کی وجہ سے بعض لوگ یہ خیال کر رہے تھے کہ یہ دینی بھائی ایک دوسرے کے وارث بھی ہوں گے۔ (تفہیم القرآن)

سورۃ التوبۃ (9)

آیت نمبر (9/التوبۃ:1 تا 6)

س ی ح

(ض)	سَیْحًا	(۱) پانی کا زمین پر بہنا۔ زمین پر چلنا پھرنا۔ (۲) عبادت کے لیے پھرنا۔
	سِحْ	فعل امر ہے۔ تُو چل پھر۔ زیر مطالعہ آیت۔ 2
	سَائِحٌ	اسم الفاعل ہے۔ عبادت کے لیے پھرنے والا۔ روزہ دار۔ ﴿ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ ﴾ (9/التوبۃ:112) ''توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے۔''

ر ص د

(ن)	رَصَدًا	گھات میں بیٹھنا۔
	رَصَدٌ	اسم الفاعل کے مفہوم میں صفت ہے۔ (واحد، جمع، مذکر، مونث، سب کے لیے یکساں آتا ہے) گھات میں بیٹھنے والے۔ ﴿ فَمَنْ یَّسْتَمِعِ الْاٰنَ یَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ﴾ (72/الجن:9) ''پس جو کان لگائے گا اب تو وہ پائے گا اپنے لیے ایک گھات میں بیٹھا ہوا انگارہ۔''
	مَرْصَدٌ	اسم الظرف ہے۔ گھات لگانے کی جگہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 5
	مِرْصَادٌ	مِفْعَالٌ کے وزن پر اسم الالہ ہے۔ گھات میں بیٹھنے کا آلہ۔ پھر گھات لگانے کی مستقل جگہ کے لیے آتا ہے۔ ﴿ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴾ (78/الاعلیٰ:21) ''بیشک جہنم ہے گھات لگانے کی ایک مستقل جگہ۔''
(افعال)	اِرْصَادًا	گھات لگانے کے لیے کسی کو بٹھانا۔ نگراں مقرر کرنا۔ ﴿ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ﴾ (9/التوبۃ:107) ''اور نگراں مقرر کرنے کو اس کے لیے یعنی اس کی طرف سے جس نے لڑائی کی اللہ سے اور اس کے رسول سے اس سے پہلے۔''

ترکیب

(آیت۔1) بَرَآءَةٌ خبر ہے۔ اس کا مبتدا محذوف ہے۔ جو کہ هٰذِهٖ ہوسکتا ہے۔ (آیت۔2) اَرْبَعَةَ پرنصب اس کے ظرف زمان ہونے کی وجہ سے ہے۔ (آیت۔3) اَذَانٌ کا مبتدا بھی محذوف ہے جو کہ هٰذَا ہوسکتا ہے۔ وَرَسُوْلُهٗ کی رفع بتارہی ہے کہ یہ مبتدا ہے اور اس کی خبر بَرِیْٓءٌ محذوف ہے۔

ترجمہ

بَرَآءَةٌ	مِّنَ اللّٰهِ	وَرَسُوْلِهٖٓ	اِلَى الَّذِيْنَ	عٰهَدْتُّمْ	مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ
(یہ اعلان) براءت ہے	اللہ کی طرف	اور اس کے رسولؐ کی طرف سے	ان لوگوں کے لیے جن سے	تم لوگوں نے معاہدہ کیا	مشرکوں میں سے

فَسِيْحُوْا	فِي الْاَرْضِ	اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ	وَّاعْلَمُوْٓا	اَنَّكُمْ	غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ	وَاَنَّ	اللّٰهَ	مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ
پس چل پھر لو	زمین میں	چار مہینے	اور جان لو	کہ تم لوگ	اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو	اور یہ کہ	اللہ	کافروں کو رسوا کرنیوالا ہے

وَاَذَانٌ	مِّنَ اللّٰهِ	وَرَسُوْلِهٖٓ	اِلَى النَّاسِ	يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ	اَنَّ	اللّٰهَ	بَرِيْٓءٌ
اور (یہ) اعلان ہے	اللہ کی طرف سے	اور اس کے رسولؐ کی طرف سے	لوگوں کے لیے	بڑے حج کے دن	کہ	اللہ	بری الذمہ ہے

مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ	وَرَسُوْلُهٗ ۭ	فَاِنْ	تُبْتُمْ	فَهُوَ	خَيْرٌ	لَّكُمْ ۚ	وَاِنْ	تَوَلَّيْتُمْ
مشرکوں سے	اور اس کا رسولؐ (بھی)	تو اگر	تم لوگ توبہ کرلو	تو یہ	بہتر ہے	تمہارے لیے	اور اگر	تم لوگوں نے منہ موڑا

فَاعْلَمُوْٓا	اَنَّكُمْ	غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۭ	وَبَشِّرِ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳﴾
تو جان لو	کہ تم لوگ	اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو	اور آپؐ خوشخبری دیں	ان لوگوں کو جنہوں نے	کفر کیا	ایک دردناک عذاب کی

اِلَّا الَّذِيْنَ	عٰهَدْتُّمْ	مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ	ثُمَّ	لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ	شَيْـــًٔا	وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا
سوائے ان کے جن سے	تم نے معاہدہ کیا	مشرکوں میں سے	پھر	انہوں نے کمی نہیں کی تم سے	کچھ بھی	اور انہوں نے مدد نہیں کی

عَلَيْكُمْ	اَحَدًا	فَاَتِمُّوْٓا	اِلَيْهِمْ	عَهْدَهُمْ	اِلٰى مُدَّتِهِمْ ۭ	اِنَّ اللّٰهَ	يُحِبُّ	الْمُتَّقِيْنَ ﴿۴﴾
تمہارے خلاف	کسی ایک کی بھی	تو پورا کرو	ان سے	ان کے عہد کو	ان کی مدت تک	بیشک اللہ	پسند کرتا ہے	تقویٰ کرنے والوں کو

فَاِذَا	انْسَلَخَ	الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ	فَاقْتُلُوا	الْمُشْرِكِيْنَ	حَيْثُ	وَجَدْتُّمُوْهُمْ	وَخُذُوْهُمْ	وَاحْصُرُوْهُمْ
پھر جب	گزر جائیں	محترم (یعنی پناہ دینے والے) مہینے	تو قتل کرو	مشرکوں کو	جہاں	تم لوگ پاؤ ان کو	اور پکڑو ان کو	اور گھیرو ان کو

وَاقْعُدُوْا	لَهُمْ	كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ	فَاِنْ	تَابُوْا	وَاَقَامُوا	الصَّلٰوةَ	وَاٰتَوُا	الزَّكٰوةَ	فَخَلُّوْا
اور بیٹھو	ان کے لیے	ہر گھات لگانے کی جگہ پر	پھر اگر	وہ لوگ توبہ کریں	اور قائم کریں	نماز	اور ادا کریں	زکوۃ	تو چھوڑ دو

سَبِيْلَهُمْ ۭ	اِنَّ اللّٰهَ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ﴿۵﴾	وَاِنْ	اَحَدٌ	مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ	اسْتَجَارَكَ	فَاَجِرْهُ
ان کا راستہ	بیشک اللہ	بخشنے والا ہے	رحم کرنے والا ہے	اور اگر	کوئی ایک	مشرکوں میں سے	پناہ مانگے آپؐ سے	تو آپؐ پناہ دیں اس کو

حَتّٰى	يَسْمَعَ	كَلٰمَ اللّٰهِ	ثُمَّ	اَبْلِغْهُ	مَاْمَنَهٗ ۭ	ذٰلِكَ	بِاَنَّهُمْ
یہاں تک کہ	وہ سن لے	اللہ کے کلام کو	پھر	آپؐ پہنچا دیں اس کو	اس کی امن کی جگہ پر	یہ	اس سبب سے کہ وہ لوگ

قَوْمٌ	لَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶﴾ ع
ایک ایسی قوم ہیں جو	علم نہیں رکھتے

نوٹ:1

آیت۔3 میں حج اکبر کی اصطلاح آئی ہے، اس کو سمجھ لیں۔ ذوالحجہ کی مقررہ تاریخوں میں جو حج کیا جاتا ہے۔ اسے حج اکبر کہتے ہیں اور عمرے کو حج اصغر کہتے ہیں۔ کسی سال اگر یوم عرفہ جمعہ کے دن ہو تو ہم لوگ اسے حج اکبر کہتے ہیں۔ یہ اصطلاح یقیناً غلط ہے لیکن اس کی فضیلت سے کسی کو انکار نہیں ہے۔ عرب لوگ اسے اجتماع سعدین کہتے ہیں اور اس کا احترام کرتے ہیں۔ کسی سال اگر عید جمعہ کے دن ہو تو اسے بھی اجتماع سعدین کہتے ہیں اور اس کی فضیلت کے بھی قائل ہیں۔

موجودہ صورتحال کا مجھے علم نہیں ہے لیکن چند سال پہلے تک سعودی عرب میں مقامی لوگوں پر یہ پابندی تھی کہ ان میں سے کوئی شخص حج کر لیتا تھا تو آئندہ پانچ سال تک وہ حج نہیں کرسکتا تھا تاکہ باہر سے آنے والے حاجیوں کے لیے گنجائش اور سہولت ہو۔لیکن جس سال اجتماع سعدین ہوا تا تھا،اس سال یہ پابندی اٹھالی جاتی تھی۔

نوٹ:2 آیت۔نمبر 5 میں حکم دیا گیا ہے کہ مشرکوں کو جہاں بھی پاؤ، انہیں قتل کرو، انہیں پکڑو، انہیں گھیرو اور ہر جگہ ان کے لیے گھات لگا کر بیٹھو۔اسلام کے مخالفین، اسلام کو ایک انتہا پسند اور تشدد پسند مذہب قرار دینے کے لیے اس آیت کا بہت حوالہ دیتے ہیں۔جب ان کی توجہ اس ات کی طرف مبذول کرائی جاتی ہے کہ اس حکم سے پہلے یہ شرط بھی ہے کہ جب پناہ کے یعنی نوٹس کے چار مہینے گزر جائیں تو وہ کہتے ہیں کہ پھر بھی یہ سخت زیادتی اور تشدد ہے۔اس بات کو سمجھنے کے لیے سورۃ التوبہ کی آیات کی ترتیب نزولی اور ترتیب مصحف کے فرق کو اور اس وقت کے تاریخی پس منظر کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔اس لاعلمی کی وجہ سے ہمارے سادہ لوح مسلمان بھائی مخالفین کے اعتراض سے متاثر ہو جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں، خواہ زبان سے نہ بھی کہیں، کہ ان کی بات درست ہے۔اس سورہ کی ترتیب نزولی کو سمجھنے سے پہلے یہ بات بھی نوٹ کر لیں کہ رسول اللہ ﷺ جب تبوک کے لیے 9ھ میں روانہ ہوئے تھے تو رجب کا مہینہ تھا اور مدینہ واپس آئے تو رمضان کا مہینہ تھا۔اس سفر میں پورے پچاس روز صرف ہوئے۔بیس دن تبوک میں قیام میں اور تیس دن آمدورفت میں۔

سورۃ التوبہ تین خطبوں پر مشتمل ہے جو وقفہ وقفہ سے یکے بعد دیگرے نازل ہوئے۔سب سے پہلے رکوع۔6 کی ابتداء سے رکوع۔9 کے اختتام کی آیات رجب۔9ھ میں نازل ہوئیں۔اس وقت رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک کی تیاری کر رہے تھے۔اس میں اہل ایمان کو جہاد پر اکسایا گیا ہے اور ان لوگوں پر ملامت کی گئی ہے جو غزوۂ تبوک میں شرکت سے جی چرا رہے تھے۔اس کے بعد رکوع۔10 سے سورہ کے آخر تک کی آیات غزوۂ تبوک سے واپسی پر نازل ہوئیں۔ان میں کچھ ٹکڑے ایسے بھی ہیں جو انہیں ایام میں مختلف مواقع پر اترے اور سب سے آخر میں سورہ کے آغاز سے رکوع۔5 کے آخر تک کی آیات ذی القعد 9ھ میں نازل ہوئیں، جن میں مشرکوں کو چار مہینے کا نوٹس دیا گیا کہ اگر اسلام ان کے لیے قابل قبول نہیں ہے تو جہاں ان کا جی چاہے چلے جایں اور عرب کا علاقہ خالی کر دیں۔ساتھ ہی مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ نوٹس کی مدت گزرنے کے بعد مشرکوں کو تاش کرو، گھیرو اور پکڑ کر اپنے بااختیار حاکموں کے حوالے کر دو۔ان کے سامنے اگر اس کا مشرک ہونا ثابت ہو گیا تو وہ اس کے قتل کا حکم دے گا۔اس سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ اسلام ہر مرحلہ پر نظم وضبط اور ڈسپلن کا مطالبہ کرتا ہے اور کسی بھی حال میں انار کی اجازت نہیں دیتا اور اب اس ''سخت زیادتی اور شدد'' والے حکم کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے اس کے ارخی پس منظر کو سمجھنا ہوگا۔

6ھ میں صلح حدیبیہ کے نتیجے میں مسلمانوں کو موقع ملا کہ وہ امن اور سکون سے اسلام کی تبلیغ کر سکیں۔چنانچہ دو سال کی قلیل مدت میں عرب کے گوشے گوشے میں اسلام پھیل گیا۔پھر 8ھ میں فتح مکہ نے مشرکوں کی کمر توڑ دی۔عرب کے دیگر علاقوں میں جو مشرک باقی بچے تھے انہوں نے اپنی ساری طاقت مجتمع کر کے حنین کے میدان میں جھونک دی۔وہاں شکست کھانے کے بعد جزیرہ نماء عرب میں مشرکوں کا قلع قمع ہو گیا صرف چند پراگندہ عناصر عرب کے مختلف گوشوں میں باقی رہ گئے تھے۔ان گنے چنے لوگوں نے اب روم کی سرحد پر آباد عیسائی قبائل اور مدین کے منافقین کا ایک گروہ جمع ہو کر مسلمانوں کو جنت میں شرکت سے باز رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔رسول اللہ ﷺ نے اس گھر کو جلانے کا حکم دیا لیکن اس کے مکینوں اور وہاں جمع ہونے والے افراد کو قتل کا حکم نہیں دیا۔انہیں کی ریشہ دوانی سے مسجد ضرار قائم ہوئی۔تبوک سے واپسی پر آپؐ نے اسے ڈھانے اور جلانے کا حکم دیا لیکن اسے بنانے والوں کو قتل نہیں کرایا۔

اس پس منظر کو ذہن میں رکھ کر دیکھیں کہ اب اللہ تعالیٰ اس فساد کی جڑ کو اکھاڑنے کا حکم دے رہا ہے کہ ان کو چار مہینے کا نوٹس دو کہ یا تو اپنی حرکت سے باز آجائیں یا اپنا سارا مال و دولت لے کر اپنے آقاؤں کے دیس میں منتقل ہو جائیں ورنہ انہیں قتل کیا جائے گا۔اب فیصلہ کریں کہ

کون صحیح الدماغ انسان اسے سخت زیادتی اور تشدد والا حکم قرار دے گا، اِلّا یہ کہ اس کی نیت میں فطور ہو۔ کسی ریاست میں رہتے ہوئے، بیرونی طاقتوں سے ساز باز کرکے، ریاست کے خلاف ریشہ دوانی کرنے والے مجرموں کو جو سزا دی جاتی ہے اور ان کے ساتھ عملاً جو سلوک ہوتا ہے۔ وہ پوری دنیا جانتی ہے۔ ایسے مجرموں سے اسلام نے جو فراخدلانہ سلوک کیا ہے اس کی کوئی ایک مثال بھی پوری تاریخ انسانیت سے دیا ن ممکن نہیں ہے۔ پھر بھی الزام اسلام پر ہے کہ یہ تشدد پسند ہے۔ ناطقہ سر بگریباں ہے، اسے کیا کہیے۔

آیت نمبر (9/ التوبۃ:7 تا 16)

ء	ل	ل

(ن) اَلًّا: کسی حالت کا اتنا صاف اور واضح ہونا کہ انکار ممکن نہ ہو۔ رشتہ دار ہونا۔

اِلٌّ: رشتہ داری۔ زیر مطالعہ آیت۔ 8

ذ	م	م

(ن) ذَمًّا: کسی کی مذمت کرنا۔ برا بھلا کہنا۔

مَذْمُوْمٌ: اسم المفعول ہے۔ مذمت کیا ہوا۔ ﴿فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴾ (17/ بنی اسرائیل:22) ''نتیجتاً تو بیٹھ رہے گا ملامت کیا ہوا، دھتکارا ہوا۔''

ذِمَّةٌ: ذمہ داری یا عہد۔ زیر مطالعہ آیت۔ 8

ش	ف	ی

(ض) شِفَاءً: کوئی مرض دور کرکے صحت دینا۔ شفا دینا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 14

شِفَاءٌ: اسم ذات بھی ہے۔ صحت یابی۔ شفا۔ ﴿فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ۭ﴾ (16/ النحل:69) ''اس میں شفا ہے لوگوں کے لیے۔''

ترکیب

(آیت۔7) فَمَا اسْتَقَامُوْا میں مَا ظرفیہ ہے۔ (آیت۔8) کَيْفَ کے بعد پچھلا پورا جملہ يَكُوْنَ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ محذوف ہے۔ (آیت۔11) فَاِخْوَانُكُمْ خبر ہے اور اس کا مبتدا ھُمْ محذوف ہے۔ (آیت۔14، 15) قَاتِلُوْھُمْ فعل امر ہے۔ اس کا جواب امر ہونے کی وجہ سے آگے يُعَذِّبْ۔ يُخْزِ۔ يَنْصُرْ، يَشْفِ اور يُذْهِبْ مجزوم ہیں اور ان کے ساتھ واؤ عاطفہ ہیں۔ جبکہ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ کا واؤ عاطفہ نہیں بلکہ استینافیہ ہے، کیونکہ يَتُوْبُ مجزوم نہیں ہوا ہے۔

ترجمہ

كَيْفَ	يَكُوْنُ	لِلْمُشْرِكِيْنَ	عَهْدٌ	عِنْدَ اللّٰهِ	وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ	اِلَّا	الَّذِيْنَ
کیسے	ہوگا	مشرکوں کے لئے	کوئی عہد	اللہ کے پاس	اور اس کے رسول کے پاس	سوائے	ان کے جن سے

عٰهَدْتُّمْ	عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ	فَمَا	اسْتَقَامُوْا	لَكُمْ	فَاسْتَقِيْمُوْا	لَهُمْ ۭ
تم لوگوں نے معاہدہ کیا	مسجد حرام کے پاس	پس جب تک	وہ لوگ سیدھے رہیں	تمہارے لئے	تو تم لوگ سیدھے رہو	ان کے لئے

اِنَّ اللّٰهَ	يُحِبُّ	الْمُتَّقِيْنَ ○	كَيْفَ	وَ	اِنْ	يَّظْهَرُوْا	عَلَيْكُمْ	لَا يَرْقُبُوْا
بیشک اللہ	پسند کرتا ہے	تقوی کرنے والوں کو	کیسے (ہوگا کوئی عہد)	اس حال میں کہ	اگر	وہ لوگ غالب ہوں	تم لوگوں پر	تو وہ لحاظ نہیں کریں گے

فِيْكُمْ	اِلًّا	وَّلَا ذِمَّةً	يُرْضُوْنَكُمْ	بِاَفْوَاهِهِمْ	وَ	تَاْبٰى	قُلُوْبُهُمْ
تم میں	رشتے داری کا	اور نہ کسی عہد کا	وہ راضی کرتے ہیں تم لوگوں کو	اپنے منہ سے (یعنی باتوں سے)	حالانکہ	انکار کرتے ہیں	ان کے دل

وَاَكْثَرُهُمْ	فٰسِقُوْنَ ۸	اِشْتَرَوْا	بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	ثَمَنًا قَلِيْلًا	فَصَدُّوْا	عَنْ سَبِيْلِهٖ	اِنَّهُمْ
اور ان کے اکثر	فاسق ہیں	انہوں نے خریدا	اللہ کی آیات کے بدلے	تھوڑی سی قیمت کو	پھر انہوں نے روکا	اس کی راہ سے	بیشک وہ لوگ!

سَآءَ	مَا	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۹	لَا يَرْقُبُوْنَ	فِيْ مُؤْمِنٍ	اِلًّا	وَّلَا ذِمَّةً	وَاُولٰٓئِكَ
کتنا برا ہے	جو	وہ لوگ کرتے ہیں	وہ لوگ لحاظ نہیں کرتے	کسی مومن (کے بارے) میں	کسی رشتہ داری کا	اور نہ کسی عہد کا	اور وہ لوگ

هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ۱۰	فَاِنْ	تَابُوْا	وَاَقَامُوا	الصَّلٰوةَ	وَاٰتَوُا	الزَّكٰوةَ	فَاِخْوَانُكُمْ	فِي الدِّيْنِ
ہی حد سے تجاوز کرنے والے ہیں	پھر اگر	وہ توبہ کریں	اور قائم کریں	نماز	اور ادا کریں	زکوٰۃ	تو (وہ) تمہارے بھائی ہیں	دین میں

وَنُفَصِّلُ	الْاٰيٰتِ	لِقَوْمٍ	يَّعْلَمُوْنَ ۱۱	وَاِنْ	نَّكَثُوْٓا	اَيْمَانَهُمْ	مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ
اور ہم کھول کھول کر بیان کرتے ہیں	آیات کو	ایسے لوگوں کے لیے جو	علم رکھتے ہیں	اور اگر	وہ توڑ دیں	اپنی قسموں کو	اپنے عہد کے بعد

وَطَعَنُوْا	فِيْ دِيْنِكُمْ	فَقَاتِلُوْٓا	اَئِمَّةَ الْكُفْرِ	اِنَّهُمْ	لَآ اَيْمَانَ
اور طعنہ دیں	تمہارے دین میں	تو تم لوگ جنگ کرو	کفر کے سرداروں سے	بیشک وہ لوگ (ایسے) ہیں	کہ کسی طرح کی کوئی بھی قسم نہیں ہے

لَهُمْ	لَعَلَّهُمْ	يَنْتَهُوْنَ ۱۲	اَ	لَا تُقَاتِلُوْنَ	قَوْمًا	نَّكَثُوْٓا	اَيْمَانَهُمْ	وَهَمُّوْا
ان کے لیے	شاید وہ لوگ	باز آجائیں	کیا	تم لوگ جنگ نہیں کرو گے	ایک ایسی قوم سے	جس نے توڑا	اپنی قسموں کو	اور ارادہ کیا

بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ	وَهُمْ	بَدَءُوْكُمْ	اَوَّلَ مَرَّةٍ	اَ	تَخْشَوْنَهُمْ	فَاللّٰهُ	اَحَقُّ
ان رسول کو نکالنے کا	اور انہوں نے	ابتدا کی تم سے (زیادتی کرنے کی)	پہلی مرتبہ	کیا	تم لوگ ڈرتے ہو ان سے	تو اللہ	زیادہ حقدار ہے

اَنْ	تَخْشَوْهُ	اِنْ	كُنْتُمْ	مُّؤْمِنِيْنَ ۱۳	قَاتِلُوْهُمْ	يُعَذِّبْهُمُ	اللّٰهُ	بِاَيْدِيْكُمْ
کہ	تم لوگ ڈرو اس سے	اگر	تم لوگ ہو	ایمان لانے والے	جنگ کرو ان سے	تو عذاب دے گا ان کو	اللہ	تمہارے ہاتھوں سے

وَيُخْزِهِمْ	وَيَنْصُرْكُمْ	عَلَيْهِمْ	وَيَشْفِ	صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ۱۴	وَيُذْهِبْ
اور وہ رسوا کرے گا ان کو	اور وہ مدد کرے گا تمہاری	ان کے خلاف	اور وہ شفا دے گا	ایمان لانے والے لوگوں کے سینوں کو	اور وہ لے جائے گا

غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ	وَيَتُوْبُ	اللّٰهُ	عَلٰى مَنْ	يَّشَآءُ	وَاللّٰهُ	عَلِيْمٌ	حَكِيْمٌ ۱۵	اَمْ	حَسِبْتُمْ
انکے دل کے غیظ وغضب کو	اور توبہ قبول کرے گا	اللہ	اس کی جس کی	وہ چاہے گا	اور اللہ	جاننے والا ہے	حکمت والا ہے	یا	تم لوگوں نے گمان کیا

اَنْ	تُتْرَكُوْا	وَ	لَمَّا يَعْلَمِ	اللّٰهُ	الَّذِيْنَ	جٰهَدُوْا	مِنْكُمْ	وَلَمْ يَتَّخِذُوْا
کہ	تمہیں چھوڑ دیا جائے گا	حالانکہ	ابھی تک نہیں جانا	اللہ نے	ان کو جنہوں نے	جہاد کیا	تم میں سے	اور انہوں نے نہیں بنایا

مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ	وَلَا رَسُوۡلِہٖ	وَلَا الۡمُؤۡمِنِیۡنَ	وَلِیۡجَۃً ؕ	وَاللّٰہُ	خَبِیۡرٌۢ	بِمَا	تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۶﴾
اللہ کے سوا	اور نہ اس کے رسول کے سوا	اور نہ مومنوں کے سوا	کسی کو دل کا بھیدی	اور اللہ	باخبر ہے	اس سے جو	تم لوگ کرتے ہو

نوٹ:1

جنگ (War) کے لیے قرآن مجید کی اصطلاح ''قِتَال'' ہے اور آیات۔12، 13، 14 میں اسی لفظ کے مختلف صیغے استعمال ہوئے ہیں۔ کیونکہ وہاں جنگ کا حکم دینا مقصود تھا۔ لیکن آیت۔16 میں یہ بتانا مقصود ہے کہ قیامت میں جہنم سے نجات اور جنت میں داخلہ کے لیے صرف ایمان کا زبانی اقرار کافی نہیں ہے، بلکہ اس کی کچھ اور بھی شرائط ہیں۔ اس آیت میں پہلی شرط کی نشاندہی کرنے کے لیے لفظ قتال کے بجائے لفظ جِہَاد کا فعل ماضی لایا گیا ہے۔ اس فرق کو سمجھنے کے لیے لفظ جِہَاد کا پورا مفہوم واضح ہونا ضروری ہے۔

جہاد کا مطلب ہے کسی مقصد کے لیے جدوجہد کرنا۔ جبکہ قرآن کی ایک اصطلاح کے طور پر اس کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے جدوجہد کرنا اور قرآن میں یہ لفظ عموماً اسی مفہوم میں آیا ہے۔ خواہ فی سبیل اللہ کے الفاظ لفظاً مذکور ہوں یا نہ ہوں۔ اس کے تین مرحلے ہیں۔ پہلا مرحلہ یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کے ساتھ جدوجہد کر کے اسے اللہ کے احکام کی پابندی کا عادی بنائے۔ اسے جہاد مع النفس کہتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے افضل جہاد قرار دیا ہے۔ یہ فرض عین ہے اور جنت میں داخلہ کی شرط کے طور پر یہی مرحلہ مراد ہے۔

اپنے آپ کو اللہ کی اطاعت کا عادی بنا لینے کے بعد انسان کو مطمئن نہیں ہو جانا چاہیے بلکہ اب دوسروں کو جہنم سے بچانے کے لیے اسلام کی دعوت و تبلیغ کی جدوجہد میں حصہ لینا چاہیے۔ اس میں اپنا وقت، اپنی صلاحیت اور اپنا پیسہ صرف کرنا چاہیے۔ یہ جہاد فی سبیل اللہ کا دوسرا مرحلہ ہے اور یہ فرض عین نہیں بلکہ فرض کفایہ ہے۔ (دیکھیں آیت نمبر۔4 / النساء:95، نوٹ۔2) پھر اگر ضرورت پڑے تو اسلام کی سربلندی کے لیے جنگ میں حصہ لینا چاہیے۔ یہ جہاد فی سبیل اللہ کا تیسرا مرحلہ ہے اور اسے قتال فی سبیل اللہ کہتے ہیں۔ یہ بھی فرض کفایہ ہے، اِلَّا یہ کہ اسلامی حکومت کے امیر کی طرف سے General Mobilisation کا حکم ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں تمام غزوات میں شرکت کرنا فرض کفایہ تھی سوائے غزوۂ تبوک کے، جس میں شرکت فرض عین ہو گئی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں شرکت نہ کرنے والوں سے باز پرس ہوئی تھی۔

آیت نمبر (17 تا 22)

ک س د

(ن ک) کَسَادًا بازار کا مندا ہونا۔ زیر مطالعہ آیت۔24

ترکیب

(آیت۔19) اَلۡحَاجِّ پر لام جنس ہے۔ اس لیے ترجمہ جمع میں ہوگا۔ (آیت۔21) بِرَحۡمَۃٍ کی با پر عطف ہونے کی وجہ سے رِضۡوَانٍ اور جَنّٰتٍ حالت جر میں آئے ہیں۔ (آیت۔24) اٰبَآؤُکُمۡ سے مَسٰکِنُ تک کَانَ کے اسم ہیں اس لیے یہ سب حالت رفع میں ہیں۔ اَحَبَّ باب افعال کا فعل ماضی نہیں ہے بلکہ مَحَبَّۃٌ سے اَفۡعَلُ کے وزن پر افعل تفضیل ہے اور کَانَ کی خبر ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں آیا ہے۔

ترجمہ

مَا کَانَ	لِلۡمُشۡرِکِیۡنَ	اَنۡ	یَّعۡمُرُوۡا	مَسٰجِدَ اللّٰہِ	شٰہِدِیۡنَ	عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ	بِالۡکُفۡرِ ؕ
نہیں ہے	مشرکوں کے لیے	کہ	وہ لوگ آباد کریں	اللہ کی مسجدوں کو	گواہ ہوتے ہوئے	اپنے اوپر	کفر کے

اُولٰٓئِکَ	حَبِطَتۡ	اَعۡمَالُہُمۡ ۚۖ	وَفِی النَّارِ	ہُمۡ	خٰلِدُوۡنَ ﴿۱۷﴾	اِنَّمَا	یَعۡمُرُ
وہ لوگ ہیں	(کہ) اکارت ہوئے	جن کے اعمال	اور آگ میں ہی	وہ لوگ	ہمیشہ رہنے والے ہیں	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	آباد کرتا

مَسٰجِدَ اللّٰهِ	مَنْ	اٰمَنَ	بِاللّٰهِ	وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ	وَاَقَامَ	الصَّلٰوةَ	وَاٰتَى	الزَّكٰوةَ	وَلَمْ يَخْشَ
اللہ کی مسجدوں کو	وہ، جو	ایمان لایا	اللہ پر	اور آخری دن پر	اور اس نے قائم کی	نماز	اور ادا کی	زکوۃ	اور وہ نہیں ڈرا

اِلَّا	اللّٰهَ	فَعَسٰۤى	اُولٰۤئِكَ	اَنْ	يَّكُوْنُوْا	مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۸﴾	اَ	جَعَلْتُمْ	سِقَايَةَ الْحَآجِّ
مگر	اللہ سے	تو امید ہے	وہ لوگ	کہ	ہو جائیں	ہدایت پانے والوں میں سے	کیا	تم لوگوں نے بنایا	حاجیوں کی سبیل کو

وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	كَمَنْ	اٰمَنَ	بِاللّٰهِ	وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ	وَجٰهَدَ	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ	لَا يَسْتَوٗنَ
اور مسجد حرام کی آبادی کو	اس کے جیسا جو	جو ایمان لایا	اللہ پر	اور آخری دن پر	اور اس نے جدوجہد کی	اللہ کی راہ میں	وہ برابر نہیں ہوتے

عِنْدَ اللّٰهِ ؕ	وَاللّٰهُ	لَا يَهْدِي	الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾	اَلَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَهَاجَرُوْا	وَجٰهَدُوْا	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
اللہ کے پاس	اور اللہ	ہدایت نہیں دیتا	ظالم لوگوں کو	جو لوگ	ایمان لائے	اور ہجرت کی	اور جدوجہد کی	اللہ کی راہ میں

بِاَمْوَالِهِمْ	وَاَنْفُسِهِمْ ۙ	اَعْظَمُ	دَرَجَةً	عِنْدَ اللّٰهِ ؕ	وَاُولٰۤئِكَ	هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾
اپنے مالوں سے	اور اپنی جانوں سے	(وہ) سب سے عظیم ہیں	بلحاظ درجہ کے	اللہ کے پاس	اور وہ لوگ	ہی کامیاب ہونے والے ہیں

يُبَشِّرُهُمْ	رَبُّهُمْ	بِرَحْمَةٍ	مِّنْهُ	وَرِضْوَانٍ	وَّجَنّٰتٍ	لَّهُمْ	فِيْهَا	نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۙ ﴿۲۱﴾
خوشخبری دیتا ہے ان کو	ان کا رب	رحمت کی	اپنے پاس سے	اور رضامندی کی	اور باغات کی	ان کے لیے	ان میں	قائم رہنے والی خوشحالی ہے

خٰلِدِيْنَ	فِيْهَآ	اَبَدًا ؕ	اِنَّ اللّٰهَ	عِنْدَهٗۤ	اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۲﴾	يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا
ایک حالت میں رہنے والے ہیں	ان میں	ہمیشہ ہمیش	بیشک اللہ	اس کے پاس ہی	عظیم اجر ہے	اے لوگو جو	ایمان لائے

لَا تَتَّخِذُوْۤا	اٰبَآءَكُمْ	وَاِخْوَانَكُمْ	اَوْلِيَآءَ	اِنِ	اسْتَحَبُّوا	الْكُفْرَ	عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ	وَمَنْ
تم لوگ مت بناؤ	اپنے آباؤ اجداد کو	اور اپنے بھائیوں کو	کارساز	اگر	وہ لوگ ترجیح دیں	کفر کو	ایمان پر	اور جو

يَّتَوَلَّهُمْ	مِّنْكُمْ	فَاُولٰۤئِكَ	هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾	قُلْ	اِنْ	كَانَ	اٰبَآؤُكُمْ	وَاَبْنَآؤُكُمْ
دوستی کرے گا ان سے	تم میں سے	تو وہ لوگ	ہی ظلم کرنے والے ہیں	آپ کہہ دیجیے	اگر	ہیں	تمہارے آباؤ اجداد	اور تمہارے بیٹے

وَاِخْوَانُكُمْ	وَاَزْوَاجُكُمْ	وَعَشِيْرَتُكُمْ	وَاَمْوَالُ	اِقْتَرَفْتُمُوْهَا	وَتِجَارَةٌ	تَخْشَوْنَ	كَسَادَهَا
اور تمہارے بھائی	اور تمہاری بیویاں	اور تمہارے رشتہ دار	اور تمہارے وہ مال	تم نے کمایا جن کو	اور وہ تجارت	تم لوگ ڈرتے ہو	جس کی مندی سے

وَمَسٰكِنُ	تَرْضَوْنَهَآ	اَحَبَّ	اِلَيْكُمْ	مِّنَ اللّٰهِ	وَرَسُوْلِهٖ	وَجِهَادٍ	فِيْ سَبِيْلِهٖ
اور وہ مکانات	تم لوگ پسند کرتے ہو جن کو	زیادہ پیارے ہیں	تمہیں	اللہ سے	اور اسکے رسول سے	اور جدوجہد کرنے سے	اس کی راہ میں

فَتَرَبَّصُوْا	حَتّٰى	يَاْتِيَ	اللّٰهُ	بِاَمْرِهٖ ؕ	وَاللّٰهُ	لَا يَهْدِي	الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۴﴾ ع
تو انتظار کرو	یہاں تک کہ	لے آئے	اللہ	اپنا فیصلہ	اور اللہ	ہدایت نہیں دیتا	نافرمان لوگوں کو

نوٹ: 1

صحیح مسلم میں ہے کہ ایک دفعہ چند مسلمان آپس میں جھگڑ رہے تھے، کوئی کہتا تھا میرے نزدیک اسلام لانے کے بعد حاجیوں کو پانی پلانے سے زیادہ کوئی عبادت نہیں۔۔ دوسرے نے کہا کہ بہترین عمل مسجد حرام کی خدمت ہے۔ تیسرا بولا کہ جہاد فی سبیل اللہ سب سے افضل ہے۔ حضرت عمرؓ نے ان کو ڈانٹا کہ تم جمعہ کے وقت منبر رسولؐ کے پاس بیٹھ کر بحث کر رہے ہو، ذرا صبر کرو۔ جب حضور ﷺ فارغ ہو جائیں گے تو یہ چیز دریافت کر لی جائے گی۔ جب آپؐ سے سوال کیا تو یہ آیات نازل ہوئیں۔ (یعنی آیات۔19 تا 22)۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

سمجھنے والی بات یہ ہے کہ خدمت خلق اپنی جگہ ایک بڑی نیکی ہے۔ اس کی بلند ترین منزل یہ ہے کہ اللہ کے مہمانوں یعنی حاجیوں کی خدمت کی جائے۔ اسی طرح کسی بھی مسجد کی خدمت کرنا بڑی نیکی کا کام ہے۔ اس کی بلند ترین منزل مسجد حرام کی خدمت ہے۔ مذکورہ آیات میں ان میں سے کسی بھی نیکی کی نفی نہیں ہے۔ البتہ مختلف نیکیوں میں نسبت وتناسب کے لحاظ سے یہ بتایا گیا ہے کہ ان بلند ترین نیکیوں کے مقابلے میں بھی جہاد فی سبیل اللہ کی نیکی عظیم تر ہے۔

یہ درست ہے کہ کسی کی زندگی میں قتال فی سبیل اللہ کے بہت کم مواقع آتے ہیں لیکن جہاد فی سبیل اللہ کے مواقع ہر شخص کی زندگی میں قدم قدم پر اس کے سامنے آتے رہتے ہیں۔ ایک متقی پرہیزگار انسان کے سامنے بھی معاملات میں ایسے مواقع آتے رہتے ہیں اور جب اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کسی لالچ کو ٹھکرائے بغیر یا کوئی نقصان برداشت کیے بغیر ممکن نہیں ہوتی۔ یہ جہاد مع النفس کا لامتناہی سلسلہ ہے جو موت پر ہی ختم ہوتا ہے اور اسی کو رسول اللہ ﷺ نے افضل جہاد کہا ہے۔ اسی طرح اپنی اپنی صلاحیت اور استعداد کے مطابق اسلام کی دعوت و تبلیغ اور نشر و اشاعت میں حصہ لینے کے مواقع کی کمی نہیں ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم جہاد فی سبیل اللہ کے صحیح مفہوم کو سمجھیں پھر اس کی عظمت کو اپنے دل و دماغ پر نقش کریں۔

آیت نمبر (25 تا 29)

و ط ن

(ض) وَطْنًا: کسی جگہ اقامت کرنا۔ وطن بنانا۔

مَوْطِنٌ: ج: مَوَاطِنُ۔ مَفْعِلٌ کے وزن پر اسم الظرف ہے وطن۔ لیکن اصطلاحًا جنگ کے میدان کے لیے آتا ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔25

ر ح ب

(ک) رُحْبًا: کسی جگہ کا کشادہ ہونا۔ زیر مطالعہ آیت۔25۔

مَرْحَبٌ: مَفْعَلٌ کے وزن پر اسم الظرف ہے۔ کشادگی کا وقت یا موقعہ۔ زیادہ تر خوش آمدید کے معنی میں آتا ہے۔ ﴿لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ط﴾ (38/صٓ:59) ''کوئی خوش آمدید نہیں ہے ان کے لیے۔''

ع ی ل

(ض) عَيْلًا: تنگ دست ہونا۔ محتاج ہونا۔

عَيْلَةٌ: مصدر بھی ہے اور اسم ذات بھی ہے۔ تنگ دستی۔ زیر مطالعہ آیت۔28

عَائِلٌ: فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ تنگ دست ہونے والا یعنی تنگ دست۔ ﴿وَ وَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ؕ﴾ (93/الضحٰی:8) ''اور اس نے پایا آپؐ کو تنگ دست تو اس نے غنی کیا۔''

ع ط و

(ن) عَطْوًا: ہاتھ بڑھانا۔ لینا۔

(افعال) اِعۡطَاءٌ ہاتھ بڑھا کر دینا۔ خوش دلی سے دینا۔ حق سے زیادہ دینا۔ عطا کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 29

عَطَاءٌ اسم ذات ہے۔ عطیہ۔ بخشش۔ ﴿وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحۡظُوۡرًا ﴿۲۰﴾﴾ (17/ بنی اسرائیل:20) ’’اور نہیں آپؐ کے رب کی بخشش روکی ہوئی۔‘‘

(تفاعل) تَعَاطِيًا کسی کی طرف ہاتھ بڑھانا (لینے یا پکڑنے کے لیے) ﴿فَنَادَوۡا صَاحِبَهُمۡ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ﴿۲۹﴾﴾ (54/ القمر:29) ’’پھر انہوں نے پکارا اپنے ساتھی کو تو اس نے ہاتھ بڑھایا پھر کاٹا۔‘‘

ترکیب

(آیت۔28) اَلۡمُشۡرِكُوۡنَ مبتدا ہے اور جمع ہے۔ اس کی خبر نَجَسٌ واحد آئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نَجَسٌ مصدر ہے اور مصدر کی جمع نہیں آتی۔ یہ واحد اور جمع کے لیے یکساں آتا ہے۔ (آیت۔29) قَاتِلُوۡا کے بعد اَلَّذِيۡنَ کی وضاحت لَا يُؤۡمِنُوۡنَ سے لے کر اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ تک ہے۔ حَتّٰى کا تعلق قَاتِلُوۡا سے ہے یعنی جنگ کرو یہاں تک کہ............۔

ترجمہ

لَقَدۡ نَصَرَكُمُ	اللّٰهُ	فِیۡ مَوَاطِنَ كَثِيۡرَةٍ	وَّيَوۡمَ حُنَيۡنٍ	اِذۡ	اَعۡجَبَتۡكُمۡ	كَثۡرَتُكُمۡ
یقیناً مدد کر چکا ہے تم لوگوں کی	اللہ	بہت سے جنگ کے میدانوں میں	اور حنین کے دن (بھی)	جب	بھلی لگی تم کو	تمہاری کثرت

فَلَمۡ تُغۡنِ	عَنۡكُمۡ	شَيۡـًٔا	وَّضَاقَتۡ	عَلَيۡكُمُ	الۡاَرۡضُ	بِمَا	رَحُبَتۡ	ثُمَّ	وَلَّيۡتُمۡ
تو وہ کام نہ آئی	تمہارے	کچھ بھی	اور تنگ ہوئی	تم پر	زمین	باوجود	اپنی کشادگی کے	پھر	تم لوگوں نے پیٹھ پھیری

مُّدۡبِرِيۡنَ ﴿۲۵﴾	ثُمَّ	اَنۡزَلَ	اللّٰهُ	سَكِيۡنَتَهٗ	عَلٰى رَسُوۡلِهٖ	وَعَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ	وَاَنۡزَلَ	جُنُوۡدًا
پیٹھ دینے والا ہوتے ہوئے	پھر	اتاری	اللہ نے	اپنی سکینت	اپنے رسولؐ پر	اور مومنوں پر	اور اس نے اتارے	ایسے لشکر

لَّمۡ تَرَوۡهَا	وَعَذَّبَ	الَّذِيۡنَ	كَفَرُوۡا	وَذٰلِكَ	جَزَآءُ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۲۶﴾	ثُمَّ	يَتُوۡبُ
تم لوگوں نے نہیں دیکھا جن کو	اور اس نے عذاب دیا	ان کو جنھوں نے	کفر کیا	اور یہ (ہی)	کافروں کا بدلہ ہے	پھر	توبہ قبول کرے گا

اللّٰهُ	مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ	عَلٰى مَنۡ	يَّشَآءُ	وَاللّٰهُ	غَفُوۡرٌ	رَّحِيۡمٌ ﴿۲۷﴾	يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ	اٰمَنُوۡۤا
اللہ	اس کے بعد	اس کی جس کی	وہ چاہے گا	اور اللہ	بخشنے والا ہے	رحم کرنے والا ہے	اے لوگو جو	ایمان لائے

اِنَّمَا	الۡمُشۡرِكُوۡنَ	نَجَسٌ	فَلَا يَقۡرَبُوا	الۡمَسۡجِدَ الۡحَرَامَ	بَعۡدَ عَامِهِمۡ هٰذَا	وَاِنۡ	خِفۡتُمۡ
کچھ نہیں سوائے اس کے	مشرک لوگ	نجس ہیں	پس وہ لوگ نزدیک مت ہوں	مسجد حرام کے	اپنے اس سال کے بعد	اور اگر	خوف ہو تم کو

عَيۡلَةً	فَسَوۡفَ	يُغۡنِيۡكُمُ	اللّٰهُ	مِنۡ فَضۡلِهٖۤ	اِنۡ	شَآءَ	اِنَّ اللّٰهَ	عَلِيۡمٌ	حَكِيۡمٌ ○
تنگ دستی کا	تو عنقریب	غنی کر دے گا تم کو	اللہ	اپنے فضل سے	اگر	اس نے چاہا	بیشک اللہ	جاننے والا ہے	حکمت والا ہے

قَاتِلُوا	الَّذِيۡنَ	لَا يُؤۡمِنُوۡنَ	بِاللّٰهِ	وَلَا بِالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ	وَلَا يُحَرِّمُوۡنَ	مَا	حَرَّمَ	اللّٰهُ
تم لوگ جنگ کرو	ان سے جو	ایمان نہیں لاتے	اللہ پر	اور نہ ہی آخری دن پر	اور نہ ہی حرام ٹھہراتے ہیں	اسے جس کو	حرام کیا	اللہ نے

وَرَسُوْلُهٗ	وَلَا يَدِيْنُوْنَ	دِيْنَ الْحَقِّ	مِنَ الَّذِيْنَ	اُوْتُوا	الْكِتٰبَ	حَتّٰى
اور اس کے رسولؐ نے	اور نہ ہی وہ ضابطہ حیات بناتے ہیں	حق کے ضابطہ کو	ان لوگوں میں سے	جن کو دی گئی	کتاب	یہاں تک کہ

يُعْطُوا	الْجِزْيَةَ	عَنْ يَّدٍ	وَّ	هُمْ	صٰغِرُوْنَ ﴿٢٩﴾
وہ دے دیں	جزیہ	ہاتھ سے	اس حال میں کہ	وہ لوگ	چھوٹے ہونے والے ہیں

نوٹ:1 ابتداء جزیہ کا حکم یہود ونصاریٰ کے لیے تھا لیکن آگے چل کر نبی ﷺ نے مجوس سے جزیہ لے کر انھیں ذمی بنایا۔ پھر صحابہ کرامؓ نے بیرون عرب کی تمام قوموں پر اس حکم کو عام کردیا۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ:2 جزیہ ادا کرنے سے غیر مسلم رعایا کے جان ومال کی حفاظت کی ذمہ داری اسلامی حکومت پر عائد ہو جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی انہیں کچھ رعایتیں بھی حاصل ہو جاتی ہیں۔ مثلاً اسلامی ریاست میں لازمی فوجی خدمت سے یہ لوگ مستثنی ہوتے ہیں۔ اسلام کے مالی احکام بھی ان پر لاگو نہیں ہوتے مثلاً زکوۃ، عشر، فطرانہ، قربانی وغیرہ۔

آیت نمبر (30 تا 37)

ض ھ ی

(ف) ضَهْيٌ زمین کا بنجر ہونا۔

(مفاعلہ) مُضَاهَاةً کسی کے مشابہ ہونا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 30

ک ن ز

(ض) كَنْزًا کوئی چیز جمع کر کے محفوظ کرنا۔ ذخیرہ کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 34

كَنْزٌ ج: كُنُوْزٌ۔ اسم ذات بھی ہے۔ ذخیرہ۔ خزانہ۔ ﴿ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ ﴾ (11/ھود:12) ''کیوں نہیں اتارا گیا انؐ پر کوئی خزانہ۔'' ﴿ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ ﴾ (28/القصص:76) ''اور ہم نے دیا اس کو خزانوں میں سے۔''

ک و ی

(ض) كَيًّا لوہے وغیرہ سے کسی کو داغنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 35

ج ب ھ

(ف) جَبْهًا پیشانی پر مارنا

جَبْهَةٌ ج: جِبَاهٌ پیشانی۔ زیر مطالعہ آیت۔ 35

ن س ء

(ف) نَسْئًا (1) چوپایہ کو ہانکنا۔ (2) دودھ میں پانی ملانا۔

نَسِیْءٌ ملاوٹ یا گڑ بڑ کرنے کا عمل۔ عرب میں محترم مہینوں کو آگے پیچھے کرنے کا رواج۔ زیر مطالعہ آیت۔ 37

مِنْسَاةٌ اسم آلہ ہے۔ چرواہے کا ڈنڈا۔ لاٹھی۔ ﴿ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ﴾ (34/السبا:14) ''ان کو یعنی جنوں کو خبردار نہیں کیا انؑ کی موت پر مگر دیمک نے جو کھاتی تھی ان کی لاٹھی کو۔''

و	ط	ء

(س) وَطْئًا کسی چیز کو پیر کے نیچے روندنا۔ پامال کرنا۔﴿ وَ اَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَ دِيَارَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ وَ اَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا ﴾ (33/الاحزاب:27) ''اور اس نے وارث بنایا تم لوگوں کو ان کی زمین کا اور ان کی گھروں کا اور ان کے مالوں کا اور ایک ایسی زمین کا جس کو تم نے قدموں سے نہیں روندا۔''

مُوْطِأٌ اسم الظرف ہے۔ روندنے کی جگہ۔﴿ وَلَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا ﴾ (9/التوبۃ:120) ''اور وہ نہیں روندتے کسی روندنے کی جگہ کو۔''

(مفاعلہ) مُوَاطَئَةً موافقت پیدا کرنا۔ اشعار کا وزن برابر کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔37

ترکیب

(آیت۔30) يُضَاهِـُٔوْنَ کا مادہ ''ض ھ ی'' ہے۔ اس سے باب مفاعلہ کا مضارع يُضَاهُوْنَ بنتا ہے۔ لیکن ہماری قرأت میں يُضَاهِـُٔوْنَ پڑھا جاتا ہے اس کا ہمزہ اصلی نہیں ہے۔ (آیت۔34۔35) لَا يُنْفِقُوْنَهَا، يُحْمٰى عَلَيْهَا اور فَتُكْوٰى بِهَا میں هَا کی ضمیریں اَلذَّهَبَ اور اَلْفِضَّةَ کے لیے ہیں۔ ذَهَبٌ کا لفظ مذکر مونث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ يُحْمٰى باب افعال کا مضارع مجہول ہے۔ ثلاثی مجرد کا نہیں ہو سکتا کیونکہ وہاں پر یہ فعل لازم ہے۔

ترجمہ

ذٰلِكَ	ابْنُ اللّٰهِ ؕ	الْمَسِيْحُ	النَّصٰرَى	وَقَالَتِ	ابْنُ اللّٰهِ	عُزَيْرُ	الْيَهُوْدُ	وَقَالَتِ
یہ	اللہ کے بیٹے ہیں	مسیح	نصاریٰ نے کہ	اور کہا	اللہ کے بیٹے ہیں	عزیرؑ	یہود نے کہ	اور کہا

اَنّٰى	اللّٰهُ	قٰتَلَهُمُ	مِنْ قَبْلُ ؕ	كَفَرُوْا	قَوْلَ الَّذِيْنَ	يُضَاهِـُٔوْنَ	بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ	قَوْلُهُمْ
کہاں سے	اللہ	ہلاک کرے ان کو	اس سے پہلے	کفر کیا	ان لوگوں کی بات سے جنھوں نے	مشابہت کرتے ہیں	محض ان کے منہ سے	ان کی بات ہے

وَمَآ اُمِرُوْٓا	وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ	مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ	اَرْبَابًا	وَرُهْبَانَهُمْ	اَحْبَارَهُمْ	اِتَّخَذُوْٓا	يُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۰﴾
اور ان کو حکم نہیں دیا گیا	اور ابن مریم مسیح کو (بھی)	اللہ کی علاوہ	رب	اور اپنے درویشوں کو	اپنے علماء کو	انہوں نے بنایا	یہ پھیرے جاتے ہیں

يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۱﴾	عَمَّا	سُبْحٰنَهٗ	هُوَ ؕ	اِلَّا	لَآ اِلٰهَ	اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ	لِيَعْبُدُوْٓا	اِلَّا
یہ لوگ شرک کرتے ہیں	اس سے جو	پاکیزگی اس کی ہے	اس کے	سوائے	کوئی الٰہ نہیں	واحد الٰہ کی	کہ وہ بندگی کریں	سوائے اس کے

نُوْرَهٗ	يُّتِمَّ	اِلَّآ اَنْ	اللّٰهُ	وَيَاْبَى	بِاَفْوَاهِهِمْ	نُوْرَ اللّٰهِ	يُّطْفِــُٔوْا	اَنْ	يُرِيْدُوْنَ
اپنے نور کو	وہ پورا کر کے رہے گا	مگر یہ کہ	اللہ	اور انکار کرتا ہے	اپنے مونھوں سے	اللہ کے نور کو	بجھادیں	کہ	وہ لوگ ارادہ کرتے ہیں

وَدِيْنِ الْحَقِّ	بِالْهُدٰى	رَسُوْلَهٗ	اَرْسَلَ	الَّذِيْٓ	هُوَ	الْكٰفِرُوْنَ ﴿۳۲﴾	كَرِهَ	وَلَوْ
اور دین حق کے ساتھ	ہدایت کے ساتھ	اپنے رسولؐ کو	بھیجا	وہ ہے جس نے	وہ	کافر لوگ	کراہت کریں	اور اگرچہ

اٰمَنُوْٓا	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾	كَرِهَ	وَلَوْ	كُلِّهٖ ۙ	عَلَى الدِّيْنِ	لِيُظْهِرَهٗ
ایمان لائے	اے لوگو جو	مشرک لوگ	کراہت کریں	اور اگرچہ	کل کے کل پر	سارے بقیہ دینوں پر	تاکہ وہ غالب کرے اس کو

اِنَّ	كَثِيْرًا	مِّنَ الْاَحْبَارِ	وَالرُّهْبَانِ	لَيَاْكُلُوْنَ	اَمْوَالَ النَّاسِ	بِالْبَاطِلِ	وَيَصُدُّوْنَ
بیشک	بہت سے	علماء	اور درویش	کھاتے ہیں	لوگوں کے مال	باطل (طریقوں) سے	اور روکتے ہیں

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ	وَالَّذِيْنَ	يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ	وَالْفِضَّةَ	وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ	فَبَشِّرْهُمْ	بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ (34)
اللہ کی راہ سے	اور وہ لوگ جو	جمع کر کے رکھتے ہیں	اور چاندی	اور وہ اسے خرچ نہیں کرتے	اللہ کی راہ میں	تو آپؐ خوشخبری دیں ان کو	ایک دردناک عذاب کی

يَّوْمَ	يُحْمٰى	عَلَيْهَا	فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ	فَتُكْوٰى	بِهَا
جس دن	خوب گرم کیا جائے گا	ان کو (یعنی اموال کو)	جہنم کی آگ میں	پھر داغا جائے گا	ان سے

جِبَاهُهُمْ	وَجُنُوْبُهُمْ	وَظُهُوْرُهُمْ ۭ	هٰذَا	مَا	كَنَزْتُمْ	لِاَنْفُسِكُمْ	فَذُوْقُوْا	مَا
ان کی پیشانیوں کو	اور انکے پہلوؤں کو	اور ان کی پیٹھوں کو	یہ	وہ ہے جو	تم نے ذخیرہ کیا	اپنی جانوں کے لیے	تو چکھو	اس کو جو

كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ (35)	اِنَّ	عِدَّةَ الشُّهُوْرِ	عِنْدَ اللّٰهِ	اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا	فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ	يَوْمَ
تم لوگ ذخیرہ کرتے تھے	بیشک	مہینوں کی گنتی	اللہ کے پاس	بارہ مہینے ہیں	اللہ کے لکھے ہوئے میں	(اس دن سے) جس دن

خَلَقَ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضَ	مِنْهَآ	اَرْبَعَةٌ	حُرُمٌ ۭ	ذٰلِكَ	الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ڏ	فَلَا تَظْلِمُوْا	فِيْهِنَّ
اس نے پیدا کیا	آسمانوں کو	اور زمین کو	ان میں سے	چار	محترم ہیں	یہ	پکا ضابطہ ہے	پس تم لوگ ظلم مت کرو	ان میں

اَنْفُسَكُمْ	وَقَاتِلُوا	الْمُشْرِكِيْنَ	كَاۗفَّةً	كَمَا	يُقَاتِلُوْنَكُمْ	كَاۗفَّةً ۭ	وَاعْلَمُوْٓا	اَنَّ اللّٰهَ
اپنی جانوں پر	اور جنگ کرو	مشرکوں سے	اکٹھا ہوکر	جیسے	وہ جنگ کرتے ہیں تم سے	اکٹھا ہوکر	اور جان لو	کہ اللہ

مَعَ الْمُتَّقِيْنَ (36)	اِنَّمَا	النَّسِيْۗءُ	زِيَادَةٌ	فِي الْكُفْرِ	يُضَلُّ	بِهِ
تقویٰ کرنیوالوں کے ساتھ ہے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	مہینے آگے پیچھے کرنے کا رواج	زیادتی (یعنی اضافہ) ہے	کفر میں	گمراہ کیا جاتا ہے	اس سے

الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	يُحِلُّوْنَهٗ	عَامًا	وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ	عَامًا	لِّيُوَاطِـُٔوْا	عِدَّةَ مَا	حَرَّمَ	اللّٰهُ
ان کو جنہوں نے	کفر کیا	وہ حلال کرتے ہیں اس کو	ایک سال	اور حرام کرتے ہیں اس کو	ایک سال	تاکہ وہ برابر کریں	اس کی گنتی کو جو	حرام کیا	اللہ نے

فَيُحِلُّوْا	مَا	حَرَّمَ	اللّٰهُ ۭ	زُيِّنَ	لَهُمْ	سُوْۗءُ اَعْمَالِهِمْ ۭ	وَاللّٰهُ	لَا يَهْدِي	الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ (37) ع
نتیجتاً وہ حلال کرتے ہیں	اس کو جسے	حرام کیا	اللہ نے	سجایا گیا	ان کے لیے	ان کے اعمال کی برائی کو	اور اللہ	ہدایت نہیں دیتا	کافر لوگوں کو

نوٹ:1 حضرت عدیؓ بن حاتم ایمان لانے سے پہلے عیسائی تھے۔انھوں نے آیت۔31 کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا کہ اس آیت میں ہم پر اپنے علماء اور درویشوں کو رب بنا لینے کے الزام کی حقیت کیا ہے۔کیونکہ ان کا خیال تھا کہ یہود اور نصاریٰ اپنے علماء اور درویشوں کو رب نہیں بناتے۔جواب میں رسول ﷺ نے ان سے پوچھا کہ کیا ایسا نہیں ہے جس کو وہ لوگ حرام قرار دیتے ہیں اسے تم لوگ حرام مان لیتے ہو جس کو وہ لوگ حلال قرار دیتے ہیں اسے حلال مان لیتے ہو۔حضرت عدیؓ نے کہا کہ یہ تو ہم کرتے ہیں۔آپؐ نے فرمایا یہی ان کو رب بنانا ہے۔

نوٹ:2 آیت۔34۔35 میں جب سونے چاندی کی مذمت اُتری اور صحابہ کرامؓ میں اس کا چرچا ہوا تو حضرت عمرؓ نے کہا میں پوچھ آتا ہوں۔ان کے سوال پر رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ اسی لیے مقرر فرمائی ہے کہ بعد کا مال پاک ہو جائے۔میراث کا مقرر کرنا بتا رہا ہے کہ جمع کرنے میں کوئی حرج نہیں۔حضرت عمرؓ سن کر مارے خوشی کے تکبیریں کہنے لگے۔(ابن کثیرؒ)

آیت نمبر (38تا48)

غ و ر

(ن) غَوْرًا نشیب میں اترنا۔ پانی کا زمین میں جذب ہونا۔ ﴿اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا﴾ (18/الکھف:41) ’’یا ہو جائے اس کا پانی زمین میں جذب۔‘‘

مَغَارَةٌ اسم الظرف ہے۔ نیچے اترنے کی جگہ یعنی غار۔ ﴿لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ﴾ (9/التوبۃ:57) ’’اگر وہ پائیں کوئی پناہ گاہ یا غار۔‘‘

غَارٌ اسم ذات ہے۔ غار۔ زیر مطالعہ آیت۔40

ث ب ط

(ن) ثَبْطًا کسی کو کسی کام سے باز رکھنا۔ روک دینا

(تفعیل) تَثْبِيْطًا بالکل یا قطعی طور پر روک دینا۔ ملنے نہ دینا۔ زیر مطالعہ آیت۔42

ترکیب

(آیت۔39) اِلَّا دراصل اِنْ شرطیہ اور لائے نفی کو ملا کر لکھا گیا ہے۔ لَا تَنْفِرُوْا فعل نہی نہیں ہے۔ یہ دراصل لائے نفی کے ساتھ مضارع لَا تَنْفِرُوْنَ تھا۔ جو اِن کی شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا ہے۔ يُعَذِّبْكُمْ جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے اِن شرطیہ پر عطف ہونے کی وجہ سے يَسْتَبْدِلْ مجزوم ہے اور لَا تَضُرُّوْهُ اس کا جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔ اس میں ضمیر مفعولی کو اللہ کے لیے بھی مانا جا سکتا ہے اور قَوْمًا کے لیے بھی۔ (آیت۔47) وَلَا اَوْضَعُوْا میں لائے نفی نہیں ہے۔ لَا میں لام تاکید ہے اور الف زائدہ ہے جو پڑھا نہیں جاتا۔ (قرآنی رسم الخط کا ایک حصہ ہے)۔

ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	مَا لَكُمْ	اِذَا	قِيْلَ	لَكُمُ	انْفِرُوْا	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
اے لوگو جو	ایمان لائے	تمہیں کیا ہے	جب	کہا جاتا ہے	تم لوگوں سے	کہ تم لوگ نکلو	اللہ کی راہ میں

اثَّاقَلْتُمْ	اِلَى الْاَرْضِ ۭ	اَ	رَضِيْتُمْ	بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ	فَمَا
تو تم لوگ بوجھل ہوتے ہو	زمین کی طرف	کیا	تم لوگ راضی ہوئے	دنیوی زندگی پر	آخرت سے (زیادہ)	تو نہیں ہے

مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	فِي الْاٰخِرَةِ	اِلَّا	قَلِيْلٌ ۝	اِلَّا تَنْفِرُوْا	يُعَذِّبْكُمْ	عَذَابًا اَلِيْمًا ڏ
دنیوی زندگی کا سامان	آخرت (کے مقابلہ) میں	مگر	بہت تھوڑا	اگر تم لوگ نہیں نکلو گے	تو وہ عذاب دے گا تم لوگوں کو	ایک دردناک عذاب

وَّيَسْتَبْدِلْ	قَوْمًا	غَيْرَكُمْ	وَ	لَا تَضُرُّوْهُ	شَيْـــًٔـا ۭ	وَاللّٰهُ	عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ
اور وہ تبدیل کرے گا	کسی قوم کو	تمہارے علاوہ	اور (یعنی تو)	تم لوگ نقصان نہیں پہنچاؤ گے اس کو	کچھ بھی	اور اللہ	ہر چیز پر

قَدِيْرٌ ۝	اِلَّا تَنْصُرُوْهُ	فَقَدْ نَصَرَهُ	اللّٰهُ	اِذْ	اَخْرَجَهُ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا

قادر ہے	اگر تم لوگ مدد نہیں کرو گے ان کی	تو مدد کر چکا ہے ان کی	اللہ	جب	نکالا ان کو	ان لوگوں نے جنہوں نے	کفر کیا

92/4

ثَانِيَ اثْنَيْنِ	اِذْ	هُمَا	فِي الْغَارِ	اِذْ	يَقُوْلُ	لِصَاحِبِه	لَا تَحْزَنْ	اِنَّ اللّٰهَ	مَعَنَا
دو کا دوسرا ہوتے ہوئے	جب	وہ دونوں	غار میں تھے	جب	وہ کہتے تھے	اپنے ساتھی سے	غمگین مت ہو	یقیناً اللہ	ہمارے ساتھ ہے

فَاَنْزَلَ	اللّٰهُ	سَكِيْنَتَهٗ	عَلَيْهِ	وَاَيَّدَهٗ	بِجُنُوْدٍ	لَّمْ تَرَوْهَا	وَجَعَلَ	كَلِمَةَ الَّذِيْنَ
تو اتاری	اللہ نے	اپنی سکینت	ان پر	اور تائید کی ان کی	اپنے لشکروں سے	تم لوگوں نے نہیں دیکھا جن کو	اور اس نے بنایا	ان کی بات کو جنہوں نے

كَفَرُوا	السُّفْلٰى	وَكَلِمَةُ اللّٰهِ	هِيَ الْعُلْيَا	وَاللّٰهُ	عَزِيْزٌ	حَكِيْمٌ ﴿۴۰﴾	اِنْفِرُوْا	خِفَافًا
کفر کیا	سب سے پست	اور اللہ کا فرمان	ہی سب سے بلند ہے	اور اللہ	بالا دست ہے	حکمت والا ہے	تم لوگ نکلو	ہلکے ہوتے ہوئے

وَّثِقَالًا	وَّجَاهِدُوْا	بِاَمْوَالِكُمْ	وَاَنْفُسِكُمْ	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	ذٰلِكُمْ	خَيْرٌ	لَّكُمْ	اِنْ
اور بوجھل ہوتے ہوئے	اور جدوجہد کرو	اپنے مالوں سے	اور اپنی جانوں سے	اللہ کی راہ میں	یہ	بہتر ہے	تمہارے لیے	اگر

كُنْتُمْ	تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾	لَوْ	كَانَ	عَرَضًا قَرِيْبًا	وَّسَفَرًا قَاصِدًا	لَّاتَّبَعُوْكَ	وَلٰكِنْ	بَعُدَتْ	عَلَيْهِمُ
تم لوگ	جانتے ہو	اگر	وہ ہوتا	کوئی قریبی سامان	اور کوئی درمیانی سفر	تو وہ ضرور پیروی کرتے آپ کی	لیکن	دور ہوا	ان پر

الشُّقَّةُ	وَسَيَحْلِفُوْنَ	بِاللّٰهِ	لَوِ	اسْتَطَعْنَا	لَخَرَجْنَا	مَعَكُمْ	يُهْلِكُوْنَ
مشکل سفر	اور وہ لوگ قسم کھائیں گے	اللہ کی	اگر	ہمیں استطاعت ہوتی	تو ہم ضرور نکلتے	تم لوگوں کے ساتھ	وہ لوگ ہلاکت میں ڈالتے ہیں

اَنْفُسَهُمْ	وَاللّٰهُ	يَعْلَمُ	اِنَّهُمْ	لَكٰذِبُوْنَ ﴿۴۲﴾	عَفَا	اللّٰهُ	عَنْكَ	لِمَ	اَذِنْتَ	لَهُمْ
اپنی جانوں کو	اور اللہ	جانتا ہے	کہ بیشک وہ لوگ	یقیناً جھوٹے ہیں	درگزر کیا	اللہ نے	آپ سے	کیوں	آپ نے اجازت دی	انہیں

حَتّٰى	يَتَبَيَّنَ	لَكَ	الَّذِيْنَ	صَدَقُوْا	وَتَعْلَمَ	الْكٰذِبِيْنَ ﴿۴۳﴾	لَا يَسْتَاْذِنُكَ
یہاں تک کہ	واضح ہو جاتے	آپ کے لیے	وہ لوگ جنہوں نے	سچ کہا	اور آپ جان لیتے	جھوٹوں کو	اجازت نہیں مانگتے آپ سے

الَّذِيْنَ	يُؤْمِنُوْنَ	بِاللّٰهِ	وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ	اَنْ	يُّجَاهِدُوْا	بِاَمْوَالِهِمْ	وَاَنْفُسِهِمْ	وَاللّٰهُ
وہ لوگ جو	ایمان لاتے ہیں	اللہ پر	اور آخری دن پر	کہ	کہ وہ جہاد (نہ) کریں	اپنے مالوں سے	اور اپنی جانوں سے	اور اللہ

عَلِيْمٌۢ	بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۴﴾	اِنَّمَا	يَسْتَاْذِنُكَ	الَّذِيْنَ	لَا يُؤْمِنُوْنَ	بِاللّٰهِ	وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
جاننے والا	تقویٰ کرنے والوں کو	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	اجازت مانگتے ہیں آپ سے	وہ لوگ جو	ایمان نہیں لاتے	اللہ پر	اور آخری دن پر

وَارْتَابَتْ	قُلُوْبُهُمْ	فَهُمْ	فِيْ رَيْبِهِمْ	يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿۴۵﴾	وَلَوْ	اَرَادُوا	الْخُرُوْجَ	لَاَعَدُّوْا
اور شک میں پڑے	ان کے دل	تو وہ لوگ	اپنے شبہ میں پڑے	حیران ہیں	اور اگر	وہ ارادہ رکھتے	نکلنے کا	تو ضرور تیار کرتے

لَهٗ	عُدَّةً	وَّلٰكِنْ	كَرِهَ	اللّٰهُ	انْۢبِعَاثَهُمْ	فَثَبَّطَهُمْ	وَقِيْلَ	اقْعُدُوْا	مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۴۶﴾
اس کے لیے	کچھ سامان	اور لیکن	ناپسند کیا	اللہ نے	ان کے اٹھنے کو	تو اس نے چپکا کے رکھ دیا ان کو	اور ان سے کہا گیا	کہ تم لوگ بیٹھو	بیٹھنے والوں کے ساتھ

لَوْ	خَرَجُوْا	فِيْكُمْ	مَّا زَادُوْكُمْ	اِلَّا	خَبَالًا	وَّلَا۟اَوْضَعُوْا	خِلٰلَكُمْ
اگر	وہ لوگ نکلتے	تم میں (یعنی تمہارے ساتھ)	تو وہ زیادہ نہ کرتے تم کو	مگر	بلحاظ ذہنی انتشار کے	اور ضرور دوڑاتے (افواہیں)	تمہارے درمیان

يَبْغُوْنَكُمُ	الْفِتْنَةَ ۚ	وَفِيْكُمْ	سَمّٰعُوْنَ	لَهُمْ ۭ	وَاللّٰهُ	عَلِيْمٌۢ	بِالظّٰلِمِيْنَ ۝	9 لَقَدِ ابْتَغَوُا
تلاش کرتے ہوئے تم میں	فتنہ	اور تم لوگوں میں	جاسوس ہیں	ان کیلئے	اور اللہ	جاننے والا ہے	ظالموں کو	بیشک وہ لوگ تلاش کر چکے ہیں

الْفِتْنَةَ	مِنْ قَبْلُ	وَقَلَّبُوْا	لَكَ	الْاُمُوْرَ	حَتّٰى	جَاۗءَ	الْحَقُّ	وَظَهَرَ	اَمْرُ اللّٰهِ
فتنہ کو	اس سے پہلے	اور انہوں نے بار بار الٹا	آپ کے لیے	معاملات کو	یہاں تک کہ	آیا	حق	اور غالب ہوا	اللہ کا حکم

وَ	هُمْ	كٰرِهُوْنَ ۝
اس حال میں کہ	وہ	کراہت کرنے والے تھے

نوٹ:1 آیت۔46 میں ہے کہ غزوۂ تبوک میں شرکت کے لیے منافقوں کا اٹھنا اللہ نے پسند نہیں کیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ جہاد کے جذبے سے خالی تھے اور دین کی سربلندی کے لیے جانفشانی کرنے کی ان کے اندر کوئی خواہش نہیں تھی تو بد دلی کی ساتھ یا کسی شرارت کی نیت سے ان کا اٹھنا اللہ کو پسند نہ تھا۔ کیونکہ یہ چیز متعدد خرابیوں کا موجب ہوتی۔ اگلی آیات میں اسی کی وضاحت ہے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (49 تا 59)

ز ھ ق

(ف) **زَهْقًا** روح کا جسم سے نکل جانا۔ کسی چیز کا مٹ جانا۔ زیر مطالعہ آیت۔55

زَاهِقٌ اسم الفاعل ہے۔ جانے والا۔ مٹنے والا۔ ﴿ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۭ ﴾ (21/الانبیاء:18) ''تو جب ہی وہ مٹنے والا ہے۔''

زَهُوْقٌ فَعُوْلٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بے انتہا مٹنے والا۔ نیست و نابود ہونے والا۔ ﴿ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ ﴾ (17/بنی اسرائیل:81) ''یقیناً باطل ہے ہی نیست و نابود ہونے والا۔''

ل ج ء

(ف) **لَجْئًا** کسی جگہ میں پناہ لینا۔

مَلْجَاٌ اسم الظرف ہے۔ پناہ لینے کی جگہ۔ زیر مطالعہ آیت۔57

ج م ح

(ف) **جَمْحًا** گھوڑے کا سوار کے قابو سے باہر ہونا۔ سرکش ہونا۔ زیر مطالعہ آیت۔57

ل م ز

(ض) **لَمْزًا** عیب جوئی کرنا۔ نکتہ چینی کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔58

لُمَزَةٌ بہت عیب جوئی کرنے والا۔ ﴿ وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۨ ۝ ﴾ (104/الھمزۃ:1) ''تباہی ہے ہر ایک غیبت کرنے والے عیب جوئی کرنے والے کی۔''

ترکیب

(آیت ۔ 49) لَا تَفْتِنِّيْ میں نون ثقیلہ نہیں ہے ۔ یہ فعل نہی لَا تَفْتِنْ ہے ۔ اور ضمیر مفعولی نِيْ کو اس میں ملا کر لکھا گیا ہے ۔ (آیت ۔ 52) بِنَا مادہ ''ب ن ی'' کا کوئی صیغہ نہیں ہے بلکہ ضمیر نَا پر حرف جارہ ب داخل ہوا ہے ۔ اَلْحُسْنَيَيْنِ، حَسَنٌ کا تثنیہ نہیں ہے ۔ بلکہ یہ اَفْعَلُ تفضیل حُسْنٰى کا تثنیہ ہے (آیت ۔ 55) لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا میں هَا کی ضمیر اَمْوَالُهُمْ اور اَوْلَادُهُمْ کے لیے ہے ۔

ترجمہ

وَمِنْهُمْ مَّنْ	يَّقُوْلُ	ائْذَنْ لِّيْ	وَلَا تَفْتِنِّيْ ط	اَلَا	فِي الْفِتْنَةِ
اور ان میں سے وہ بھی ہیں جو	کہتے ہیں	آپ اجازت دیں مجھ کو	اور آپ آزمائش میں نہ ڈالیں مجھے	سنو	آزمائش میں ہی

سَقَطُوْا ط	وَاِنَّ	جَهَنَّمَ	لَمُحِيْطَةٌ	بِالْكٰفِرِيْنَ ۝٤٩	اِنْ	تُصِبْكَ	حَسَنَةٌ	تَسُؤْهُمْ ج
وہ لوگ گرے	اور یقیناً	جہنم	ضرور گھیرنے والی ہے	کافروں کو	اگر	آن لگے آپ کو	کوئی اچھائی	تو وہ بری لگتی ہیں ان کو

وَاِنْ	تُصِبْكَ	مُصِيْبَةٌ	يَّقُوْلُوْا	قَدْ اَخَذْنَآ	اَمْرَنَا	مِنْ قَبْلُ	وَيَتَوَلَّوْا	وَّ
اور اگر	آن لگے آپ کو	کوئی مصیبت	تو وہ کہتے ہیں	ہم نے پکڑ (یعنی سنبھال) لیا ہے	اپنا معاملہ	اس سے پہلے	اور وہ لوٹتے ہیں	اس حال میں کہ

هُمْ	فَرِحُوْنَ ۝٥٠	قُلْ	لَّنْ يُّصِيْبَنَآ	اِلَّا	مَا	كَتَبَ	اللّٰهُ	لَنَا ج	هُوَ	مَوْلٰىنَا ج
وہ لوگ	اترانے والے ہیں	آپ کہہ دیجیے	ہرگز نہیں لگے گا ہم کو	مگر	وہ جو	لکھا	اللہ نے	ہمارے لیے	وہ	ہمارا کارساز ہے

وَعَلَى اللّٰهِ	فَلْيَتَوَكَّلِ	الْمُؤْمِنُوْنَ ۝٥١	قُلْ	هَلْ	تَرَبَّصُوْنَ	بِنَآ	اِلَّآ
اور اللہ پر ہی	پس چاہیے کہ بھروسہ کریں	ایمان لانے والے	آپ کہیے	کیا	تم لوگ انتظار کرتے ہو	ہمارے بارے میں	سوائے

اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ط	وَنَحْنُ	نَتَرَبَّصُ	بِكُمْ	اَنْ	يُّصِيْبَكُمُ	اللّٰهُ	بِعَذَابٍ
دو بہترین اچھائیوں کی ایک کے	اور ہم	انتظار کرتے ہیں	تمہارے بارے میں	کہ	آن لگے تم لوگوں کو	اللہ	کسی عذاب کے ساتھ

مِّنْ عِنْدِهٖٓ	اَوْ	بِاَيْدِيْنَا ز	فَتَرَبَّصُوْٓا	اِنَّا	مَعَكُمْ	مُّتَرَبِّصُوْنَ ۝٥٢	قُلْ	اَنْفِقُوْا
اپنے پاس سے	یا	ہمارے ہاتھوں سے	تو انتظار کرو	بیشک ہم	تمہارے ساتھ	انتظار کرنے والے ہیں	اور آپ کہہ دیجیے	تم لوگ خرچ کرو

طَوْعًا	اَوْ	كَرْهًا	لَّنْ يُّتَقَبَّلَ	مِنْكُمْ ط	اِنَّكُمْ كُنْتُمْ	قَوْمًا	فٰسِقِيْنَ ۝٥٣
تابعدار ہوتے ہوئے	یا	ناپسند کرتے ہوئے	ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا	تم لوگوں سے	بیشک تم لوگ ہو	ایک ایسی قوم جو	نافرمانی کرنے والی ہے

وَمَا مَنَعَهُمْ	اَنْ	تُقْبَلَ	مِنْهُمْ	نَفَقٰتُهُمْ	اِلَّآ	اَنَّهُمْ	كَفَرُوْا	بِاللّٰهِ	وَبِرَسُوْلِهٖ
اور نہیں روکا ان کو	کہ	قبول کیا جائے	ان سے	ان کے خرچوں کو	سوائے اس کے	کہ انہوں نے	انکار کیا	اللہ کا	اور اس کے رسول کا

وَلَا يَاْتُوْنَ	الصَّلٰوةَ	اِلَّا	وَ	هُمْ	كُسَالٰى	وَلَا يُنْفِقُوْنَ	اِلَّا	وَ	هُمْ	كٰرِهُوْنَ ۝٥٤
اور وہ نہیں آتے	نماز کے پاس	مگر	اس حال میں کہ	وہ	انتہائی کاہل ہیں	اور وہ خرچ نہیں کرتے	مگر	اس حال میں کہ	وہ	کراہت کرنے والے ہیں

فَلَا تُعْجِبْكَ	اَمْوَالُهُمْ	وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ط	اِنَّمَا	يُرِيْدُ	اللّٰهُ	لِيُعَذِّبَهُمْ	بِهَا
تو چاہیے کہ حیرت میں نہ ڈالیں آپ کو	ان کے اموال	اور نہ ہی ان کی اولاد	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	چاہتا ہے	اللہ	کہ وہ عذاب دے ان کو	ان سے

فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا	وَتَزۡهَقَ	اَنۡفُسُهُمۡ	وَ	هُمۡ	كٰفِرُوۡنَ ۵۵	وَيَحۡلِفُوۡنَ	بِاللّٰهِ	اِنَّهُمۡ
دنیوی زندگی میں	اورنکلیں	ان کی جانیں	اس حال میں کہ	وہ	کفر کرنے والے ہوں	اور وہ قسمیں کھاتے ہیں	اللہ کی	کہ وہ

لَمِنۡكُمۡ ط	وَمَا هُمۡ	مِّنۡكُمۡ	وَلٰكِنَّهُمۡ	قَوۡمٌ	يَّفۡرَقُوۡنَ ۵۶	لَوۡ	يَجِدُوۡنَ	مَلۡجَاً	اَوۡ مَغٰرٰتٍ
ضرور تم میں سے ہیں	اور وہ نہیں ہیں	تم میں سے	اور لیکن وہ	ایک ایسی قوم ہیں جو	ڈرتے ہیں	اگر	وہ لوگ پائیں	کوئی پناہ گاہ	یا کچھ غار

اَوۡ مُدَّخَلًا	لَّوَلَّوۡا	اِلَيۡهِ	وَ	هُمۡ	يَجۡمَحُوۡنَ ۵۷	وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ	يَّلۡمِزُكَ
یا کوئی گھسنے کی جگہ	تو ضرور لوٹیں گے	اس کی طرف	اس حال میں کہ	وہ	سرکشی کرتے ہوں	اور ان میں وہ بھی ہیں جو	نکتہ چینی کرتے ہیں آپ ﷺ پر

فِی الصَّدَقٰتِ ج	فَاِنۡ	اُعۡطُوۡا	مِنۡهَا	رَضُوۡا	وَاِنۡ	لَّمۡ يُعۡطَوۡا	مِنۡهَاۤ	اِذَا	هُمۡ
صدقات (کے بارے) میں	پھر اگر	عطا کیا جائے گا ان کو	ان میں سے	تو وہ راضی ہوں	اور اگر	عطا نہ کیا جائے ان کو	ان میں سے	تو جب ہی	وہ

يَسۡخَطُوۡنَ ۵۸	وَلَوۡ	اَنَّهُمۡ	رَضُوۡا	مَاۤ	اٰتٰهُمُ	اللّٰهُ	وَرَسُوۡلُهٗ ۙ	وَقَالُوۡا	حَسۡبُنَا	اللّٰهُ
غصہ کرتے ہیں	اور اگر	یہ کہ وہ لوگ	راضی ہوتے	اس سے جو	دیا ان کو	اللہ نے	اور اس کے رسول نے	اور وہ کہتے	کافی ہے ہم کو	اللہ

سَيُؤۡتِيۡنَا	اللّٰهُ	مِنۡ فَضۡلِهٖ	وَرَسُوۡلُهٗ ۙ	اِنَّاۤ	اِلَى اللّٰهِ	رٰغِبُوۡنَ ۵۹ ع
دے گا ہم کو	اللہ	اپنے فضل سے	اور اس کا رسول بھی	بیشک ہم	اللہ کی طرف ہی	رغبت کرنے والے ہیں

نوٹ:1 آیت۔55 سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں کو مال و دولت سے اس دنیا میں بھی عذاب دیتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا کی محبت میں انہماک انسان کے لیے اس دنیا میں ایک عذاب اور مصیبت بن جاتا ہے۔ دولت حاصل کرنے کے لیے کیسی کیسی محنت و مشقت اور جسمانی وجذباتی کوفت اٹھانی پڑتی ہے کہ نہ دن کا چین نہ رات کی نیند، نہ اپنے تن بدن کی خبر اور نہ اپنے بیوی بچوں میں دل بہلانے کی فرصت۔ پھر اگر دولت حاصل ہوگئی تو اس کو بڑھانے کی فکر بھی دن رات کا عذاب ہے اور اگر ذرا سا نقصان ہو جائے تو غموں کا پہاڑ ٹوٹ پڑتا ہے اور اگر ساری چیزیں خواہش کے مطابق حاصل ہو جائیں تو اس کے گھٹ جانے کا اندیشہ ایک مستقل عذاب ہیں۔ یہ سب عذاب ہی عذاب ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بیوقوف انسان نے راحت کے سامان کو ہی راحت سمجھ لیا ہے اور حقیقی راحت یعنی قلبی سکون و اطمینان کی اس کو ہوا بھی نہ لگی۔ اس لیے وہ سامانِ راحت کو ہی راحت سمجھ کر اس میں مگن رہتا ہے جو حقیقت میں اس کے لیے دنیا کے چین و آرام کا بھی دشمن ہے اور آخرت کے عذاب کا مقدمہ بھی ہے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (60 تا 66)

غ ر م

(س) **غَرۡمًا**: (1) کسی چیز کا کسی سے چمٹ جانا۔ (2) کسی جرم یا غلطی کے بغیر نقصان میں پھنسنا۔ مفت کے تاوان میں پڑنا۔

غَرَامٌ: اسم ذات ہے۔ چمٹ جانے والی چیز۔ ﴿اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۶۵ صلے﴾ (25/ الفرقان:65) ''بیشک اس کا عذاب چمٹنے والی چیز ہے۔''

مَغۡرَمٌ: اسم الظرف کا وزن مَفۡعَلٌ ہے۔ لیکن اسم ذات کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ تاوان۔ چٹی۔ جرمانہ ﴿وَمِنَ الۡاَعۡرَابِ مَنۡ يَّتَّخِذُ مَا يُنۡفِقُ مَغۡرَمًا﴾ (9/ التوبہ:98) اور دیہاتیوں میں وہ بھی ہیں جو بناتے ہیں یعنی سمجھتے ہیں اس کو جو وہ خرچ کرتے ہیں ایک جرمانہ۔''

غَارِمٌ اسم الفاعل ہے۔ تاوان میں پھنسنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔60

(افعال) اِغْرَامًا کسی پر تاوان ڈالنا۔

مُغْرَمٌ اسم المفعول ہے۔ تاوان ڈالا ہوا۔﴿ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴾ (56/ الواقعۃ:66) ''بیشک ہم ضرور تاوان ڈالے گئے ہیں۔''

ترکیب

(آیت۔60) اَلْمَسٰکِیْنِ، اَلْعٰمِلِیْنَ، اَلْمُؤَلَّفَۃِ، اَلْغٰرِمِیْنَ اور اِبْنِ السَّبِیْلِ، یہ سب لِلْفُقَرَاءِ کے حرف جر پر عطف ہونے کی وجہ سے جر میں ہیں۔ اَلْمُؤَلَّفَۃِ اسم المفعول نے فعل کا عمل کیا ہے اور قُلُوْبُھُمْ اس کا نائب فاعل ہونے کی وجہ سے حالت رفع میں ہے (آیت۔61)۔ اُذُنُ مضاف اور خَیْرٍ اس کا مضاف الیہ ہے۔ یُؤْمِنُ کی ضمیر فاعلی اَلنَّبِیَّ کے لیے ہے۔ (آیت:64) اَنْ یُّرْضُوْہُ میں ضمیر مفعولی واحد لا کر ظاہر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق اور اس کے رسول کا حق ایک ہی بات ہے۔ (آیت۔63) اَنَّہٗ ضمیر الشان ہے (آیت۔64) عَلَیْھِمْ اور تُنَبِّئُھُمْ میں ھُمْ کی ضمیریں مومنوں کے لیے ہیں جبکہ قُلُوْبِھِمْ کی ضمیر منافقوں کے لیے ہے۔

ترجمہ

اِنَّمَا	الصَّدَقٰتُ	لِلْفُقَرَآءِ	وَالْمَسٰکِیْنِ	وَالْعٰمِلِیْنَ عَلَیْھَا
کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	صدقات	فقیروں کے لیے ہیں	اور مسکینوں کے لیے ہیں	اور اس پر کام کرنے والوں کے لیے ہیں

وَالْمُؤَلَّفَۃِ	قُلُوْبُھُمْ	وَفِی الرِّقَابِ	وَالْغٰرِمِیْنَ	وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ
اور جوڑا ہوا ہونے کے لیے ہیں	انکے دلوں کو	اور گردنوں (کو چھڑانے) میں	اور تاوان میں پھنسنے والوں کے لیے ہیں	اور اللہ کی راہ میں (خرچ) کے لیے ہیں

وَابْنِ السَّبِیْلِ	فَرِیْضَۃً	مِّنَ اللّٰہِ	وَاللّٰہُ	عَلِیْمٌ	حَکِیْمٌ ﴿۶۰﴾	وَمِنْھُمُ الَّذِیْنَ	یُؤْذُوْنَ
اور مسافروں کے لیے ہیں	فرض ہوتے ہوئے	اللہ (کی طرف) سے	اور اللہ	جاننے والا ہے	حکمت والا ہے	اور ان میں وہ بھی ہیں جو	ایذا پہنچاتے ہیں

النَّبِیَّ	وَیَقُوْلُوْنَ	ھُوَ	اُذُنٌ	قُلْ	اُذُنُ خَیْرٍ	لَّکُمْ	یُؤْمِنُ	بِاللّٰہِ	وَیُؤْمِنُ	لِلْمُؤْمِنِیْنَ
ان نبی کو	اور وہ کہتے ہیں	وہ	ایک کان ہیں	آپؐ کہیے	خیر کا کان ہے	تمہارے لیے	وہؐ ایمان رکھتے ہیں	اللہ پر	اور وہؐ بات مانتے ہیں	مومنوں کی

وَرَحْمَۃٌ	لِّلَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	مِنْکُمْ	وَالَّذِیْنَ	یُؤْذُوْنَ	رَسُوْلَ اللّٰہِ	لَھُمْ	عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۶۱﴾
اور رحمت ہیں	ان کے لیے جو	ایمان لائے	تم میں سے	اور وہ لوگ جو	ایذا پہنچاتے ہیں	اللہ کے رسولؐ کو	ان کے لیے	ایک دردناک عذاب ہے

یَحْلِفُوْنَ	بِاللّٰہِ	لَکُمْ	لِیُرْضُوْکُمْ	وَ	اللّٰہُ	وَرَسُوْلُہٗ	اَحَقُّ	اَنْ	یُّرْضُوْہُ	اِنْ
وہ لوگ قسم کھاتے ہیں	اللہ کی	تم سے	تاکہ وہ راضی کریں تم کو	حالانکہ	اللہ	اور اس کا رسولؐ	زیادہ حقدار ہیں	کہ	وہ راضی کریں ان کو	اگر

کَانُوْا	مُؤْمِنِیْنَ ﴿۶۲﴾	اَ	لَمْ یَعْلَمُوْٓا	اَنَّہٗ	مَنْ	یُّحَادِدِ	اللّٰہَ	وَرَسُوْلَہٗ	فَاَنَّ	لَہٗ
وہ ہیں	ایمان لانے والے	کیا	انہوں نے نہیں جانا	کہ حقیقت یہ ہے کہ	جو	مخالفت کرتا ہے	اللہ کی	اور اس کی رسولؐ کی	تو یہ کہ	اس کے لیے

نَارَ جَھَنَّمَ	خَالِدًا	فِیْھَا	ذٰلِکَ	الْخِزْیُ الْعَظِیْمُ ﴿۶۳﴾	یَحْذَرُ	الْمُنٰفِقُوْنَ	اَنْ	تُنَزَّلَ
جہنم کی آگ ہے	ہمیشہ رہنے والا ہوتے ہوئے	اس میں	یہ	ہی بڑی رسوائی ہے	ڈرتے ہیں	منافق لوگ	کہ	اتاری جائے

عَلَيۡهِمۡ	سُوۡرَةٌ	تُنَبِّئُهُمۡ	بِمَا	فِيۡ قُلُوۡبِهِمۡ ؕ	قُلِ	اسۡتَهۡزِءُوۡا ۚ	اِنَّ اللّٰهَ	مُخۡرِجٌ
ان (مومنوں) پر	کوئی سورہ	جو خبر دے ان کو	اس کی جو	ان (منافقوں) کے دلوں میں ہے	آپؐ کہیے	مذاق اڑا لو	یقیناً اللہ	نکالنے والا ہے

مَّا	تَحۡذَرُوۡنَ ﴿۶۴﴾	وَلَئِنۡ	سَاَلۡتَهُمۡ	لَيَقُوۡلُنَّ	اِنَّمَا	كُنَّا نَخُوۡضُ	وَنَلۡعَبُ ؕ
اس کو جس سے	تم لوگ ڈرتے ہو	اور بیشک اگر	آپؐ پوچھیں ان سے	تو یہ لازماً کہیں گے	کچھ نہیں	ہم تو بس گپ شپ کرتے تھے	اور کھیلتے تھے

قُلۡ	اَ	بِاللّٰهِ	وَاٰيٰتِهٖ	وَرَسُوۡلِهٖ	كُنۡتُمۡ تَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿۶۵﴾	لَا تَعۡتَذِرُوۡا	قَدۡ كَفَرۡتُمۡ	بَعۡدَ اِيۡمَانِكُمۡ ؕ
آپؐ کہیے	کیا	اللہ سے	اور اس کی آیات	اور اس کے رسولؐ سے	تم لوگ استہزا کرتے تھے	بہانے مت تراشو	تم لوگ کفر کر چکے ہو	اپنے ایمان کے بعد

اِنۡ	نَّعۡفُ	عَنۡ طَآئِفَةٍ	مِّنۡكُمۡ	نُعَذِّبۡ	طَآئِفَةًۢ	بِاَنَّهُمۡ	كَانُوۡا	مُجۡرِمِيۡنَ ﴿۶۶﴾ ع
اگر	ہم درگزر کریں	کسی جماعت سے	تم میں سے	تو ہم عذاب دیں گے	کسی جماعت کو	بسبب اس کے کہ وہ لوگ	تھے	جرم کرنے والے

نوٹ:1 آیت۔60 وہ بنیادی آیت ہے جس سے زکوٰۃ کے احکام وضع کیے گئے ہیں اس کی تفصیل مختلف تفاسیر میں دیکھی جاسکتی ہے۔ یہاں ہم صرف چند اہم نکات کی نشاندہی کررہے ہیں ٴہم نے معارف القرآن سے آخذ کیے ہیں۔

(1) اگرچہ قرآن مجید کی آیات میں صدقات کا لفظ عام مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔ جس میں واجب یعنی زکوٰۃ اور نفلی یعنی خیرات، دونوں طرح کے صدقات شامل ہیں مگر اس آیت میں باجماع صحابہؓ و تابعین صدقات فرض یعنی زکوٰۃ ہی کے مصارف کا بیان مراد ہے۔ نفلی صدقات میں روایات کی تصریحات کی بنا پر بہت وسعت ہے اور وہ ان آٹھ مصارف میں منحصر نہیں ہیں جن کا اس آیت میں ذکر ہے۔

(2) ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں زکوٰۃ میں سے کچھ مانگنے کے لیے حاضر ہوا تو آپؐ نے اسے جواب دیا کہ صدقات کی تقسیم کو اللہ تعالیٰ نے کسی نبی یا غیر نبی کے حوالہ نہیں کیا بلکہ خود ہی اس کے آٹھ مصرف متعین فرمادیے ہیں۔ اگر تم ان میں داخل ہو تو تمہیں دے سکتا ہوں۔ (اس سے ثابت ہوگیا کہ زکوٰۃ کے مصارف کے ضمن میں ''اجتہاد'' کا دروازہ ہمیشہ سے بند ہے۔ روشن خیال اور ترقی پسند مسلمانوں کو خواہ کتنا ہی برا لگے۔ مرتب)۔

زکوٰۃ کے مصرف معین کرنے کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے ذریعے زکوٰۃ کے نصاف اور ہر نصاب میں سے مقدار زکوٰۃ ہمیشہ کے لیے متعین کرکے بتادیے اور آپؐ نے اسے صرف زبانی بتانے پر کفایت نہیں فرمائی بلکہ اس کے مفصل فرمان لکھوا کر حضرت عمرؓ اور حضرت عمرو بن حزمؓ کے سپرد فرمائے۔

(3) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ہر مذہب والے پر صفقہ کرو۔ اس لیے نفلی صدقات غیر مسلموں کو بھی دیے جاسکتے ہیں۔ اس کی ساتھ ہی آپؐ ک یہ ہدایات بھی ہے کہ زکوٰۃ صرف مسلمانوں کے اغنیاء سے لی جائے اور ان ہی کے فقراء پر صرف کی جائے۔ اس لیے زکوٰۃ غیر مسلموں کو نہیں دی جاسکتی۔

(4) آج کل اسلامی مدارس اور انجمنوں کے مہتمم یا ان کی طرف سے بھیجے ہوئے سفیر صدقات، زکوٰۃ وغیرہ مدارس اور انے لیے وصول کرتے ہیں، ان کا وہ حکم نہیں جو عالمین صدقہ کا اس آیت میں مذکور ہے۔ ان کو مدارس اور انجمن کی طرف سے جداگانہ تنخواہ دینا ضروری نہیں ہے۔ زکوٰۃ کی رقم سے ان کو تنخواہ نہیں دی جاسکتی۔

(5) زکوٰۃ کا ایک مصرف مؤلفۃ القلوب ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی دلجوئی کے لیے ان کو زکوٰۃ سے حصہ دیا جاتا تھا۔ ایک خیال یہ ہے کہ اس میں مسلم اور غیر مسلم دونوں طرح کے لوگ تھے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جب اسلام کو قوت حاصل ہوگئی تو اس طرح کی تدبیروں کی ضرورت نہ رہی اور مصلحت ختم ہوگئی، اس لیے ایسے لوگوں کا حصہ بھی ختم ہوگیا۔ اس کو بعض فقہا نے اس مصرف کے منسوخ ہو جانے سے تعبیر کیا ہے۔ لیکن اکثریت کی رائے یہ ہے کہ مؤلفۃ القلوب کا مصرف منسوخ نہیں ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اس کو ساقط کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ضرورت باقی نہ رہنے کی وجہ سے لوگوں کا حصہ ساقط کیا گیا تھا لیکن کسی زمانہ میں پھر ایسی ضرورت پیش آجائے تو پھر دیا جاسکتا ہے۔

یہ خیال درست نہیں ہے کہ اس مصرف میں غیر مسلموں کو بھی دیا گیا تھا۔ امام قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں ان سب لوگوں کے نام دیے ہیں جن کی دلجوئی کے لی رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ سے حصہ دیا تھا۔ یہ سب کے سب مسلمان تھے، ان میں کوئی کافر شامل نہیں تا۔ مسلم اور ترمذی کی روایت میں یہ ہے کہ آپ ؐ نے صفوان بن امیہ کو کافر ہونے کے زمانہ میں کچھ عطیات دیے تھے۔ لیکن یہ عطیات زکوٰۃ کے مال سے نہ تھے بلکہ غزوۂ حنین کے مالِ غنیمت کا جو خمس بیت المال میں داخل ہوا تھا، اس میں سے دیے گئے تھے۔

(6) ہر وہ شخص جو کوئی نیک کام یا عبادت کرنا چاہتا ہے اور اس میں مال کی ضرورت ہے تو وہ بھی فی سبیل اللہ میں داخل ہے بشرطیکہ اس کے پاس اتنا مال نہ ہو جس سے اس کام کو پورا کر سکے، جیسے دین کی تعلیم و تبلیغ اور اس کی نشر و اشاعت۔ لیکن کچھ لوگوں نے لفظ ''فی سبیل اللہ'' دیکھ کر زکوٰۃ کے مصارف میں ان تمام کاموں کو داخل کر دیا جو کسی حیثیت سے نیکی یا عبادت ہیں جیسے مساجد، مدارس، شفاخانوں وغیرہ کی تعمیر، کنویں، پل اور سڑکیں بنانا، رفاہی اداروں کے ملازمین کی تنخواہیں وغیرہ۔ یہ سراسر غلط اور اجماع امت کے خلاف ہے۔ اگر زکوٰۃ کے مصرف میں اتنا عموم ہوتا کہ تمام طاعات و عبادات اور ہر قسم کی نیکی پر خرچ کرنا اس میں داخل ہو تو پھر قرآن میں آٹھ مصرفوں کا بیان بالکل فضول ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ فی سبیل اللہ کے لغوی ترجمہ سے ناواقف لوگوں کو جو عموم سمجھ میں آتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مراد نہیں ہے بلکہ مراد وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کے بیان اور صحابۂ کرامؓ کی تصریحات سے ثابت ہے۔

(7) جمہور فقہا اس پر متفق ہیں کہ زکوٰۃ کے آٹھ مصارف میں بھی زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے یہ شرط ہے کہ کسی مستحق کو مالِ زکوٰۃ پر مالکانہ قبضہ دیا جائے۔ اس کے بغیر زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ اسی وجہ سے جمہور فقہا اس پر متفق ہیں کہ مساجد، مدارس وغیرہ کی تعمیر پر یا ان کی دوسری ضرویات پر زکوٰۃ خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ یتیم خانوں میں اگر یتیموں کا کھانا، کپڑا وغیرہ مالکانہ حیثیت سے دیا جائے تو اس حد تک زکوٰۃ کی رقم خرچ ہو سکتی ہے۔ اسی طرح سے شفاخانوں میں جو دوا غرباء کو مالکانہ حیثیت سے دی جائے، اس کی قیمت رقم زکوٰۃ میں محسوب ہو سکتی ہے۔ لیکن لاوارث میت کا کفن رقم زکوٰۃ سے نہیں لگایا جاسکتا، کیونکہ میت میں مالک ہونے کی صلاحیت نہیں ہے۔

۞۞۞

62/3/4

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

964

آیت نمبر (67 تا 72)

ع د ن

(ض۔ن) عَدْنًا کسی جگہ کو وطن بنانا۔

عَدْنٌ بہشت کے ایک مقام کا نام۔زیر مطالعہ۔آیت۔72

عَدَنٌ ملک یمن کے ایک شہر کا نام۔قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا۔

ترکیب

(آیت۔68) حَسْبُهُمْ کی تمیز محذوف ہے جو جَزَاءً ہو سکتی ہے۔(آیت۔70) نَبَاُ مضاف ہے۔اَلَّذِيْنَ اس کا مضاف الیہ ہے۔ قَوْمِ، اَصْحٰبِ اور اَلْمُؤْتَفِكٰتِ کی جر بتا رہی ہے کہ یہ اَلَّذِيْنَ کا بدل ہیں اور نَبَاُ پر عطف ہیں۔(آیت۔72) وَعَدَ کے دو مفعول آتے ہیں۔کس سے وعدہ کیا اور کس چیز کا وعدہ کیا۔یہاں وَعَدَ کے مفعول اول اَلْمُؤْمِنِيْنَ اور اَلْمُؤْمِنٰتِ ہیں جبکہ جَنّٰتٍ اور مَسٰكِنَ طَيِّبَةً مفعول ثانی ہیں۔

ترجمہ

الْمُنٰفِقُوْنَ	وَالْمُنٰفِقٰتُ	بَعْضُهُمْ	مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ	يَاْمُرُوْنَ
منافق مرد	اور منافق عورتیں،	ان کے بعض	بعض میں سے ہیں (یعنی ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں)	وہ لوگ ترغیب دیتے ہیں

بِالْمُنْكَرِ	وَيَنْهَوْنَ	عَنِ الْمَعْرُوْفِ	وَيَقْبِضُوْنَ	اَيْدِيَهُمْ ۭ	نَسُوا	اللّٰهَ	فَنَسِيَهُمْ ۭ
برائی کی	اور منع کرتے ہیں	بھلائی سے	اور سیکڑتے ہیں	اپنے ہاتھوں کو	وہ لوگ بھول گئے	اللہ کو	تو وہ (یعنی اللہ) بھول گیا ان کو

اِنَّ	الْمُنٰفِقِيْنَ	هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝67	وَعَدَ	اللّٰهُ	الْمُنٰفِقِيْنَ	وَالْمُنٰفِقٰتِ	وَالْكُفَّارَ	نَارَ جَهَنَّمَ
بیشک	منافق لوگ	ہی نافرمانی کرنے والے ہیں	وعدہ کیا	اللہ نے	منافق مردوں سے	اور منافق عورتوں سے	اور کافروں سے	جہنم کی آگ کا

خٰلِدِيْنَ	فِيْهَا ۭ	هِيَ	حَسْبُهُمْ ۚ	وَلَعَنَهُمُ	اللّٰهُ ۚ	وَلَهُمْ
ہمیشہ رہنے والے ہوتے ہوئے	اس میں	وہ	ان کو کافی ہے (بطور بدلہ کے)	اور ان پر لعنت کی	اللہ نے	اور ان کے لیے

عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝68	كَالَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِكُمْ	كَانُوْٓا	اَشَدَّ	مِنْكُمْ	قُوَّةً	وَّاَكْثَرَ	اَمْوَالًا
ایک قائم رہنے والا عذاب ہے	انکی مانند جو	تم لوگوں سے پہلے تھے	وہ لوگ تھے	زیادہ سخت	تم سے	بلحاظ قوت کے	اور زیادہ کثرت والے	بلحاظ مال کے

وَّاَوْلَادًا ۭ	فَاسْتَمْتَعُوْا	بِخَلَاقِهِمْ	فَاسْتَمْتَعْتُمْ	بِخَلَاقِكُمْ
اور اولاد کے	تو انہوں نے فائدہ اٹھایا	اپنے حصے سے	پھر تم لوگوں نے فائدہ اٹھایا	اپنے حصے سے

كَمَا	اسْتَمْتَعَ	الَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِكُمْ	بِخَلَاقِهِمْ
اس کی مانند جو	فائدہ اٹھایا	انہوں نے جو	تم سے پہلے تھے	اپنے حصے سے

وَخُضْتُمْ	كَالَّذِيْ	خَاضُوْا ؕ	اُولٰٓئِكَ	حَبِطَتْ	اَعْمَالُهُمْ	فِي الدُّنْيَا	وَالْاٰخِرَةِ ۚ
اور تم لوگ بھی گھسے	جیسے وہ لوگ	گھستے تھے	وہ لوگ ہیں	اکارت گئے	جن کے اعمال	دنیا میں	اور آخرت میں

وَاُولٰٓئِكَ	هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٦٩﴾	اَلَمْ يَاْتِهِمْ	نَبَاُ الَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِهِمْ	قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۬
اور وہ لوگ	ہی خسارہ پانے والے ہیں	کیا نہیں پہنچی ان کو	ان لوگوں کی خبر جو	ان سے پہلے تھے	ثمود اور عاد اور نوح کی قوم کی خبر

وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ	وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ	وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ	اَتَتْهُمْ	رُسُلُهُمْ	بِالْبَيِّنٰتِ ۚ
اور ابراہیم کی قوم کی (خبر)	اور مدین والوں کی (خبر)	اور الٹ جانے والی (بستیوں) کی (خبر)	پہنچے ان کے پاس	ان کے رسول	واضح (نشانیوں) کے ساتھ

فَمَا كَانَ	اللّٰهُ	لِيَظْلِمَهُمْ	وَلٰكِنْ	كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٧٠﴾	وَالْمُؤْمِنُوْنَ	وَالْمُؤْمِنٰتُ	بَعْضُهُمْ
تو نہیں ہے	اللہ	کہ وہ ظلم کرتا ان پر	اور لیکن	وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے	اور مومن مرد	اور مومن عورتیں،	ان کے بعض

اَوْلِيَآءُ	بَعْضٍ ۘ	يَاْمُرُوْنَ	بِالْمَعْرُوْفِ	وَيَنْهَوْنَ	عَنِ الْمُنْكَرِ	وَيُقِيْمُوْنَ	الصَّلٰوةَ	وَيُؤْتُوْنَ
کارساز ہیں	بعض کے	ترغیب دیتے ہیں	بھلائی کی	اور منع کرتے ہیں	برائی سے	اور قائم کرتے ہیں	نماز کو	اور پہنچاتے ہیں

الزَّكٰوةَ	وَيُطِيْعُوْنَ	اللّٰهَ	وَرَسُوْلَهٗ ؕ	اُولٰٓئِكَ	سَيَرْحَمُهُمُ	اللّٰهُ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ	عَزِيْزٌ
زکوٰۃ کو	اور اطاعت کرتے ہیں	اللہ کی	اور اُس کے رسول کی	وہ لوگ ہیں	رحم کرے گا جن پر	اللہ	بیشک اللہ	بالادست ہے

حَكِيْمٌ ﴿٧١﴾	وَعَدَ	اللّٰهُ	الْمُؤْمِنِيْنَ	وَالْمُؤْمِنٰتِ	جَنّٰتٍ	تَجْرِيْ	مِنْ تَحْتِهَا	الْاَنْهٰرُ
حکمت والا ہے	وعدہ کیا	اللہ نے	مومن مردوں سے	اور مومن عورتوں سے	ایسے باغات کا	بہتی ہیں	جن کے نیچے	نہریں

خٰلِدِيْنَ	فِيْهَا	وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً	فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ	وَرِضْوَانٌ	مِّنَ اللّٰهِ	اَكْبَرُ ؕ
ہمیشہ رہنے والے ہوتے ہوئے	اس میں	اور پاکیزہ ٹھکانوں کا	عدن کے باغات میں	اور رضامندی	اللہ (کی طرف) سے	سب سے بڑی ہے

ذٰلِكَ	هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٧٢﴾ ع
یہ	ہی عظیم کامیابی ہے

آیت نمبر (73 تا 80)

ترکیب

(آیت۔76) اَتٰىھُمْ میں ھُمْ کی ضمیر اَتٰی کا مفعول اول ہے جبکہ اس کا مفعول ثانی محذوف ہے جو کہ مَالًا ہوسکتا ہے، بَخِلُوْا بِهٖ میں بِهٖ کی ضمیر اسی مفعول محذوف یعنی مَالًا کے لیے ہے۔ (آیت۔77) اِلٰی یَوْمٍ نہیں آیا بلکہ اِلٰی یَوْمِ آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ یَوْمِ مضاف ہی اور یَلْقَوْنَهٗ پورا جملہ فعلیہ مضاف الیہ ہے۔ یہ عربی کی مخصوص ترکیب ہے جو اردو میں مستعمل نہیں ہے۔ اس لیے یَلْقَوْنَ کا ترجمہ مضارع کے طور پر کرنے کے بجائے مصدر کے طور پر کرنا اردو محاورہ کی مجبوری ہے۔ (آیت۔80) اَوْلَا

تَسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ کے آگے سَوَآءٌ عَلَيۡهِمۡ محذوف ہے۔ اِنۡ تَسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ کا مفعول مطلق اِسۡتِغۡفَارًا محذوف ہے۔ اس کی جگہ پر آنے کی وجہ سے سَبۡعِيۡنَ حالتِ نصب میں ہے۔

ترجمہ

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ	جَاهِدِ	الۡکُفَّارَ	وَالۡمُنٰفِقِیۡنَ	وَاغۡلُظۡ	عَلَیۡهِمۡ ؕ	وَمَاۡوٰىهُمۡ	جَهَنَّمُ ؕ
اے نبیؐ	آپ کشمکش کریں	کافروں سے	اور منافقوں سے	اور آپ سخت ہوں	ان پر	اور ان کا ٹھکانہ	جہنم ہے

وَبِئۡسَ	الۡمَصِیۡرُ ﴿۷۳﴾	یَحۡلِفُوۡنَ	بِاللّٰهِ	مَا قَالُوۡا ؕ	وَ	لَقَدۡ قَالُوۡا	کَلِمَةَ الۡکُفۡرِ
اور کتنا برا ہے وہ	لوٹنے کا ٹھکانہ	وہ لوگ قسم کھاتے ہیں	اللہ کی	(کہ) انہوں نے نہیں کہا	حالانکہ	یقیناً وہ کہہ چکے ہیں	کفر کی بات

وَکَفَرُوۡا	بَعۡدَ اِسۡلَامِهِمۡ	وَهَمُّوۡا	بِمَا	لَمۡ یَنَالُوۡا ۚ	وَمَا نَقَمُوۡۤا	اِلَّاۤ	اَنۡ
اور انہوں نے کفر کیا	اپنے اسلام کے بعد	اور انہوں نے ارادہ کیا	اس (چیز) کا جو	نہیں پہنچی (ان کو)	اور انہیں برا نہیں لگا	مگر	(یہ) کہ

اَغۡنٰىهُمُ	اللّٰهُ	وَرَسُوۡلُهٗ	مِنۡ فَضۡلِهٖ ۚ	فَاِنۡ	یَّتُوۡبُوۡا	یَكُ	خَیۡرًا	لَّهُمۡ ۚ	وَاِنۡ
غنی کیا ان کو	اللہ نے	اور اسکے رسول نے	اپنے فضل سے	پس اگر	یہ لوگ توبہ کریں	تو یہ ہوگا	بہتر	ان کے لیے	اور اگر

یَّتَوَلَّوۡا	یُعَذِّبۡهُمُ	اللّٰهُ	عَذَابًا اَلِیۡمًا ۙ	فِی الدُّنۡیَا	وَالۡاٰخِرَةِ ۚ	وَمَا لَهُمۡ	فِی الۡاَرۡضِ
وہ روگردانی کریں گے	تو عذاب دے گا ان کو	اللہ	ایک دردناک عذاب	دنیا میں	اور آخرت میں	اور ان کے لیے نہیں ہے	زمین میں

مِنۡ وَّلِیٍّ	وَّلَا نَصِیۡرٍ ﴿۷۴﴾	وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ	عٰهَدَ	اللّٰهَ	لَئِنۡ	اٰتٰىنَا	مِنۡ فَضۡلِهٖ
کسی قسم کا کوئی کارساز	اور نہ ہی کوئی مددگار	اور ان میں وہ بھی ہیں جنہوں نے	معاہدہ کیا	اللہ سے	(کہ) بیشک اگر	اس نے دیا ہم کو	اپنے فضل سے

لَنَصَّدَّقَنَّ	وَلَنَکُوۡنَنَّ	مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۷۵﴾	فَلَمَّاۤ	اٰتٰىهُمۡ	مِّنۡ فَضۡلِهٖ	بَخِلُوۡا
تو ہم لازماً صدقہ خیرات کریں گے	اور ہم لازماً ہوجائیں گے	صالح لوگوں میں سے	پھر جب	اس نے دیا ان کو	اپنے فضل سے	تو انہوں نے بخل کیا

بِهٖ	وَتَوَلَّوۡا	وَّهُمۡ	مُّعۡرِضُوۡنَ ﴿۷۶﴾	فَاَعۡقَبَهُمۡ	نِفَاقًا	فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ	اِلٰی یَوۡمِ یَلۡقَوۡنَهٗ
اسکے ساتھ	اور روگردانی کی	اور وہ	اعراض کرنے والے (ہی) تھے	تو اس نے بدلے میں دیا انکو	ایک نفاق	انکے دلوں میں	اس سے ملنے کے دن تک

بِمَاۤ	اَخۡلَفُوا	اللّٰهَ	مَا	وَعَدُوۡهُ	وَبِمَا	کَانُوۡا یَکۡذِبُوۡنَ ﴿۷۷﴾	اَلَمۡ یَعۡلَمُوۡۤا
بسبب اس کے جو	انہوں نے خلاف کیا	اللہ سے	اسکے جو	انہوں نے وعدہ کیا	اور بسبب اسکے جو	وہ جھوٹ بولا کرتے تھے	کیا انہوں نے نہیں جانا

اَنَّ	اللّٰهَ	یَعۡلَمُ	سِرَّهُمۡ	وَنَجۡوٰىهُمۡ	وَاَنَّ	اللّٰهَ	عَلَّامُ الۡغُیُوۡبِ ﴿۷۸﴾ ۚ	اَلَّذِیۡنَ	یَلۡمِزُوۡنَ
کہ	اللہ	جانتا ہے	ان کے راز کو	اور انکی سرگوشی کو	اور یہ کہ	اللہ	غیب (کی باتوں) کا خوب جاننے والا ہے	وہ لوگ جو	عیب جوئی کرتے ہیں

الۡمُطَّوِّعِیۡنَ	مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ	فِی الصَّدَقٰتِ	وَالَّذِیۡنَ	لَا یَجِدُوۡنَ	اِلَّا	جُهۡدَهُمۡ
نفلی عبادت کرنیوالوں کی	مومنوں میں سے	صدقہ خیرات (کے بارے) میں	اور ان کی جو	نہیں پاتے	مگر	اپنی محنت (کی مزدوری) کو

فَیَسْخَرُوْنَ	مِنْهُمْ	سَخِرَ	اللّٰهُ	مِنْهُمْ	وَلَهُمْ	عَذَابٌ اَلِیْمٌ	اِسْتَغْفِرْ	لَهُمْ	اَوْ
تو وہ تمسخر کرتے ہیں	ان سے	تمسخر کیا	اللہ نے	ان سے	اور ان کے لیے	ایک دردناک عذاب ہے	آپؐ استغفار کریں	ان کے لیے	یا

لَا تَسْتَغْفِرْ	لَهُمْ	اِنْ	تَسْتَغْفِرْ	لَهُمْ	سَبْعِیْنَ مَرَّةً	فَلَنْ یَّغْفِرَ	اللّٰهُ
آپؐ استغفار نہ کریں	ان کے لیے (برابر ہے)	اگر	آپؐ استغفار کریں گے	ان کے لیے	ستر مرتبہ	تو (بھی) ہرگز معاف نہیں کرے گا	اللہ

لَهُمْ	ذٰلِكَ	بِاَنَّهُمْ	كَفَرُوْا	بِاللّٰهِ	وَرَسُوْلِهٖ	وَاللّٰهُ	لَا یَهْدِی	الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ
ان کو	یہ	اس سبب سے کہ انہوں نے	ناشکری کی	اللہ کی	اور اسکے رسول کی	اور اللہ	ہدایت نہیں دیتا	نافرمانی کرنے والوں کو

نوٹ: 1 آیت۔ 73 میں کفار اور منافقین سے جہاد اور اس میں شدت اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کفار سے جہاد کا معاملہ تو واضح ہے، جبکہ منافقین سے جہاد کا مطلب رسول اللہ ﷺ کے عمل سے یہ ثابت ہوا کہ ان کے ساتھ جہاد سے مراد زبانی جہاد ہے، کہ ان کو اسلام کے سمجھنے کی دعوت دیں تا کہ وہ اپنے دعوئ اسلام میں مخلص ہو جائیں۔

وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ میں لفظ غِلَظ کے معنی یہ ہیں کہ مخاطب جس طرز عمل کا مستحق ہے اس میں کوئی رعایت اور نرمی نہ برتی جائے۔ امام قرطبی نے فرمایا کہ اس جگہ لفظ غِلَظ استعمال کرنے سے عملی سختی مراد ہے کہ ان پر احکام شرعیہ جاری کرنے میں کوئی رعایت اور نرمی نہ برتی جائے۔ زبان اور کلام میں سختی اختیار کرنا مراد نہیں ہے کیونکہ یہ سنت انبیاء کے خلاف ہے، وہ کسی سے سخت کلامی نہیں کرتے۔ رسول اللہ ﷺ کے عمل میں بھی کہیں یہ ثابت نہیں کہ کفار و منافقین سے گفتگو اور خطاب میں کبھی سختی اختیار فرمائی ہو۔

افسوس کہ خطاب اور کلام میں سختی کو کفار کے مقابلہ میں بھی اسلام نے اختیار نہیں کیا، لیکن آج کل کے مسلمان دوسرے مسلمانوں کے بارے میں بے دھڑک استعمال کرتے ہیں اور بہت سے لوگ تو اس کو دین کی خدمت سمجھ کر خوش ہوتے ہیں۔ (معارف القرآن)۔

آیت نمبر (81 تا 89)

ب ک ی

(ض) بُكَاءً: رونا۔ ﴿ فَمَا بَكَتْ عَلَیْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ ﴾ (44/الدخان: 29) ''تو نہ روئے ان پر آسمان اور زمین۔''

بَاكٍ: ج: بُكِیٌّ۔ فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ﴿ سُجَّدًا وَّ بُكِیًّا ﴾ (19/مریم: 58) ''سجدہ کرنے والے اور رونے والے ہوتے ہوئے۔''

(افعال) اِبْكَاءً: کسی کو رلانا۔ ﴿ وَ اَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَ اَبْكٰی ﴾ (53/النجم: 43) ''اور یہ کہ وہ ہنساتا ہے اور رلاتا ہے۔''

ق ب ر

(ض۔ ن) قَبْرًا: میت کو دفن کرنا۔

قَبْرٌ: ج: قُبُوْرٌ۔ اسم ذات بھی ہے۔ قبر۔ زیر مطالعہ آیت۔ 84۔ ﴿ وَ اَنَّ اللّٰهَ یَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ ﴾ (22/الحج: 7) ''اور یہ کہ اللہ اٹھائے گا ان کو جو قبروں میں ہیں۔''

مَقۡبَرَۃٌ : ج: مَقَابِرُ۔ اسم الظرف ہے۔ دفن کرنے کی جگہ۔ قبرستان۔ ﴿ حَتّٰی زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ ﴾ (102/التکاثر:2) ''یہاں تک کہ تم لوگوں نے دیکھا قبرستانوں کو۔''

(افعال) **اِقۡبَارًا** : کسی کے لیے قبر مہیا کرنا۔ دفن کرانا۔ ﴿ ثُمَّ اَمَاتَہٗ فَاَقۡبَرَہٗ ﴾ (80/عبس:21) ''پھر اس نے موت دی اس کو پھر اس نے دفن کرایا اس کو۔''

ترکیب

(آیت۔81) خِلٰفَ ظرف کے معنی میں بھی آتا ہے اور باب مفاعلہ کا مصدر بھی ہے۔ یہاں دونوں معانی لینے کی گنجائش ہے اس لیے دونوں ترجمے درست مانے جائیں گے۔ ہم ظرف کے معنی میں ترجمہ کریں گے۔ خِلٰفَ کی نصب ظرف ہونے کی وجہ سے بھی ہوسکتی ہے اور اگر اس کو باب مفاعلہ کا مصدر مانیں تو پھر حال یا مفعول لہٗ ہونے کی وجہ سے۔ کَانُوۡا یَفۡقَهُوۡنَ کے شروع میں لَوۡ آجانے کی وجہ سے اس کے ماضی استمراری ہونے کی گنجائش نہیں رہی۔ اس لیے یہاں کَانُوۡا فعل ناقص ہے، اس کا اسم اس میں شامل هُمۡ کی ضمیر ہے اور یَفۡقَهُوۡنَ جملہ فعلیہ ہو کر اس کی خبر ہے۔ (آیت۔83) اَوَّلَ مَرَّۃٍ میں اَوَّلَ کی نصب اس کے ظرف ہونے کی وجہ سے ہے۔ (آیت۔84) اَحَدٍ نکرہ موصوفہ ہے اور مَاتَ اس کی صفت ہے۔

ترجمہ

فَرِحَ	الۡمُخَلَّفُوۡنَ	بِمَقۡعَدِهِمۡ	خِلٰفَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ	وَكَرِهُوۡۤا	اَنۡ	یُّجَاهِدُوۡا
خوش ہوئے	پیچھے چھوڑے ہوئے لوگ	اپنے بیٹھ رہنے پر	اللہ کے رسول کے پیچھے	اور انہوں نے ناپسند کیا	کہ	وہ جہاد کریں

بِاَمۡوَالِهِمۡ	وَاَنۡفُسِهِمۡ	فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ	وَقَالُوۡا	لَا تَنۡفِرُوۡا	فِی الۡحَرِّ	قُلۡ	نَارُ جَهَنَّمَ
اپنے مالوں سے	اور اپنی جانوں سے	اللہ کی راہ میں	اور انہوں نے کہا	تم لوگ مت نکلو	گرمی میں	آپ کہہ دیجئے	جہنم کی آگ

اَشَدُّ	حَرًّا	لَوۡ	كَانُوۡا یَفۡقَهُوۡنَ ﴿۸۱﴾	فَلۡیَضۡحَكُوۡا	قَلِیۡلًا	وَّلۡیَبۡكُوۡا	كَثِیۡرًا	جَزَآءًۢ
سب سے سخت ہے	بلحاظ گرمی کے	کاش	وہ لوگ سمجھتے ہوتے	پس چاہیے کہ وہ لوگ ہنسیں	تھوڑا	اور روویں	زیادہ	بدلہ ہوتے ہوئے

بِمَا	كَانُوۡا یَكۡسِبُوۡنَ ﴿۸۲﴾	فَاِنۡ	رَّجَعَكَ	اللّٰهُ	اِلٰی طَآئِفَةٍ	مِّنۡهُمۡ	فَاسۡتَاۡذَنُوۡكَ
بسبب اس کے جو	وہ لوگ کماتے تھے	پس اگر	لوٹائے آپؐ کو	اللہ	کسی گروہ کی طرف	ان میں سے	پھر وہ اجازت مانگیں آپؐ سے

لِلۡخُرُوۡجِ	فَقُلۡ	لَّنۡ تَخۡرُجُوۡا	مَعِیَ	اَبَدًا	وَّلَنۡ تُقَاتِلُوۡا	مَعِیَ	عَدُوًّا
نکلنے کے لیے	تو آپؐ کہیں	تم لوگ ہرگز مت نکلو	میرے ساتھ	کبھی بھی	اور تم لوگ ہرگز جنگ مت کرو	میرے ساتھ (مل کر)	کسی دشمن سے

اِنَّكُمۡ	رَضِیۡتُمۡ	بِالۡقُعُوۡدِ	اَوَّلَ مَرَّةٍ	فَاقۡعُدُوۡا	مَعَ الۡخٰلِفِیۡنَ ﴿۸۳﴾	وَلَا تُصَلِّ	عَلٰۤی اَحَدٍ	مِّنۡهُمۡ
بیشک تم لوگ	راضی ہوئے	بیٹھ رہنے پر	پہلی مرتبہ	پس تم لوگ بیٹھو	پیچھے رہنے والوں کے ساتھ	اور آپؐ نماز نہ پڑھیں	کسی ایک پر	ان میں سے

مَّاتَ	اَبَدًا	وَّلَا تَقُمۡ	عَلٰی قَبۡرِهٖ	اِنَّهُمۡ	كَفَرُوۡا	بِاللّٰهِ	وَرَسُوۡلِهٖ	وَمَاتُوۡا	وَ
جو مرا	کبھی بھی	اور آپؐ مت کھڑے ہوں	اس کی قبر پر	بیشک انہوں نے	ناشکری کی	اللہ کی	اور اس کے رسول کی	اور وہ مرے	اس حال میں کہ

هُمْ	فٰسِقُوْنَ ﴿۸۴﴾	وَلَا تُعْجِبْكَ	اَمْوَالُهُمْ	وَاَوْلَادُهُمْ ؕ	اِنَّمَا	يُرِيْدُ
وہ لوگ	نافرمانی کرنے والے تھے	اور چاہیے کہ حیرت میں نہ ڈالیں آپ کو	ان کے اموال	اور ان کی اولاد	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	چاہتا ہے

اللّٰهُ	اَنْ	يُّعَذِّبَهُمْ	بِهَا	فِي الدُّنْيَا	وَتَزْهَقَ	اَنْفُسُهُمْ	وَ	هُمْ	كٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾	وَاِذَآ
اللہ	کہ	وہ عذاب دے ان کو	ان سے	دنیا میں	اور نکلیں	ان کی جانیں	اس حال میں کہ	وہ لوگ	کفر کرنے والے ہوں	اور جب کبھی

اُنْزِلَتْ	سُوْرَةٌ	اَنْ	اٰمِنُوْا	بِاللّٰهِ	وَجَاهِدُوْا	مَعَ رَسُوْلِهِ	اسْتَاْذَنَكَ
اتاری جاتی ہے	کوئی سورت	کہ	تم لوگ ایمان لاؤ	اللہ پر	اور جہاد کرو	اس کے رسول کے ساتھ (مل کر)	تو اجازت مانگتے ہیں آپؐ سے

اُولُوا الطَّوْلِ	مِنْهُمْ	وَقَالُوْا	ذَرْنَا	نَكُنْ	مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۸۶﴾	رَضُوْا	بِاَنْ
دولت والے	ان میں سے	اور کہتے ہیں	آپ چھوڑ دیں ہم کو	تو ہم جائیں	بیٹھنے والوں کے ساتھ	وہ لوگ راضی ہوئے	اس پر کہ

يَّكُوْنُوْا	مَعَ الْخَوَالِفِ	وَطُبِعَ	عَلٰى قُلُوْبِهِمْ	فَهُمْ	لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۷﴾	لٰكِنِ
وہ ہوں	پیچھے رہنے والوں کے ساتھ	اور چھاپ لگائی گئی	ان کے دلوں پر	نتیجتاً وہ لوگ	سوجھ بوجھ نہیں رکھتے	لیکن (یعنی جبکہ)

الرَّسُوْلُ	وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	مَعَهٗ	جٰهَدُوْا	بِاَمْوَالِهِمْ	وَاَنْفُسِهِمْ ؕ	وَاُولٰٓئِكَ	لَهُمُ
یہ رسولؐ	اور وہ لوگ جو	ایمان لائے،	انؐ کے ساتھ	جہاد کرتے ہیں	اپنے مالوں سے	اور اپنی جانوں سے	اور وہ لوگ ہیں	جن کے لیے

الْخَيْرٰتُ ؗ	وَاُولٰٓئِكَ	هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸۸﴾	اَعَدَّ	اللّٰهُ	لَهُمْ	جَنّٰتٍ	تَجْرِيْ	مِنْ تَحْتِهَا	الْاَنْهٰرُ
بھلائیاں ہیں	اور وہ لوگ	ہی فلاح پانے والے ہیں	تیار کیے	اللہ نے	ان کے لیے	ایسے باغات	بہتی ہیں	جن کے نیچے سے	نہریں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ	ذٰلِكَ	الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۸۹﴾ ع
ہمیشہ رہنے والے ہوتے ہوئے ان میں	یہ	ہی عظیم کامیابی ہے

آیت نمبر (90 تا 99)

ع ر ب

(ک) **عَرَبًا**: کسی چیز کا صاف اور واضح ہونا۔ فصیح زبان بولنا۔

عَرَبِيٌّ: عرب سے نسبت رکھنے والا۔ عرب کا باشندہ۔ عرب کی زبان۔ ﴿وَهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۳﴾﴾ (16/ النحل: 103) ''اور یہ واضح عربی زبان ہے۔''

اَعْرَابِيٌّ: ج: اَعْرَابٌ۔ صاف اور کھلی فضا میں رہنے والا۔ دیہاتی۔ لیکن یہ لفظ صرف عرب کے دیہاتی کے لیے مختص ہو چکا ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔90۔

عَرُبَۃٌ ج: عُرُبٌ (قرآن مجید میں اس کی جمع عُرُبٌ آئی ہے) محبت ظاہر کرنے والی عورت۔ ﴿عُرُبًا اَتۡرَابًا ۙ﴿۳۷﴾ لِّاَصۡحٰبِ الۡیَمِیۡنِ ﴿۳۸﴾﴾ (56/الواقعہ:37۔38) ''محبت ظاہر کرنے والیاں، ہم عمر ہونے والیاں ہوتے ہوئے داہنی جانب والوں کے لیے۔''

ج	د	ر

(ن) جَدۡرًا دیواروں سے گھرنا۔ دیوار کی اوٹ میں ہونا۔

جِدَارٌ ج: جُدُرٌ۔ اسم ذات ہے۔ دیوار۔ ﴿فَوَجَدَا فِیۡهَا جِدَارًا﴾ (18/الکہف:77) ''تو انہوں نے پائی اس میں ایک دیوار۔'' ﴿اَوۡ مِنۡ وَّرَآءِ جُدُرٍ ؕ﴾ (59/الحشر:14) ''یا دیواروں کے پیچھے سے ہونا۔''

(ک) جَدَارَۃً لائق ہونا۔ اہل ہونا۔

اَجۡدَرُ اَفۡعَلُ تفضیل کے وزن پر صفت ہے۔ بہت لائق۔ بہت اہل۔ زیر مطالعہ آیت۔97۔

ترکیب

(آیت۔91) لَیۡسَ کا اسم مؤخر نکرہ حَرَجٌ ہے۔ اس کی خبر محذوف جو کہ وَاجِبٌ یا ثَابِتٌ ہوسکتی ہے۔ عَلَی الضُّعَفَآءِ سے یُنۡفِقُوۡنَ تک قائم مقام خبر ہے۔ ما نافیہ کا اسم مؤخر نکرہ مِنۡ سَبِیۡلٍ ہے۔ یہ اصلاً سَبِیۡلٌ تھا، اس کو مزید نکرہ کرنے کے لیے مِنۡ لگایا گیا ہے۔ عَلَی الۡمُحۡسِنِیۡنَ قائم مقام خبر ہے۔ (آیت۔92) وَلَا عَلَی الَّذِیۡنَ گذشتہ آیت میں مَا مِنۡ سَبِیۡلٍ کی قائم مقام خبر ہے۔ اِذَا مَا میں مَا ظرفیہ ہے اور ظرف زمان ہے۔ (آیت۔97) اَجۡدَرُ خبر ہے۔ اس کا مبتدا اھُمۡ محذوف ہے۔ (آیت۔99) یَتَّخِذُ کا مفعول اول مَا ہے اور قُرُبٰتٍ اس کا مفعول ثانی ہے۔ صَلَوٰتِ الرَّسُوۡلِ کو یَتَّخِذُ کا مفعول اول بھی مانا جاسکتا ہے اور مفعول ثانی بھی۔ دونوں طرح سے ترجمے درست مانیں جائیں گے۔ ہم مفعول ثانی مان کر ترجمہ کریں گے۔

ترجمہ

وَجَآءَ	الۡمُعَذِّرُوۡنَ	مِنَ الۡاَعۡرَابِ	لِیُؤۡذَنَ	لَهُمۡ	وَقَعَدَ	الَّذِیۡنَ	كَذَبُوا
اور آئے	بہانے بنانے والے	دیہاتیوں میں سے	تاکہ اجازت دی جائے	ان کو	اور بیٹھ رہے	وہ لوگ جنہوں نے	جھوٹ کہا

اللّٰهَ	وَرَسُوۡلَهٗ ؕ	سَیُصِیۡبُ	الَّذِیۡنَ	كَفَرُوۡا	مِنۡهُمۡ	عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۹۰﴾	لَیۡسَ	عَلَی الضُّعَفَآءِ
اللہ سے	اور اس کے رسول سی	آن لگے گا	ان کو جنہوں نے	کفر کیا	ان میں سے	ایک دردناک عذاب	نہیں ہے	کمزوروں پر

وَلَا عَلَی الۡمَرۡضٰی	وَلَا عَلَی الَّذِیۡنَ	لَا یَجِدُوۡنَ	مَا	یُنۡفِقُوۡنَ	حَرَجٌ	اِذَا	نَصَحُوۡا
اور نہ ہی مریضوں پر	اور نہ ہی ان پر جو	نہیں پاتے	اس کو جو	وہ لوگ خرچ کریں	کوئی گناہ	جب کہ	وہ (دل سے) صاف ہوئے

لِلّٰهِ	وَرَسُوۡلِهٖ ؕ	مَا	عَلَی الۡمُحۡسِنِیۡنَ	مِنۡ سَبِیۡلٍ ؕ	وَاللّٰهُ	غَفُوۡرٌ
اللہ کے لیے	اور اس کے رسول کے لیے	نہیں ہے	احسان کرنے والوں پر	کسی قسم کا کوئی الزام	اور اللہ	بے انتہا بخشنے والا ہے

رَّحِیۡمٌ ﴿۹۱﴾	وَّلَا عَلَی الَّذِیۡنَ	اِذَا مَاۤ	اَتَوۡكَ	لِتَحۡمِلَهُمۡ	قُلۡتَ	لَاۤ اَجِدُ	مَاۤ
ہمیشہ رحم کرنے والا ہے	اور نہ ان پر (کوئی الزام ہے) جو	جس وقت	پہنچے آپؐ کے پاس	تاکہ آپؐ سواری دیں ان کو	تو آپؐ نے کہا	میں نہیں پاتا	اس کو

اَحۡمِلُكُمۡ	عَلَيۡهِ ۪	تَوَلَّوْا	وَّ	اَعۡيُنُهُمۡ	تَفِيۡضُ	مِنَ الدَّمۡعِ	حَزَنًا	اَلَّا يَجِدُوۡا
میں سوار کروں تم لوگوں کو	جس پر	وہ لوگ پلٹے	اس حال میں کہ	ان کی آنکھیں	بہتی تھیں	آنسو سے	اس غم میں	کہ وہ نہیں پاتے

مَا	يُنۡفِقُوۡنَ ؕ ۹۲	اِنَّمَا	السَّبِيۡلُ	عَلَى الَّذِيۡنَ	يَسۡتَاۡذِنُوۡنَكَ	وَ	هُمۡ
اس کو جو	وہ خرچ کریں	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	الزام	ان پر ہے جو	اجازت مانگتے آپؐ سے	اس حال میں کہ	وہ لوگ

اَغۡنِيَآءُ ۚ	رَضُوۡا	بِاَنۡ	يَّكُوۡنُوۡا	مَعَ الۡخَوَالِفِ ۙ	وَطَبَعَ	اللّٰهُ	عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ	فَهُمۡ
غنی ہیں	وہ راضی ہوئے	اس پر کہ	وہ ہوں	پیچھے رہنے والیوں کے ساتھ	اور ٹھپہ لگا دیا	اللہ نے	ان کے دلوں پر	نتیجتاً وہ لوگ

لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۹۳	يَعۡتَذِرُوۡنَ	اِلَيۡكُمۡ	اِذَا	رَجَعۡتُمۡ	اِلَيۡهِمۡ ؕ	قُلۡ	لَّا تَعۡتَذِرُوۡا
علم نہیں رکھتے	وہ لوگ معذرت پیش کریں گے	تمہاری طرف	جب	تم لوگ لوٹو گے	ان کی طرف	آپ کہہ دیجئے	تم لوگ معذرت مت کرو

لَنۡ نُّؤۡمِنَ	لَـكُمۡ	قَدۡ نَبَّاَنَا	اللّٰهُ	مِنۡ اَخۡبَارِكُمۡ ؕ	وَسَيَرَى	اللّٰهُ	عَمَلَكُمۡ
ہم ہرگز نہیں مانیں گے	تمہاری بات	ہمیں بتا دیا ہے	اللہ نے	تمہاری خبروں میں سے	اور دیکھے گا	اللہ	تمہارے عمل کو

وَرَسُوۡلُهٗ	ثُمَّ	تُرَدُّوۡنَ	اِلٰى عٰلِمِ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ	فَيُنَبِّئُكُمۡ	بِمَا	كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ۹۴
اور اس کا رسول (بھی)	پھر	تم لوگ لوٹائے جاؤ گے	موجود اور غائب کے جاننے والے کی طرف	پھر وہ جتلا دے گا تمہیں	وہ جو	تم لوگ کرتے تھے

سَيَحۡلِفُوۡنَ	بِاللّٰهِ	لَـكُمۡ	اِذَا	انۡقَلَبۡتُمۡ	اِلَيۡهِمۡ	لِتُعۡرِضُوۡا	عَنۡهُمۡ ؕ	فَاَعۡرِضُوۡا
وہ لوگ قسم کھائیں گے	اللہ کی	تمہارے لیے (یعنی سامنے)	جب	تم لوگ پلٹو گے	انکی طرف	تاکہ تم لوگ درگزر کرو	ان سے	تو تم لوگ اعراض کرو

عَنۡهُمۡ ؕ	اِنَّهُمۡ	رِجۡسٌ ۚ	وَّمَاۡوٰٮهُمۡ	جَهَنَّمُ ۚ	جَزَآءًۢ	بِمَا	كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ ۹۵	يَحۡلِفُوۡنَ	لَـكُمۡ
ان سے	بیشک وہ سب	نجس ہیں	اور ان کا ٹھکانہ	جہنم ہے	بدلہ ہوتے ہوئے	اس کا جو	وہ کماتے تھے	وہ قسم کھائیں گے	تمہارے سامنے

لِتَرۡضَوۡا	عَنۡهُمۡ ۚ	فَاِنۡ	تَرۡضَوۡا	عَنۡهُمۡ	فَاِنَّ	اللّٰهَ	لَا يَرۡضٰى	عَنِ الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِيۡنَ ۹۶
تاکہ تم لوگ راضی ہو جاؤ	ان سے	پس اگر	تم لوگ راضی ہو گے	ان سے	تو بیشک	اللہ	راضی نہیں ہو گا	نافرمانی کرنے والے لوگوں سے

اَلۡاَعۡرَابُ	اَشَدُّ	كُفۡرًا	وَّنِفَاقًا	وَّاَجۡدَرُ	اَلَّا يَعۡلَمُوۡا	حُدُوۡدَ مَاۤ	اَنۡزَلَ
دیہاتی لوگ	زیادہ سخت ہیں	بلحاظ کفر کے	اور بلحاظ نفاق کے	اور (وہ لوگ) اسی لائق ہیں	کہ وہ نہ جانیں	اس کی حدود کو جو	اتارا

اللّٰهُ	عَلٰى رَسُوۡلِهٖ ؕ	وَاللّٰهُ	عَلِيۡمٌ	حَكِيۡمٌ ۹۷	وَمِنَ الۡاَعۡرَابِ	مَنۡ	يَّتَّخِذُ	مَا
اللہ نے	اپنے رسولؐ پر	اور اللہ	جاننے والا ہے	حکمت والا ہے	اور دیہاتیوں میں سے	وہ بھی ہیں جو	بناتے ہیں	اس کو جو

يُنۡفِقُ	مَغۡرَمًا	وَّيَتَرَبَّصُ	بِكُمُ	الدَّوَآئِرَ ؕ	عَلَيۡهِمۡ	دَآئِرَةُ السَّوۡءِ ؕ	وَاللّٰهُ	سَمِيۡعٌ
وہ خرچ کرتے ہیں	ایک جرمانہ	اور انتظار کرتے ہیں	تمہارے لیے	گردش (زمانہ) کا	ان پر ہی ہے	برائی کی گردش	اور اللہ	سننے والا ہے

عَلِيْمٌ ۹۸	وَمِنَ الْاَعْرَابِ	مَنْ	يُّؤْمِنُ	بِاللّٰهِ	وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ	وَيَتَّخِذُ	مَا	يُنْفِقُ
جاننے والا ہے	اور دیہاتیوں میں سے	وہ بھی ہیں جو	ایمان لاتے ہیں	اللہ پر	اور آخری دن پر	اور وہ بناتے ہیں	اس کو جو	وہ خرچ کرتے ہیں

قُرُبٰتٍ	عِنْدَ اللّٰهِ	وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ	اَلَآ	اِنَّهَا	قُرْبَةٌ	لَّهُمْ ؕ	سَيُدْخِلُهُمُ
قربت (کا ذریعہ)	اللہ کے پاس	اور ان رسولؐ کی دعاؤں (کا ذریعہ)	سنو!	یقیناً یہ	قربت کا ذریعہ ہیں	ان کے لیے	داخل کرے گا ان کو

اللّٰهُ	فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ۹۹ ع
اللہ	اپنی رحمت میں	بیشک اللہ	بے انتہا بخشنے والا ہے	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے

آیت نمبر (100 تا 106)

ترکیب

(آیت۔100) وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ کو مرکب توصیفی اور مبتدا اور رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ کو اس کی خبر مان کر ہم ترجمہ کریں گے۔ اگر السّٰبِقُوْنَ کو مبتدا اور اَلْاَوَّلُوْنَ کو اس کی خبر معرفہ مان کر ترجمہ کیا جائے تو وہ بھی درست ہوگا۔ (آیت۔103) صَدَقَةً نکرہ موصوفہ ہے اور تُطَهِّرُ واحد مؤنث کے صیغہ میں اس کی صفت ہے۔ یہاں پر تُطَهِّرُ کو واحد مذکر مخاطب کا صیغہ ماننے کی گنجائش نہیں ہے۔ کیونکہ ایسی صورت میں یہ فعل امر خُذْ کا جواب امر ہونے کی وجہ سے مجزوم یعنی تُطَهِّرْ ہوتا۔ آگے تُزَكِّيْ واحد مذکر مخاطب کا صیغہ ہے۔

ترجمہ

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ	مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ	وَالْاَنْصَارِ	وَالَّذِيْنَ	اتَّبَعُوْهُمْ	بِاِحْسَانٍ ۙ
اور پہلے سبقت کرنے والے	مہاجروں میں سے	اور انصار میں سے	وہ لوگ جنہوں نے	پیروی کی ان کی	نیک کرداری میں

رَّضِيَ	اللّٰهُ	عَنْهُمْ	وَرَضُوْا	عَنْهُ	وَاَعَدَّ	لَهُمْ	جَنّٰتٍ	تَجْرِيْ	تَحْتَهَا	الْاَنْهٰرُ
راضی ہوا	اللہ	ان سے	اور وہ راضی ہوئے	اس سے	اور اس نے تیار کیے	ان کے لیے	ایسے باغات	بہتی ہیں	جن کے نیچے	نہریں

خٰلِدِيْنَ	فِيْهَآ	اَبَدًا ؕ	ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۱۰۰	وَمِمَّنْ	حَوْلَكُمْ
ایک حالت میں رہنے والے ہوتے ہوئے	ان میں	ہمیشہ ہمیش	یہ ہی عظیم کامیابی ہے	اور ان میں سے	تمہارے اردگرد

مِّنَ الْاَعْرَابِ	مُنٰفِقُوْنَ ۛؕ	وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛ	مَرَدُوْا	عَلَى النِّفَاقِ	لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ	نَحْنُ	نَعْلَمُهُمْ ؕ
دیہاتیوں میں سے	(وہ) منافق ہیں	اور مدینہ والوں میں سے	جو اڑے رہے	نفاق پر	آپؐ نہیں جانتے ان کو	ہم	جانتے ہیں ان کو

سَنُعَذِّبُهُمْ	مَّرَّتَيْنِ	ثُمَّ	يُرَدُّوْنَ	اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۱۰۱ ج	وَاٰخَرُوْنَ	اعْتَرَفُوْا
ہم عذاب دیں گے ان کو	دو مرتبہ	پھر	وہ لوٹائے جائیں گے	ایک عظیم عذاب کی طرف	اور کچھ دوسرے ہیں	جنہوں نے اعتراف کیا

بِذُنُوْبِهِمْ	خَلَطُوْا	عَمَلًا صَالِحًا	وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ	عَسَى	اللّٰهُ	اَنْ	يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ
اپنے گناہوں کا	انہوں نے گڈمڈ کیا	نیک عمل کو	اور دوسرے برے کو	قریب ہے	اللہ	کہ	وہ توبہ قبول کرے ان کی	یقیناً اللہ

غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ﴿١٠٢﴾	خُذْ	مِنْ اَمْوَالِهِمْ	صَدَقَةً	تُطَهِّرُهُمْ	وَتُزَكِّيْهِمْ
بے انتہا بخشنے والا ہے	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے	آپؐ پکڑیں (یعنی قبول کریں)	ان کے مالوں سے	وہ صدقہ	جو پاک کرتا ہے ان کو	اور آپؐ تزکیہ کرتے ہیں ان کا

بِهَا	وَصَلِّ	عَلَيْهِمْ ؕ	اِنَّ	صَلٰوتَكَ	سَكَنٌ	لَّهُمْ ؕ	وَاللّٰهُ	سَمِيْعٌ	عَلِيْمٌ ﴿١٠٣﴾	اَ
جس سے	اور آپؐ دعا دیں	ان کو	بیشک	آپؐ کی دعا	تسکین ہے	ان کے لیے	اور اللہ	سننے والا ہے	جاننے والا ہے	کیا

لَمْ يَعْلَمُوْٓا	اَنَّ	اللّٰهَ	هُوَ	يَقْبَلُ	التَّوْبَةَ	عَنْ عِبَادِهٖ	وَيَاْخُذُ	الصَّدَقٰتِ	وَاَنَّ	اللّٰهَ
انہوں نے نہیں جانا	کہ	اللہ	وہ ہی	قبول کرتا ہے	توبہ	اپنے بندوں سے	اور وہ پکڑتا ہے (قبول کرتا ہے)	صدقات	اور یہ کہ	اللہ

هُوَ التَّوَّابُ	الرَّحِيْمُ ﴿١٠٤﴾	وَقُلِ	اعْمَلُوْا	فَسَيَرَى	اللّٰهُ	عَمَلَكُمْ	وَرَسُوْلُهٗ
ہی بار بار قبول کرنے والا ہے	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے	اور آپؐ کہہ دیجئے	تم لوگ عمل کرو	پھر دیکھے گا	اللہ	تمہارے عمل کو	اور اس کا رسول

وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ	وَسَتُرَدُّوْنَ	اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ	فَيُنَبِّئُكُمْ	بِمَا	كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٠٥﴾
اور مومن لوگ (بھی)	اور تم لوگ لوٹائے جاؤ گے	موجود اور غائب کے عالم کی طرف	پھر وہ جتا دے گا تم لوگوں کو	وہ جو	تم لوگ کرتے تھے

وَاٰخَرُوْنَ	مُرْجَوْنَ	لِاَمْرِ اللّٰهِ	اِمَّا	يُعَذِّبُهُمْ	وَاِمَّا	يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ؕ
اور کچھ دوسرے	ملتوی کیے ہوئے ہیں	اللہ کے حکم کے لیے	یا	وہ عذاب دے گا ان کو	اور یا	وہ توبہ قبول کرے گا ان کی

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ	حَكِيْمٌ ﴿١٠٦﴾
اور اللہ جاننے والا ہے	حکمت والا ہے

نوٹ: 1

آیت۔101 میں ہے کہ ایسے منافق جو نفاق میں بہت آگے جا چکے ہیں، انہیں عذاب عظیم یعنی دوزخ کے عذاب سے پہلے دو مرتبہ عذاب دیا جائے گا۔ اس میں ایک دنیا کی زندگی کا عذاب ہے اور دوسرا قبر کا عذاب ہے۔ دنیا کے عذاب کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں۔ لیکن ایک صورت ایسی ہے جس میں تقریباً ہر منافق گرفتار رہتا ہے۔ وہ یہ کہ دنیا کے جن مفادات کے تحفظ کی خاطر وہ ''خوش رہے باغبان، راضی رہے صیاد بھی'' کی روش اختیار کرتا ہے، انہیں وہ محفوظ پھر بھی نہیں سمجھتا اور ہر وقت اسے کسی نہ کسی نقصان کا دھڑکا لگا رہتا ہے۔ (اس کی مزید وضاحت کے لیے آیت۔ 9/ التوبۃ: 55 کا نوٹ۔1 پھر سے پڑھ لیں)۔ یہ سوہانِ روح مستقل اس کی جان کو لاگو رہتا ہے، جس کی وجہ سے وہ جھنجھلاہٹ، غصہ، اعصابی تناؤ، بے خوابی وغیرہ میں وقفہ وقفہ سے مبتلا ہوتا رہتا ہے۔ کچھ وقت گزرنے کے بعد یہی چیزیں اسے مختلف بیماریوں میں مبتلا کر دیتی ہیں، جن کی فہرست کافی طویل ہے۔ اس طرح اس کی زندگی ایک مسلسل عذاب ہی ہوتی ہے۔

اس دنیوی عذاب سے نجات کی ایک ہی صورت ہے۔ وہ یہ کہ انسان اس حقیقت کو تسلیم کرلے کہ کسی معاملہ میں کوشش کرنے یا نہ کرنے کا اسے اختیار حاصل ہے، لیکن کسی کوشش کے نتیجہ پر اس کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ ہر کوشش کا نتیجہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قبضہ قدرت میں رکھا ہے۔ اپنے علم اور نتیجہ کو ہم برا سمجھتے ہیں۔ اس حقیقت پر جب دل ٹھک جائے تو پھر کسی کوشش کا جو بھی نتیجہ نکلے، کامیابی ہو یا ناکامی، فائدہ ہو یا نقصان اور ہر حال میں راضی برضا رہنے کا خود کو خوگر بنالے، تو مذکورہ دنیوی عذاب سے نجات پائے جائے گا۔ اس کے علاوہ اس سے نجات کا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔

آیت نمبر (107 تا 110)

966

ء س س

(ن) اَسًّا کسی عمارت کی بنیاد رکھنا۔

(تفعیل) تَاْسِیْسًا بنیاد رکھنا۔ اس میں مبالغہ کا مفہوم ہے یعنی بنیاد بھرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 108، 109

ج ر ف

(ن) جَرْفًا مٹی کھودنا۔ مٹی کھرچنا۔

جُرُفٌ دریا کا ایسا کنارہ جس کے نیچے کی مٹی پانی بہالے گیا ہو۔ چھجّہ۔ Cliff۔ زیر مطالعہ آیت۔ 109۔

ھ و ر

(ن) ھَوْرًا عمارت کا گرنا۔

ھَارٍ اسم الفاعل ہے۔ قاعدہ کے مطابق اس کا اسم الفاعل ھَائِرٌ بنتا ہے اور استعمال بھی ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ھَارٍ بھی استعمال ہوتا ہے۔ گرنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 109۔

(انفعال) اِنْھِیَارًا گر پڑنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 109

ترکیب (آیت۔ 107) اِتَّخَذُوْا کا مفعول اول مَسْجِدًا جبکہ ضِرَارًا، کُفْرًا، تَفْرِیْقًا اور اِرْصَادًا مفعول ثانی ہیں۔ ان میں ضِرَارًا باب مفاعلہ کا، کُفْرًا ثلاثی مجرد کا، تَفْرِیْقًا باب تفعیل کا اور اِرْصَادًا باب افعال کا مصدر ہے۔ (آیت۔ 109) شَفَا مضاف ہے، جُرُفٍ اس کا مضاف الیہ ہے، جبکہ ھَارٍ صفت ہے۔ جُرُفٍ کی (آیت۔ 110) لَا یَزَالُ فعل ناقص ہے، بُنْیَانُھُمْ اس کا اسم ہے اور رِیْبَۃً اس کی خبر ہے۔

ترجمہ

وَالَّذِیْنَ	اتَّخَذُوْا	مَسْجِدًا	ضِرَارًا	وَّ کُفْرًا	وَّ تَفْرِیْقًا	بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ
اور وہ لوگ جنھوں نے	بنائی	ایک مسجد	نقصان پہنچانے والی	اور کفر کرنے والی	اور پھوٹ ڈالنے کو	مومنوں کے مابین

وَاِرْصَادًا	لِّمَنْ	حَارَبَ	اللّٰہَ	وَ رَسُوْلَہٗ	مِنْ قَبْلُ	وَلَیَحْلِفُنَّ
اور نگران مقرر کرنے کو	اس کے لیے (یعنی اس کی طرف سے) جس نے	لڑائی کی	اللہ سے	اور اس کے رسول سے	اس سے پہلے	اور وہ لازماً قسم کھائیں گے

اِنْ	اَرَدْنَآ	اِلَّا	الْحُسْنٰی	وَاللّٰہُ	یَشْھَدُ	اِنَّھُمْ	لَکٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۷﴾	لَا تَقُمْ	فِیْہِ
(کہ) نہیں	ارادہ کیا ہم نے	مگر	بھلائی کا	اور اللہ	گواہی دیتا ہے	کہ وہ	یقیناً جھوٹے ہیں	آپ مت کھڑے ہوں	اس میں

اَبَدًا	لَمَسْجِدٌ	اُسِّسَ	عَلَی التَّقْوٰی	مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ	اَحَقُّ	اَنْ	تَقُوْمَ	فِیْہِ
کبھی بھی	بیشک ایسی مسجد	بنیاد بھری گئی جس کی	تقویٰ پر (یعنی سے)	پہلے دن سے	زیادہ حق دار ہے	کہ	آپ کھڑے ہوں	اس میں

فِيۡهِ	رِجَالٌ	يُّحِبُّوۡنَ	اَنۡ	يَّتَطَهَّرُوۡا ؕ	وَاللّٰهُ	يُحِبُّ	الۡمُطَّهِّرِيۡنَ ﴿۱۰۸﴾	اَفَمَنۡ	اَسَّسَ
اس میں	ایسے مرد ہیں	جو پسند کرتے ہیں	کہ	وہ خوب پاک رہیں	اور اللہ	پسند کرتا ہے	خوب پاک رہنے والوں کو	تو کیا وہ	جس نے بنیاد بھری

بُنۡيَانَهٗ	عَلٰى تَقۡوٰى مِنَ اللّٰهِ	وَرِضۡوَانٍ	خَيۡرٌ	اَمۡ مَّنۡ	اَسَّسَ	بُنۡيَانَهٗ	عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ
اپنی عمارت کی	اللہ کے تقویٰ پر	اور رضامندی پر	بہتر ہے	یا وہ	جس نے بنیاد بھری	اپنی عمارت کی	گرنے والے چھجے کے کنارے پر

فَانۡهَارَ	بِهٖ	فِىۡ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ	وَاللّٰهُ	لَا يَهۡدِى	الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۱۰۹﴾	لَا يَزَالُ
تو وہ گر پڑا	اس کے (یعنی) عمارت کے ساتھ	دوزخ کی آگ میں	اور اللہ	ہدایت نہیں دیتا	ظالم لوگوں کو	ہمیشہ رہے گا

بُنۡيَانُهُمُ الَّذِىۡ	بَنَوۡا	رِيۡبَةً	فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ	اِلَّاۤ اَنۡ	تَقَطَّعَ	قُلُوۡبُهُمۡ ؕ
ان کی عمارت سے جو	انہوں نے بنائی	ایک شک	ان کے دلوں میں	سوائے اس کے کہ	ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں	ان کے دل

وَاللّٰهُ	عَلِيۡمٌ	حَكِيۡمٌ ﴿۱۱۰﴾ ع
اور اللہ	جاننے والا ہے	حکمت والا ہے

نوٹ:1

مدینہ کا ایک شخص ابو عامر زمانہ جاہلیت میں عیسائی ہو گیا تھا اور ابو عامر راحب کے نام سے مشہور تھا رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو اس نے آپؐ کی مخالفت کی اور غزوہ حنین تک تمام غزوات میں مسلمانوں کے خلاف جنگ میں شرکت کی۔ اس کے بعد یہ شام کی طرف چلا گیا اور قیصر روم کو آمادہ کرنے کی کوشش کی کہ وہ مدینہ پر فوج کشی کرے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے منافقین کو ہدایت کہ تم لوگ اپنی طاقت کو مجتمع کرنے کے لیے ایک مسجد بناؤ، اس میں اپنے لوگوں کو جمع کرو اور ممکنہ حد تک اسلحہ بھی جمع کرو تا کی وقت پر قیصر روم کی مدد کر سکو۔ چنانچہ منافقین نے قباء کے مقام پر ایک دوسری مسجد کی بنیاد رکھی اور رسولا للہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپؐ اس میں نماز پڑھ لیں تا کہ برکت ہو جائے آپؐ اس وقت غزوۂ تبوک کی تیاری میں مشغول تھے اس لیے آپؐ واپسی کے بعد اس میں نماز پڑھنے کی حامی بھر لی۔ لیکن واپسی کے وقت آپؐ مدینہ کے قریب ایک مقام پر فروکش تھے تو یہ آیات نازل ہوئیں۔ چنانچہ آپؐ صحابہ کرامؓ کو حکم دیا کہ اس مسجد کی گرا دو اور اس میں آگ لگا دو۔ مسجد قبا سے کچھ فاصلے پر یہ جگہ اج تک ویران پڑی ہے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (111 تا 118)

ء و ہ

(ن)   اَوۡهًا   دوسروں کی تکلیف کا احساس کرنا۔ دردمند ہونا۔ آہ بھرنا۔

اَوَّاهٌ   فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بہت دردمند۔ زیر مطالعہ آیت۔ 114

ترکیب

(آیت۔111) وَعۡدًا حَقًّا مرکب توصیفی ہے اور فعل محذوف کا مفعول مطلق ہے۔ عَلَيۡهِ کی ضمیر اللہ کے لیے ہے۔ اَوۡفٰى فعل ماضی بھی ہو سکتا تھا لیکن آگے مِنَ اللّٰهِ سے معلوم ہوا کہ یہ فعل ماضی نہیں بلکہ افعل تفضیل ہے۔ (آیت۔118) وَعَلَى الثَّلٰثَةِ گذشتہ آیت میں لَقَدۡ تَّابَ اللّٰهُ پر عطف ہے۔

ترجمہ

اِنَّ اللّٰهَ	اشْتَرٰى	مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ	اَنْفُسَهُمْ	وَاَمْوَالَهُمْ	بِاَنَّ	لَهُمُ	الْجَنَّةَ ؕ
بیشک اللہ نے	خرید لیا	مومنوں سے	ان کی جانوں کو	اور ان کے مالوں کو	اس کے عوض کہ	ان کے لیے	جنت ہے

يُقَاتِلُوْنَ	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	فَيَقْتُلُوْنَ	وَيُقْتَلُوْنَ ۫	وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا	فِي التَّوْرٰىةِ	وَالْاِنْجِيْلِ
وہ لوگ جنگ کرتے ہیں	اللہ کی راہ میں	تو وہ قتل کرتے ہیں	اور وہ قتل کیے جاتے ہیں	اس پر (ہماری طرف سے) سچا وعدہ ہے	تورات میں	اور انجیل میں

وَالْقُرْاٰنِ ؕ	وَمَنْ	اَوْفٰى	بِعَهْدِهٖ	مِنَ اللّٰهِ	فَاسْتَبْشِرُوْا	بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ	بَايَعْتُمْ	بِهٖ ؕ
اور قرآن میں	اور کون	زیادہ وفا کرنے والا ہے	اپنے وعدہ کو	اللہ سے بڑھ کر	پس تم لوگ خوشی مناؤ	اپنے اس سودے کی جس کا	تم نے معاہدہ کیا	اس سے

وَذٰلِكَ	هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۱﴾	اَلتَّآئِبُوْنَ	الْعٰبِدُوْنَ	الْحٰمِدُوْنَ	السَّآئِحُوْنَ	الرّٰكِعُوْنَ	السّٰجِدُوْنَ
اور یہ	ہی عظیم کامیابی ہے	توبہ کرنے والے	بندگی کرنے والے	حمد کرنے والے	روزہ رکھنے والے	رکوع کرنے والے	سجدہ کرنے والے

الْاٰمِرُوْنَ	بِالْمَعْرُوْفِ	وَالنَّاهُوْنَ	عَنِ الْمُنْكَرِ	وَالْحٰفِظُوْنَ	لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ	وَبَشِّرِ
ترغیب دینے والے	بھلائی کی	اور منع کرنے والے	برائی سے	اور حفاظت کرنے والے	اللہ کی حدود کی	اور آپؐ بشارت دیجیے

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾	مَا كَانَ	لِلنَّبِيِّ	وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْٓا	اَنْ	يَّسْتَغْفِرُوْا	لِلْمُشْرِكِيْنَ	وَلَوْ	كَانُوْٓا
مومنوں کو	نہیں ہے	ان نبیؐ کے لیے	اور ان کے لیے جو	ایمان لائے	کہ	وہ استغفار کریں	مشرکوں کے لیے	اگرچہ	وہ ہوں

اُولِيْ قُرْبٰى	مِنْ بَعْدِ مَا	تَبَيَّنَ	لَهُمْ	اَنَّهُمْ	اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۳﴾	وَمَا كَانَ	اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ
قرابت والے	اس کے بعد کہ جو	واضح ہوا	ان پر	کہ وہ لوگ	دوزخ والے ہیں	اور نہیں تھا	ابراہیمؑ کا استغفار

لِاَبِيْهِ	اِلَّا	عَنْ مَّوْعِدَةٍ	وَّعَدَهَآ	اِيَّاهُ ۚ	فَلَمَّا	تَبَيَّنَ	لَهٗٓ	اَنَّهٗ	عَدُوٌّ	لِّلّٰهِ
اپنے والد کے لیے	مگر	ایک وعدے کے سبب سے	انہوںؑ نے وعدہ کیا جس کا	اس سے	پھر جب	واضح ہوا	انؑ پر	کہ وہ	دشمن ہے	اللہ کا

تَبَرَّاَ	مِنْهُ ؕ	اِنَّ	اِبْرٰهِيْمَ	لَاَوَّاهٌ	حَلِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾	وَمَا كَانَ	اللّٰهُ	لِيُضِلَّ
تو انہوںؑ نے بیزاری کا اظہار کیا	اس سے	بیشک	ابراہیمؑ	یقیناً بہت دردمند تھے	بردبار تھے	اور نہیں ہے	اللہ	کہ وہ گمراہ کرے

قَوْمًا	بَعْدَ اِذْ	هَدٰىهُمْ	حَتّٰى	يُبَيِّنَ	لَهُمْ	مَّا	يَتَّقُوْنَ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ	بِكُلِّ شَيْءٍ
کسی قوم کو	اسکے بعد کہ جب	اس نے ہدایت دی ان کو	یہاں تک کہ	وہ واضح کردے	ان کے لیے	اس کو جس سے	وہ بچتے رہے	بیشک اللہ	ہر چیز کو

عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾	اِنَّ اللّٰهَ	لَهٗ	مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ	يُحْيٖ	وَيُمِيْتُ ؕ	وَمَا لَكُمْ
جاننے والا ہے	بیشک اللہ	اس کے لیے ہی ہے	زمین اور آسمانوں کی بادشاہت	وہ زندگی دیتا ہے	اور وہ موت دیتا ہے	اور نہیں ہے تمہارے لیے

مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ	مِنۡ وَّلِیٍّ	وَّلَا نَصِیۡرٍ ﴿۱۱۶﴾	لَقَدۡ تَّابَ	اللّٰہُ	عَلَی النَّبِیِّ	وَالۡمُہٰجِرِیۡنَ	وَالۡاَنۡصَارِ	الَّذِیۡنَ
اللہ کے سوا	کوئی بھی کارساز	اور نہ ہی کوئی مددگار	بیشک توجہ فرمائی	اللہ نے	ان نبیؐ پر	اور مہاجروں پر	اور انصار پر	جنہوں نے

اتَّبَعُوۡہُ	فِیۡ سَاعَۃِ الۡعُسۡرَۃِ	مِنۡۢ بَعۡدِ مَا	کَادَ یَزِیۡغُ	قُلُوۡبُ فَرِیۡقٍ	مِّنۡہُمۡ	ثُمَّ	تَابَ
پیروی کی انؐ کی	مشکل گھڑی میں	اس کے بعد کہ جو	قریب تھا کہ بہک جائیں	ایک فریق کے دل	ان میں سے	پھر	اس نے توجہ فرمائی

عَلَیۡہِمۡ ؕ	اِنَّہٗ	بِہِمۡ	رَءُوۡفٌ	رَّحِیۡمٌ ﴿۱۱۷﴾	وَّعَلَی الثَّلٰثَۃِ الَّذِیۡنَ	خُلِّفُوۡا ؕ
ان پر	بیشک وہ	ان پر	بے انتہا شفقت کرنے والا ہے	رحم کرنے والا ہے	اور ان تین پر (بھی) جن کو	پیچھے کیا گیا (فیصلے کے لیے)

حَتّٰۤی	اِذَا	ضَاقَتۡ	عَلَیۡہِمُ	الۡاَرۡضُ	بِمَا	رَحُبَتۡ	وَضَاقَتۡ	عَلَیۡہِمۡ	اَنۡفُسُہُمۡ
یہاں تک کہ	جب	تنگ ہوئی	ان پر	زمین	ساتھ اس کے جو	وہ کشادہ تھی	اور تنگ ہوئیں	ان پر	ان کی جانیں

وَظَنُّوۡۤا	اَنۡ	لَّا مَلۡجَاَ	مِنَ اللّٰہِ	اِلَّاۤ	اِلَیۡہِ ؕ	ثُمَّ تَابَ	عَلَیۡہِمۡ	لِیَتُوۡبُوۡا ؕ
اور انہوں نے خیال کیا	کہ	کوئی بھی پناہ گاہ نہیں ہے	اللہ سے (بچنے کی)	مگر	اس کی طرف ہی	پھر اس نے توجہ فرمائی	ان پر	تاکہ وہ توبہ کریں

اِنَّ اللّٰہَ	ہُوَ التَّوَّابُ	الرَّحِیۡمُ ﴿۱۱۸﴾ ع
بیشک اللہ	ہی بار بار توبہ قبول کرنے والا ہے	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے

نوٹ: 1

آیت۔115 میں ایک قاعدۂ کلیہ بیان ہوا ہے جس سے قرآن مجید کے وہ تمام مقامات اچھی طرح سمجھے جاسکتے ہیں جہاں ہدایت دینے اور گمراہ کرنے کو اللہ تعالیٰ نے اپنا فعل بتایا ہے۔ اللہ کا ہدایت دینا یہ ہے کہ وہ صحیح فکر و عمل کو اپنے انبیاء اور اپنی کتابوں کے ذریعہ سے لوگوں کے سامنے واضح طور پر پیش کر دیتا ہے۔ پھر جو لوگ اس طریقے پر خود چلنے کے لیے آمادہ ہوتے ہیں انہیں اس کی توفیق بخشتا ہے۔ اور اللہ کا گمراہی میں ڈالنا یہ ہے کہ جو صحیح فکر و عمل اس نے بتایا ہے، اگر کوئی اس کے خلاف چلنے پر اصرار کرے اور سیدھا نہ چلنا چاہے تو اللہ تعالیٰ اس کو زبردستی راہ راست پر نہیں لاتا، بلکہ جدھر وہ خود جانا چاہتا ہے، اسی طرف اس کو جانے کی توفیق دے دیتا ہے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ: 2

غزوۂ تبوک کے لیے تمام مسلمانوں کو نکلنے کا حکم دیا گیا تھا۔ اس وقت مدینہ کے لوگوں کے مختلف گروہ ہو گئے تھے۔ ایک منافق، جن کا ذکر گذشتہ آیات میں آچکا ہے۔ مومنین کے گروہوں کا ذکر آیت۔ 117، 118 میں آیا ہے۔ مومنوں کا ایک گروہ حکم پاتے ہی فوراً جہاد کے لیے تیار ہو گیا۔ ان کا ذکر آیت۔117 میں اَلَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡہُ فِیۡ سَاعَۃِ الۡعُسۡرَۃِ میں ہے۔ دوسرا گروہ ابتداءً تردد میں رہا لیکن پھر سنبھل گیا اور سب کے ساتھ جہاد پر روانہ ہوا۔ ان کے لیے فرمایا کَادَ یَزِیۡغُ قُلُوۡبُ فَرِیۡقٍ۔ مومنین کا تیسرا گروہ، وہ تھا جو جہاد پر نہیں گیا بعد میں بہانے نہیں تراشے بلکہ اپنے قصور کا اعتراف کیا۔ یہ کل دس صحابہؓ تھے۔ ان میں سے سات نے خود کو مسجد نبوی کے ستونوں سے باندھ لیا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کرے گا تب وہ کھلیں گے۔ ان کی توبہ قبول کرنے کا ذکر آیت۔102 میں گزر چکا ہے۔ باقی تین نے یہ عمل نہیں کیا۔ ان کے معاشرتی بائیکاٹ کا حکم ہوا تھا۔ ان کی توبہ قبول کرنے کا ذکر آیت۔118 میں ہے۔

آیت نمبر (119 تا 122)

ظ	م	ء

(س) ظَمِئَ یَظْمَأُ ظَمَأً: پیاسا ہونا۔ ﴿ وَ اَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴾ (20/ طٰہٰ: 119) ''اور یہ کہ تو پیاسا نہیں ہوگا اس میں اور نہ دھوپ لگے گی۔''

ظَمَأٌ: اسم ذات بھی ہے۔ پیاس۔ زیر مطالعہ آیت۔ 120

ظَمْاٰنٌ: فَعْلَانٌ کے وزن پر صفت ہے۔ انتہائی پیاسا۔ ﴿ يَحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ﴾ (24/ النور: 39) ''سمجھے گا پیاسا اس کو پانی۔''

ترجمہ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوا	اتَّقُوا	اللّٰهَ	وَ كُوْنُوْا	مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾	مَا كَانَ
اے لوگو جو	ایمان لائے ہو	تقویٰ کرو	اللہ سے	اور ہو جاؤ	سچ کہنے والوں کے ساتھ	نہیں (مناسب) تھا

لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ	وَمَنْ	حَوْلَهُمْ	مِّنَ الْاَعْرَابِ	اَنْ	يَّتَخَلَّفُوْا	عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ	وَلَا يَرْغَبُوْا
مدینہ والوں کے لیے	اور ان کے لیے جو	ان کے اردگرد ہیں	دیہاتیوں میں سے	کہ	وہ پیچھے رہیں	اللہ کے رسول سے	اور یہ کہ نہ چاہیں

بِاَنْفُسِهِمْ	عَنْ نَّفْسِهٖ	ذٰلِكَ	بِاَنَّهُمْ	لَا يُصِيْبُهُمْ	ظَمَاٌ	وَّلَا نَصَبٌ
اپنی جانوں کو	ان کی جان سے (زیادہ)	یہ	اس سبب سے کہ	نہیں پہنچتی ان کو (یعنی مجاہدین کو)	کوئی پیاس	اور نہ کوئی مشقت

وَّلَا مَخْمَصَةٌ	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	وَلَا يَطَـُٔوْنَ	مَوْطِئًا	يَّغِيْظُ	الْكُفَّارَ	وَلَا يَنَالُوْنَ
اور نہ کوئی شدید بھوک کا وقت	اللہ کی راہ میں	اور وہ پیر سے نہیں روندتے	کسی ایسی روندنے کی جگہ کو جو	سخت غصہ دلائے	کافروں کو	اور وہ حاصل نہیں کرتے

مِنْ عَدُوٍّ	نَّيْلًا	اِلَّا	كُتِبَ	لَهُمْ	بِهٖ	عَمَلٌ صَالِحٌ	اِنَّ اللّٰهَ	لَا يُضِيْعُ
کسی دشمن سے	کوئی مطلوبہ چیز	مگر (یہ کہ)	لکھا گیا	ان کے لیے	اس کے سبب سے	ایک نیک عمل	بیشک اللہ	ضائع نہیں کرتا

اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾	وَلَا يُنْفِقُوْنَ	نَفَقَةً صَغِيْرَةً	وَّلَا كَبِيْرَةً	وَّلَا يَقْطَعُوْنَ	وَادِيًا
احسان کرنے والوں کے اجر کو	اور وہ خرچ نہیں کرتے	کوئی چھوٹا خرچہ	اور نہ ہی کوئی بڑا (خرچہ)	اور وہ نہیں کاٹتے (یعنی طے کرتے)	کسی وادی کو

اِلَّا	كُتِبَ	لَهُمْ	لِيَجْزِيَهُمُ	اللّٰهُ	اَحْسَنَ مَا	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾	وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ
مگر (یہ کہ)	لکھا گیا	ان کے لیے	تاکہ جزا دے ان کو	اللہ	اس کی بہترین جو	وہ عمل کرتے تھے	اور نہیں ہیں مومن لوگ

لِيَنْفِرُوْا	كَآفَّةً	فَلَوْلَا نَفَرَ	مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ	مِّنْهُمْ	طَآئِفَةٌ	لِّيَتَفَقَّهُوْا	فِي الدِّيْنِ
کہ وہ نکلیں	سب کے سب	تو کیوں نہیں نکلا	ہر ایک فرقہ سے	ان میں سے	ایک گروہ	تاکہ وہ سوجھ بوجھ حاصل کریں	دین میں

وَلِيُنْذِرُوْا	قَوْمَهُمْ	اِذَا	رَجَعُوْٓا	اِلَيْهِمْ	لَعَلَّهُمْ	يَحْذَرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾
اور تاکہ وہ خبردار کریں	اپنی قوم کو	جب	وہ لوٹیں	ان کی طرف	شاید وہ لوگ	بچتے رہیں

نوٹ: 1 گذشتہ آیات میں مسلسل غزوۂ تبوک کا ذکر چلا آ رہا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفیر عام کا اعلان کیا تھا کہ ہر شخص اس

میں شریک ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں شرکت نہ کرنے والوں سے باز پرس ہوئی۔ منافقوں کے جھوٹے عذر قبول کیے گئے اور مومنوں کی توبہ قبول کی گئی۔ ان سب واقعات سے تاثر یہ ملتا ہے کہ ہر قتال فی سبیل اللہ کی مہم میں شریک ہونا ہر مسلمان پر فرض عین ہے اور شرکت نہ کرنا حرام ہے۔ حالانکہ شرعی حکم یہ نہیں ہے۔ بلکہ عام حالات میں قتال میں شرکت فرض کفایہ ہے الاّ یہ کہ مسلمانوں کا امیر نفیر عام کا حکم دے۔ اسی بات کی وضاحت کے لیے آیت نمبر۔122 میں ارشاد ہوا کہ مسلمانوں کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ کسی مہم پر سب کے سب نکل کھڑے ہوں۔

اس حوالہ سے فرض کفایہ کی حقیقت سمجھ لیں۔ جو فرائض شخصی نہیں بلکہ اجتماعی ہیں، انہیں شریعت نے فرض کفایہ قرار دیا ہے تاکہ تقسیم کار کے اصول پر مختلف جماعتیں فرائض ادا کرتی رہیں اور تمام اجتماعی فرائض ادا ہوتے رہیں۔ مثلاً نماز جنازہ اور اس کی تکفین، مساجد کی تعمیر و نگرانی، سرحدوں کی حفاظت قتال یعنی جنگ وغیرہ۔ یہ سب فرض کفایہ میں شامل ہیں کہ ان کی ذمہ داری تو تمام مسلمانوں پر ہے لیکن بقدر ضرورت اگر افراد مہیا ہو جائیں اور وہ یہ فرائض ادا کر دیں تو باقی تمام مسلمان بھی فرض سے سبکدوش ہو جاتے ہیں۔

اسی فرائض کفایہ کے سلسلہ کا ایک اہم فرض دینی تعلیم بھی ہے اور مذکورہ آیت میں اس کے فرض ہونے کا ذکر اس طرح فرمایا ہے کہ قتال جیسے اہم فرض میں بھی اس اہم فرض کو چھوڑنا نہیں چاہیے بلکہ جتنے افراد کی ضرورت ہے، وہ لوگ قتال فی سبیل اللہ کے لیے نکلیں اور باقی لوگ علم دین سیکھنے اور سکھانے کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)

نوٹ:2

مذکورہ آیت نمبر۔122 سے یہ تاثر بھی ملتا ہے کہ دین کا علم حاصل کرنا فرض کفایہ ہے۔ لیکن دوسری طرف رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان موجود ہے کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت پر فرض ہے۔ اس لحاظ سے دین کا علم حاصل کرنا فرض معلوم ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ حدیث مذکورہ آیت سے ٹکراتی ہے اور اسی سے وہ لوگ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ احادیث کی صرف اسناد کی تحقیق کافی نہیں ہے اور اب ضرورت ہے احادیث کے متن کی بھی تحقیق کی جائے۔ یہ بات کہنے والے لوگ نہ کم علم ہوتے ہیں اور نہ ہی ناسمجھ ہوتے ہیں، اس کے باوجود اتنی ناسمجھی کی بات کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ایسے مقامات کے سطحی تاثر کو ان کے دل کا چور لپک کر قبول کر لیتا ہے، اس لیے وہ نہ تو خود بات کی گہرائی میں اترتے ہیں اور نہ یہ جستجو کرتے ہیں کہ ایسے مقامات کی ہمارے بزرگوں نے کیا تشریح کی ہے۔ حقیقت یہ ہے حدیث میں اور آیت میں علم کی مختلف سطح کے حوالے سے بات کی گئی ہے۔ آج کل کی اصطلاح میں اس کو یوں سمجھیں کہ پرائمری کی سطح تک دین کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے اس لیے یہ فرض عین کے زمرے میں آتا ہے۔ اس کے آگے اس میں گریجویشن اور ماسٹرس کرنا فرض کفایہ ہے جس کا ذکر آیت مذکورہ میں آیا ہے۔ اب اس کو وضاحت معارف القرآن سے ماخوذ ہے۔

ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے کہ وہ اسلامی عقائد کا علم حاصل کرے، طہارت و نجاست کے احکام سیکھے، وہ عبادات جو فرض یا واجب ہیں ان کا علم حاصل کرے، جن چیزوں کو حرام یا مکروہ قرار دیا گیا ہے ان کا علم حاصل کرے جس کے پاس بقدر نصاب مال ہے اس پر فرض عین ہے کہ زکوٰۃ کے احکام معلوم کرے، جس کو حج کی استطاعت ہے اس پر فرض عین ہے کہ وہ حج کے احکام معلوم کرے۔ جن لوگوں کو خرید و فروخت، مزدوری و اجرت اور صنعت کے کام کرنے ہوتے ہیں ان پر فرض عین ہے کہ وہ بیع و اجارہ کے احکام سیکھیں۔ جب نکاح کرے تو فرض عین ہے کہ نکاح و طلاق کے احکام معلوم کرے۔

اس کے آگے پورے قرآن مجید کے معانی و مفاہم تمام احادیث کو سمجھنا، ان میں معتبر اور غیر معتبر کی پہچان پیدا کرنا، ان میں صحابہؓ

تابعین اور ائمہ کے اقوال سے واقف ہونا، یہ اتنا بڑا کام ہے کہ پوری عمر لگا کر بھی اس کا حق ادا نہیں ہوتا۔ اس لیے شریعت نے اس علم کے حصول کو فرض کفایہ قرار دیا ہے کہ بقدر ضرورت کچھ لوگ یہ علوم حاصل کرلیں تو باقی مسلمان سبکدوش ہوجائیں گے۔

آیت نمبر (123 تا 129)

ترکیب

(آیت۔ 124) وَاِذَا مَا میں مَا ظرفیہ ہے۔ زَادَتْ کا فاعل هٰذِهٖ ہے اور یہ اشارہ سُوْرَةٌ کی طرف ہے۔ فَزَادَتْهُمْ میں زَادَتْ کا فاعل اس میں شامل هِيَ کی ضمیر ہے۔ جو سُوْرَةٌ کے لیے ہے۔ (آیت۔ 127) هَلْ يَرٰىكُمْ سے پہلے فَيَقُوْلُ محذوف ہے۔ (آیت۔ 128) اس آیت تین جملہ اسمیہ آئے ہیں۔ پہلے جملہ میں عَزِيْزٌ خبر مقدم ہے عَلَيْهِ متعلق خبر اور مَا عَنِتُّمْ مبتدا موخر ہے۔ دوسرے جملہ میں حَرِيْصٌ خبر مقدم ہے، عَلَيْكُمْ متعلق خبر اور اس کا مبتدا محذوف ہے جو مَا فَرِحْتُمْ ہوسکتا ہے، تیسرے جملہ میں بِالْمُؤْمِنِيْنَ متعلق خبر مقدم، رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ خبر اور اس کا مبتدا هُوَ محذوف ہے۔

ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	قَاتِلُوا	الَّذِيْنَ	يَلُوْنَكُمْ	مِّنَ الْكُفَّارِ	وَلْيَجِدُوْا
اے لوگو جو	ایمان لائے	تم لوگ جنگ کرو	ان سے جو	قریب ہیں تمہارے	کافروں میں سے	اور چاہیے کہ پائیں

فِيْكُمْ	غِلْظَةً ؕ	وَاعْلَمُوْٓا	اَنَّ	اللّٰهَ	مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝	وَاِذَا مَآ	اُنْزِلَتْ	سُوْرَةٌ
تم لوگوں میں	سختی	اور جان لو	کہ	اللہ	تقویٰ کرنے والوں کے ساتھ ہے	اور جب کبھی بھی	اتاری جاتی ہے	کوئی سورۃ

فَمِنْهُمْ مَّنْ	يَّقُوْلُ	اَيُّكُمْ	زَادَتْهُ	هٰذِهٖٓ	اِيْمَانًا ۚ	فَاَمَّا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا
تو ان میں وہ بھی ہیں جو	کہتے ہیں	تم میں سے کون ہے	زیادہ کیا جس کو	اس نے (سورت)	بلحاظ ایمان کے	پس جو لوگ وہ ہیں جو	ایمان لائے

فَزَادَتْهُمْ	اِيْمَانًا	وَّهُمْ	يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝	وَاَمَّا الَّذِيْنَ	فِيْ قُلُوْبِهِمْ	مَّرَضٌ
تو اس نے زیادہ کیا ان کو	بلحاظ ایمان کے	اور وہ لوگ	خوشی مناتے ہیں	اور جو لوگ وہ ہیں	جن کے دلوں میں	ایک روگ ہے

فَزَادَتْهُمْ	رِجْسًا	اِلٰى رِجْسِهِمْ	وَمَاتُوْا	وَ	هُمْ	كٰفِرُوْنَ ۝	اَوَ
تو اس نے زیادہ کیا ان کو	بلحاظ گندگی کے	ان کی (سابقہ) گندگی کی طرف	اور وہ مرے	اِس حال میں کہ	وہ لوگ	کفر کرنے والے تھے	اور کیا

لَا يَرَوْنَ	اَنَّهُمْ	يُفْتَنُوْنَ	فِيْ كُلِّ عَامٍ	مَّرَّةً	اَوْ	مَرَّتَيْنِ	ثُمَّ	لَا يَتُوْبُوْنَ
وہ لوگ غور نہیں کرتے	کہ وہ	آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں	ہر سال	ایک بار	یا	دوبار	پھر (بھی)	وہ لوگ توبہ نہیں کرتے ہیں

وَلَا هُمْ	يَذَّكَّرُوْنَ ۝	وَاِذَا مَآ	اُنْزِلَتْ	سُوْرَةٌ	نَّظَرَ	بَعْضُهُمْ	اِلٰى بَعْضٍ ؕ
اور نہ ہی وہ لوگ	نصیحت حاصل کرتے ہیں	اور جب کبھی بھی	اتاری جاتی ہے	کوئی سورۃ	تو دیکھتے ہیں	ان کے بعض	بعض کی طرف

هَلْ يَرٰىكُمْ	مِّنْ اَحَدٍ	ثُمَّ	انْصَرَفُوْا ؕ	صَرَفَ	اللّٰهُ	قُلُوْبَهُمْ	بِاَنَّهُمْ
(پھر وہ کہتے ہیں) کیا دیکھتا ہے تم لوگوں کو	کوئی ایک بھی	پھر	وہ پلٹ جاتے ہیں	پھیرا	اللہ نے	ان کے دلوں کو	بسبب اس کے کہ وہ لوگ

قَوۡمٌ	لَّا یَفۡقَهُوۡنَ ﴿۱۲۷﴾	لَقَدۡ جَآءَکُمۡ	رَسُوۡلٌ	مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ	عَزِیۡزٌ	عَلَیۡهِ	مَا
ایک ایسی قوم ہیں جو	سوجھ بوجھ نہیں رکھتے	بیشک آ گیا ہے تم لوگوں کے پاس	ایک ایسا رسول	تمہارے اپنوں میں سے	گراں ہے	جس پر	وہ جس سے

عَنِتُّمۡ	حَرِیۡصٌ	عَلَیۡکُمۡ	بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ	رَءُوۡفٌ	رَّحِیۡمٌ ﴿۱۲۸﴾
تم لوگ مشکل میں پڑو	شدید خواہش مند ہے	تم لوگوں پر (اس کا جو تمہیں خوش کرے)	مومنوں پر	نہایت شفیق ہے	ہمیشہ مہربان ہے

فَاِنۡ	تَوَلَّوۡا	فَقُلۡ	حَسۡبِیَ	اللّٰهُ	لَاۤ اِلٰهَ	اِلَّا	هُوَ	عَلَیۡهِ	تَوَکَّلۡتُ	وَهُوَ
پھر (بھی) اگر	وہ لوگ منھ موڑیں	تو آپ کہہ دیں	مجھے کافی ہے	اللہ	کوئی الٰہ نہیں ہے	مگر	وہ (ہی)	اس پر ہی	میں نے بھروسہ کیا	اور وہ

رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ ﴿۱۲۹﴾
عظیم عرش کا مالک ہے

نوٹ: 1

آخری دو آیتیں یعنی آیت نمبر 128-129 حضرت ابی بن کعبؓ اور حضرت ابن عباسؓ کے قول کے مطابق، قرآن کی آخری آیتیں ہیں۔ ان کے بعد کوئی آیت نازل نہیں ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔ حضرت ابوالدرداءؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص صبح وشام یہ آیتیں سات مرتبہ پڑھ لیا کرے، تو اللہ تعالیٰ اس کے کام آسان فرما دیتے ہیں۔ (معارف القرآن)

سبق-63/4
1/10 تا 20

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ یونس (10)

آیت نمبر (10/یونس: 1 تا 10)

ترکیب

(آیت-2) کَانَ کا اسم اس میں شامل ھُوَ کی ضمیر ہے اور عَجَبًا اس کی خبر ہے۔ اَنَّ کا اسم قَدَمَ صِدۡقٍ ہے اس لیے اس کے مضاف قَدَمَ پر نصب آئی ہے اس کی خبر وَاجِبٌ یا ثَابِتٌ محذوف ہے اور لَھُمۡ قائم مقام خبر ہے۔ (آیت-4) وَعۡدَ اللّٰہِ کی نصب بتا رہی ہے کہ اس سے پہلے اِنَّ محذوف ہے اس کی خبر بھی محذوف ہے جو ثَابِتٌ یا وَاجِبٌ ہوسکتی ہے حَقًّا حال ہے (آیت-6) اِنَّ کا اسم ہونے کی وجہ سے لَاٰیٰتٍ حالت نصب میں ہے۔ اس کی خبر مَوۡجُوۡدٌ محذوف ہے۔ فِی اخۡتِلَافِ سے لے کر وَالۡاَرۡضِ تک قائم مقام خبر ہے۔ (آیت-10) دَعۡوٰھُمۡ کے پہلے یَکُوۡنُ محذوف ہے اور یہ کَانَ تامہ ہے۔ دَعۡوٰھُمۡ اس کا فاعل ہے اور محلاً حالت رفع میں ہے۔ فِیۡھَا کی ضمیر جَنّٰتِ النَّعِیۡمِ کے لیے ہے۔ وَاٰخِرُ دَعۡوٰھُمۡ سے پہلے بھی کَانَ تامہ کا یَکُوۡنُ محذوف ہے اور اس کا فاعل ہونے کی وجہ سے اٰخِرُ دَعۡوٰھُمۡ کے مضاف اٰخِرُ پر رفع آئی ہے۔

ترجمہ

الٓرٰ ^قف^	تِلۡکَ	اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡحَکِیۡمِ ①	اَ	کَانَ	لِلنَّاسِ	عَجَبًا	اَنۡ	اَوۡحَیۡنَاۤ
الرا	یہ	حکمت والی کتاب کی آیات ہیں	کیا	یہ ہوا	لوگوں کے لیے	عجیب	کہ	وحی کیا ہم نے

اِلٰی رَجُلٍ	مِّنۡھُمۡ	اَنۡ	اَنۡذِرِ	النَّاسَ	وَبَشِّرِ	الَّذِیۡنَ	اٰمَنُوۡۤا	اَنَّ	لَھُمۡ
ایک شخص کی طرف	ان میں سے	کہ	تو خبردار کر	لوگوں کو	اور خوشخبری دے	ان لوگوں کو جو	ایمان لائے	کہ	ان کے لیے ہے

قَدَمَ صِدۡقٍ	عِنۡدَ رَبِّھِمۡ ؕ	قَالَ	الۡکٰفِرُوۡنَ	اِنَّ	ھٰذَا	لَسٰحِرٌ مُّبِیۡنٌ ②	اِنَّ	رَبَّکُمُ
سچائی کا رتبہ	ان کے رب کے پاس	تو کہا	کافروں نے	بیشک	یہ (تو)	یقیناً ایک کھلا جادوگر ہے	بیشک	تم لوگوں کی پرورش کرنے والا

اللّٰہُ الَّذِیۡ	خَلَقَ	السَّمٰوٰتِ	وَالۡاَرۡضَ	فِیۡ سِتَّۃِ اَیَّامٍ	ثُمَّ	اسۡتَوٰی	عَلَی الۡعَرۡشِ	یُدَبِّرُ	الۡاَمۡرَ ؕ
وہ اللہ ہے جس نے	پیدا کیا	آسمانوں کو	اور زمین کو	چھ دنوں میں	پھر	وہ متمکن ہوا	عرش پر	وہ تدبیر کرتا ہے	تمام معاملات کی

مَا	مِنۡ شَفِیۡعٍ	اِلَّا	مِنۡۢ بَعۡدِ اِذۡنِہٖ ؕ	ذٰلِکُمُ اللّٰہُ	رَبُّکُمۡ	فَاعۡبُدُوۡہُ ؕ
نہیں ہے	کوئی بھی شفاعت کرنے والا	مگر	اس کی اجازت کے بعد	یہ اللہ	تم لوگوں کی پرورش کرنے والا ہے	پس تم لوگ اس کی بندگی کرو

اَفَلَا تَذَکَّرُوۡنَ ③	اِلَیۡہِ	مَرۡجِعُکُمۡ	جَمِیۡعًا ؕ	وَعۡدَ اللّٰہِ	حَقًّا ؕ	اِنَّہٗ
تو کیا تم لوگ نصیحت نہیں حاصل کرتے	اس کی طرف ہی	تمہیں لوٹنا ہے	سب کے سب کو	(بیشک) اللہ کا وعدہ (ثابت) ہے	حق ہوتے ہوئے	بیشک وہ

9664

يَبۡدَؤُا	الۡخَلۡقَ	ثُمَّ	يُعِيۡدُهٗ	لِيَجۡزِيَ	الَّذِيۡنَ	اٰمَنُوۡا	وَعَمِلُوا
ابتدا کرتا ہے	پیدا کرنے کی	پھر	وہ دوبارہ (پیدا) کرے گا اس کو	تاکہ وہ بدلہ دے	ان لوگوں کو جو	ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کیے

الصّٰلِحٰتِ	بِالۡقِسۡطِ ؕ	وَالَّذِيۡنَ	كَفَرُوۡا	لَهُمۡ	شَرَابٌ	مِّنۡ حَمِيۡمٍ	وَّعَذَابٌ اَلِيۡمٌۢ
نیک	انصاف سے	اور وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	ان کے لیے	پینے کی چیز ہے	کھولتے (پانی) سے	اور ایک دردناک عذاب ہے

بِمَا	كَانُوۡا يَكۡفُرُوۡنَ ۝٤	هُوَ	الَّذِيۡ	جَعَلَ	الشَّمۡسَ	ضِيَآءً	وَّالۡقَمَرَ	نُوۡرًا
اور بسبب اس کے جو	وہ لوگ کفر کرتے تھے	وہ	وہی ہے جس نے	بنایا	سورج کو	روشنیاں	اور چاند کو	نور

وَّقَدَّرَهٗ	مَنَازِلَ	لِتَعۡلَمُوۡا	عَدَدَ السِّنِيۡنَ	وَالۡحِسَابَ ؕ	مَا	خَلَقَ	اللّٰهُ	ذٰلِكَ
اور اس نے مقرر کیا اس کو	بلحاظ منزلوں کے	تاکہ تم لوگ جان لو	سالوں کی گنتی کو	اور حساب کو	نہیں	پیدا کیا	اللہ نے	یہ

اِلَّا	بِالۡحَقِّ ۚ	يُفَصِّلُ	الۡاٰيٰتِ	لِقَوۡمٍ	يَّعۡلَمُوۡنَ ۝٥	اِنَّ	فِى اخۡتِلَافِ الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ
مگر	حق کے ساتھ	وہ کھول کھول کر بیان کرتا ہے	نشانیوں کو	ایسے لوگوں کے لیے جو	علم رکھتے ہیں	یقیناً	دن اور رات کے اختلاف میں

وَمَا	خَلَقَ	اللّٰهُ	فِى السَّمٰوٰتِ	وَالۡاَرۡضِ	لَاٰيٰتٍ	لِّقَوۡمٍ	يَّتَّقُوۡنَ ۝٦	اِنَّ	الَّذِيۡنَ
اور اس میں جو	پیدا کیا	اللہ نے	آسمانوں میں	اور زمین میں	نشانیاں ہیں	ایسے لوگوں کے لیے جو	تقویٰ کرتے ہیں	بیشک	جو لوگ

لَا يَرۡجُوۡنَ	لِقَآءَنَا	وَ	رَضُوۡا	بِالۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا	وَاطۡمَاَنُّوۡا	بِهَا	وَالَّذِيۡنَ	هُمۡ
امید نہیں رکھتے	ہماری ملاقات کی	اس حال میں کہ	وہ راضی ہوئے	دنیوی زندگی سے	اور مطمئن ہوئے	اس پر	اور جو لوگ	وہ ہیں جو

عَنۡ اٰيٰتِنَا	غٰفِلُوۡنَ ۝٧	اُولٰٓـئِكَ	مَاۡوٰٮهُمُ	النَّارُ	بِمَا	كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ ۝٨	اِنَّ
ہماری نشانیوں سے	غفلت برتنے والے ہیں	یہی لوگ ہیں	جن کا ٹھکانہ	آگ ہے	بسبب اس کے جو	وہ کماتے تھے	بیشک

الَّذِيۡنَ	اٰمَنُوۡا	وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ	يَهۡدِيۡهِمۡ	رَبُّهُمۡ	بِاِيۡمَانِهِمۡ ۚ	تَجۡرِىۡ	مِنۡ تَحۡتِهِمُ
جو لوگ	ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کیے	نیک	ہدایت دے گا ان کو	ان کا رب	ان کے ایمان کی وجہ سے	بہیں گی	ان کے نیچے سے

الۡاَنۡهٰرُ	فِىۡ جَنّٰتِ النَّعِيۡمِ ۝٩	دَعۡوٰٮهُمۡ	فِيۡهَا	سُبۡحٰنَكَ	اللّٰهُمَّ	وَتَحِيَّتُهُمۡ	فِيۡهَا	سَلٰمٌ ۚ
نہریں	نعمتوں کے باغات میں	(ہوگا) ان کا پکارنا	اس میں	(کہ) پاکی تیری ہے	اے اللہ	اور (ہوگا) ان کا دعا دینا	اس میں	سلام

وَاٰخِرُ دَعۡوٰٮهُمۡ	اَنِ	الۡحَمۡدُ	لِلّٰهِ	رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝١٠
اور (ہوگا) ان کا آخری پکارنا	کہ	تمام حمد	اللہ کے لیے ہی ہے	جو تمام جہانوں کا پرورش کرنے والا ہے

نوٹ:1

لفظ ضِیَاءً میں روشنی کے ساتھ تپش کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے اور نور، خُنُک (یعنی ٹھنڈی) روشنی کو کہتے ہیں اور یہ ایک امر واقعہ ہے کہ سورج کی روشنی میں تپش ہوتی ہے اور چاند کی روشنی ٹھنڈی ہوتی ہے۔ (تدبر قرآن) ضِیَاءً لفظ ضَوْءٌ کی جمع ہے۔ اس میں شاید اس طرف اشارہ

ہے کہ روشنی کے ساتھ رنگ اور قسمیں جو دنیا میں پائی جاتی ہیں، آفتاب ان تمام اقسام کا جامع ہے جو بارش کے بعد قوس قزح میں ظاہر ہوتے ہیں۔(معارف القرآن)

نوٹ:2 شمسی وقمری سال اور مہینے قدیم زمانہ سے معروف ہیں لیکن چاند کے ذریعے مہینہ اور تاریخ کا حساب مشاہدہ اور تجربہ سے معلوم ہے۔جبکہ شمس کی منزلوں کے حسابات سوائے ریاضی والوں کے کوئی دوسرا نہیں سمجھ سکتا۔اس لیے عوام الناس کی آسانی کی خاطر عموماً احکام اسلامیہ میں قمری مہینوں اور تاریخوں کا اعتبار کیا گیا ہے۔اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ شمسی حساب رکھنا یا استعمال کرنا ناجائز ہے۔کوئی شخص اگر نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، عدت وغیرہ میں قمری حساب کو شریعت کے مطابق استعمال کرے، تو پھر اسے اختیار ہے کہ اپنے کاروبار اور تجارت وغیرہ میں شمسی حساب استعمال کرے۔البتہ ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمانوں میں مجموعی طور پر قمری حساب جاری رہے تاکہ رمضان اور حج وغیرہ کے اوقات معلوم ہوتے رہیں۔ایسا نہ ہو کہ شمسی مہینوں کے علاوہ کوئی مہینہ معلوم ہی نہ ہو۔اس لیے قمری حساب کو باقی رکھنا مسلمانوں کا ذمہ فرض کفایہ ہے۔اور یہ سنتِ رسول ﷺ ہے۔اس کا اتباع باعث ثواب اور باعث برکت ہے۔(معارف القرآن)

آیت نمبر (10/یونس:11 تا 20)

وَلَوْ	يُعَجِّلُ	اللّٰهُ	لِلنَّاسِ	اسْتِعْجَالَهُمْ	الشَّرَّ	بِالْخَيْرِ	لَقُضِيَ
اور اگر	جلدی کرتا	اللہ	لوگوں کے لیے	برائی میں	جیسا کہ ان کا جلدی مچانا ہے	بھلائی میں	تو ضرور پورا کر دیا جاتا

اِلَيْهِمْ	اَجَلُهُمْ ؕ	فَنَذَرُ	الَّذِيْنَ	لَا يَرْجُوْنَ	لِقَآءَنَا	فِيْ طُغْيَانِهِمْ	يَعْمَهُوْنَ ⑪
ان کی طرف	ان کی مدت کو	تو ہم چھوڑ دیتے ہیں	ان لوگوں کو جو	امید نہیں رکھتے	ہماری ملاقات کی	ان کی سرکشی میں	بھٹکتے ہوئے

وَاِذَا	مَسَّ	الْاِنْسَانَ	الضُّرُّ	دَعَانَا	لِجَنْۢبِهٖۤ	اَوْ	قَاعِدًا	اَوْ	قَآئِمًا ۚ
اور جب کبھی	چھوتی ہے	انسان کو	تکلیف	تو وہ پکارتا ہے ہم کو	اپنی کروٹ کے بل	یا	بیٹھے ہوئے	یا	کھڑے ہوئے

فَلَمَّا	كَشَفْنَا	عَنْهُ	ضُرَّهٗ	مَرَّ	كَاَنْ	لَّمْ يَدْعُنَاۤ	اِلٰى ضُرٍّ
پھر جب	ہٹا دیتے ہیں ہم	اس سے	اس کی تکلیف کو	تو وہ گزرتا ہے (یعنی چل دیتا ہے)	جیسے کہ	اس نے پکارا ہی نہیں ہم کو	اس تکلیف کے لیے

مَّسَّهٗ ؕ	كَذٰلِكَ	زُيِّنَ	لِلْمُسْرِفِيْنَ	مَا	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ⑫	وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا
جس نے چھوڑا اس کو	اس طرح	مزین کیا گیا	حد سے تجاوز کرنے والوں کے لیے	اس کو جو	وہ لوگ عمل کرتے ہیں	اور بیشک ہم نے ہلاک کیا ہے

الْقُرُوْنَ	مِنْ قَبْلِكُمْ	لَمَّا	ظَلَمُوْا ۙ	وَ	جَآءَتْهُمْ	رُسُلُهُمْ	بِالْبَيِّنٰتِ
نسلوں کو	تم لوگوں سے پہلے	جب	انہوں نے ظلم کیا	حالانکہ	آئے ان کے پاس	ان کے رسول	واضح (نشانیوں) کے ساتھ

وَ	مَا كَانُوْا	لِيُؤْمِنُوْا ؕ	كَذٰلِكَ	نَجْزِى	الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ⑬	ثُمَّ	جَعَلْنٰكُمْ
اور (پھر بھی)	وہ نہیں تھے	کہ ایمان لاتے	اس طرح	ہم بدلہ دیتے ہیں	جرم کرنے والے لوگوں کو	پھر	ہم نے بنایا لوگوں کو

خَلٰٓئِفَ	فِی الْاَرْضِ	مِنْۢ بَعْدِهِمْ	لِنَنْظُرَ	كَیْفَ	تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾	وَاِذَا	تُتْلٰی عَلَیْهِمْ
خلیفہ	زمین میں	ان کے بعد سے	تا کہ ہم دیکھیں	کیسا	تم لوگ عمل کرتے ہو	اور جب بھی	پڑھ کر سنائی جاتی ہیں انہیں

اٰیَاتُنَا	بَیِّنٰتٍ ۙ	قَالَ	الَّذِیْنَ	لَا یَرْجُوْنَ	لِقَآءَنَا	ائْتِ	بِقُرْاٰنٍ	غَیْرِ هٰذَآ
ہماری آیتیں	واضح ہوتے ہوئے	تو کہتے ہیں	وہ لوگ جو	امید نہیں رکھتے	ہماری ملاقات کی	آپ لائیں	کوئی قرآن	اس کے علاوہ

اَوْ	بَدِّلْهُ ؕ	قُلْ	مَا یَكُوْنُ لِیْٓ	اَنْ	اُبَدِّلَهٗ	مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِیْ ۚ
یا	آپ تبدیل کریں، اس کو	آپ کہہ دیجئے	نہیں ہوگا (ممکن) میرے لیے	کہ	میں تبدیل کروں اس کو	اپنے جی سے

اِنْ اَتَّبِعُ	اِلَّا	مَا	یُوْحٰٓی	اِلَیَّ ۚ	اِنِّیْٓ	اَخَافُ	اِنْ	عَصَیْتُ	رَبِّیْ
میں پیروی نہیں کرتا	مگر	اس کی جو	وحی کیا جاتا ہے	میری طرف	بیشک میں	ڈرتا ہوں،	اگر	میں نافرمانی کروں	اپنے رب کی،

عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۵﴾	قُلْ	لَّوْ	شَآءَ	اللّٰهُ	مَا تَلَوْتُهٗ عَلَیْكُمْ	وَلَآ اَدْرٰىكُمْ	بِهٖ ۖ
ایک عظیم دن کے عذاب سے	آپ کہہ دیجئے	اگر	چاہتا	اللہ	تو میں اسے پڑھ کر نہ سناتا تم لوگوں کو	اور وہ باخبر نہ کرتا تم کو	اس سے

فَقَدْ لَبِثْتُ	فِیْكُمْ	عُمُرًا	مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ	اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶﴾	فَمَنْ	اَظْلَمُ	مِمَّنِ	افْتَرٰی
میں رہ چکا ہوں	تم لوگوں میں	ایک عمر	اس سے پہلے	تو کیا تم لوگ عقل سے کام نہیں لیتے	پس کون	زیادہ ظالم ہے	اس سے جس نے	گھڑا

عَلَی اللّٰهِ	كَذِبًا	اَوْ	كَذَّبَ	بِاٰیٰتِهٖ ؕ	اِنَّهٗ	لَا یُفْلِحُ	الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۷﴾	وَیَعْبُدُوْنَ
اللہ پر	ایک جھوٹ	یا	جھٹلایا	اس کی آیتوں کو	حقیقت یہ ہے کہ	فلاح نہیں پاتے	جرم کرنے والے	اور وہ بندگی کرتے ہیں

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	مَا	لَا یَضُرُّهُمْ	وَلَا یَنْفَعُهُمْ	وَیَقُوْلُوْنَ	هٰٓؤُلَآءِ	شُفَعَآؤُنَا
اللہ کے علاوہ	اس کی جو	تکلیف نہیں دیتا ان کو	اور نہ ہی نفع دیتا ہے ان کو	اور وہ کہتے ہیں	یہ لوگ	شفاعت کرنے والے ہیں ہماری

عِنْدَ اللّٰهِ ؕ	قُلْ	اَ	تُنَبِّئُوْنَ	اللّٰهَ	بِمَا	لَا یَعْلَمُ	فِی السَّمٰوٰتِ	وَلَا فِی الْاَرْضِ ؕ	سُبْحٰنَهٗ
اللہ کے پاس	آپ کہیے	کیا	تم لوگ خبر دیتے ہو	اللہ کو	اس کی جو	وہ نہیں جانتا	آسمانوں میں	اور نہ ہی زمین میں	پاکیزگی اس کی ہے

وَتَعٰلٰی	عَمَّا	یُشْرِكُوْنَ ﴿۱۸﴾	وَمَا كَانَ	النَّاسُ	اِلَّآ	اُمَّةً وَّاحِدَةً	فَاخْتَلَفُوْا ؕ
اور وہ بلند ہے	اسے جس کو	یہ لوگ شریک کرتے ہیں	اور نہیں تھے	لوگ	مگر	ایک امت	پھر انہوں نے اختلاف کیا

وَلَوْلَا	كَلِمَةٌ	سَبَقَتْ ؕ	مِنْ رَّبِّكَ	لَقُضِیَ
اور اگر نہ ہوتا	ایک فرمان	جو طے ہوا	آپ کے رب (طرف) سے	تو ضرور فیصلہ کر دیا جاتا

بَیْنَهُمْ	فِیْمَا	فِیْهِ	یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۹﴾
ان کے مابین	اس میں	جس میں	یہ لوگ اختلاف کرتے ہیں

وَیَقُوْلُوْنَ	لَوْلَآ	اُنْزِلَ	عَلَیْهِ	اٰیَةٌ	مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ	فَقُلْ	اِنَّمَا
اور وہ کہتے ہیں	کیوں نہیں	اتاری گئی	ان پر	کوئی نشانی	ان کے رب (طرف) سے	تو آپ کہیں	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ

الْغَیْبُ	لِلّٰهِ	فَانْتَظِرُوْا ۚ	اِنِّیْ	مَعَكُمْ	مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ﴿۲۰﴾
غیب تو	اللہ کے لیے ہے	پس تم لوگ انتظار کرو	بیشک میں (بھی)	تمہارے ساتھ	انتظار کرنے والوں میں سے ہوں

نوٹ: 1

آیت۔13 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم نے ''قُرُوۡن'' کو ہلاک کیا۔ یہ قُرن کی جمع ہے۔ جس کے معنی ہیں ''زمانہ''۔ پھر عام طور پر اس سے مراد ایک عہد کے لوگ ہوتے ہیں۔ لیکن قرآن مجید میں جس انداز سے مختلف مقامات پر اس لفظ کو استعمال کیا گیا ہے اس سے ایسا محسوس ہوتا کہ ''قُرن'' سے مراد وہ قوم ہے جو اپنے عروج پر ہو اور کلی یا جزوی طور پر امامت پر سرفراز ہو۔ ایسی قوم کی ہلاکت لازماً یہی معنی نہیں رکھتی کہ اس کی نسل کو بالکل ختم ہی کر دیا جائے۔ بلکہ اس کا مقام عروج و امامت سے گرا دیا جانا، اس کے تہذیب و تمدن کا تباہ ہونا اور اس کے اجزاء کا پارہ پارہ ہو کر دوسری قوموں میں گم ہو جانا، یہ بھی ہلاکت کی ہی ایک صورت ہے (تفہیم القرآن)

نوٹ: 2

آیت۔16۔ جن ظالموں کا ذکر ہے ان میں مسیلمہ کذاب بھی شامل ہے۔ اسے جب ہلاک کیا گیا تو اس کی جماعت پر گندہ ہوگئی حضرت ابوبکرؓ کے پاس اس کے لوگ توبہ کرتے ہوئے آئے او اسلام قبول کیا۔ حضرت ابوؓ بکر نے ان سے کہا کہ مسیلمہ کا کوئی قران تو سناؤ انہوں نے معافی مانگی۔ ابو بکرؓ نے اصرار کیا کہ ضرور سنانا ہو گا تاکہ لوگ موازنہ کر کے ہدایت والی وحی کی فضلیت کو پہچان سکیں۔ انہوں نے جو کچھ سنایا اس کے چند نمونے درج ذیل ہیں۔

(1) یَاضِفۡدَعُ بِنۡتَ صِفۡدَعَیۡنِ نَقِّیۡ کَمۡ تَنۡقَعِیۡنَ لَا الۡمَاءَ تُکَدِّرِیۡنَ وَلَا الشَّارِبَ تَمۡنَعِیۡنَ، یعنی اے مینڈک والے مینڈکوں کی بیٹی تو ٹراجتنا تو ٹراتی ہے، (اس سے) نہ تو پانی گدلا ہو گا اور نہ پینے والا باز رہے گا۔

(2) وَالۡعَاجِنَاتِ عَجۡنًا وَالۡخَابِزَاتِ خَبۡزًا وَالۡاقِمَاتِ لَقۡمًا اِهَالَةً وَسَمۡنًا اِنَّ قُرَیۡشًا قَوۡمٌ یَّعۡتَدُوۡنَ۔ یعنی قسم ہے آٹا گوندھنے والیوں کی جیسا کہ گوندھتے ہیں اور روٹی پکانے والیوں کی جیسا کہ پکاتے ہیں اور لقمہ بنانے والیوں کی جیسا کہ لقمہ بناتے ہیں، چور چور کرتے ہوئے اور گھی ملاتے ہوئے، بیشک قریش ایک ایسی قوم ہے جو زیادتی کرتی ہے۔

(3) اَلۡفِیۡلُ مَا الۡفِیۡلُ وَمَا اَدۡرٰكَ مَا الۡفِیۡلُ لَهٗ ذَنَبٌ قَصِیۡرٌ وَخَرۡطُوۡمٌ طَوِیۡلٌ۔ یعنی ہاتھی اور کیا ہاتھی اور تجھ کو کیا خبر کہ ہاتھی کیا ہے اس کی چھوٹی دم ہے اور لمبی سونڈ ہے۔

حضرت عمرو بن العاصؓ اسلام لانے سے پہلے مسیلمہ کے دوست تھے۔ وہ اس سے ملنے گئے تو اس نے پوچھا تمہارے آدمی یعنی نبی ﷺ پر آج کل کیا وحی اتری ہے۔ انہوںؓ نے کہا میں نے ان کے اصحاب کو ایک بڑی ہی زبردست سورت پڑھتے سنا ہے۔ اس نے پوچھا کیا۔ تو انہوںؓ نے سورۃ العصر پڑھ کر سنائی۔ اس پر اس نے کہا مجھ پر بھی ایک ایسی ہی وحی اتری ہے۔ انہوںؓ نے پوچھا وہ کیا۔ تو اس نے کہا یَا وَبۡرُ یَا وَبۡرُ اِنَّمَا اَنۡتَ اُذُنَانِ و صَدۡرٌ وَسَائِرُكَ حَقۡرٌ وَنَقۡرٌ یعنی اے جانور، اے جانور تو تو بس دو کان ہے اور سینہ ہے (یعنی تیرے دونوں کان اور سینہ نمایاں ہیں) اور تیرا جسم حقیر اور ذلیل ہے۔ (ابن کثیر سے ماخوذ)

نوٹ: 1

آیت۔19) میں ہے کہ تمام لوگ ایک ہی امت تھے۔ شرک و کفر کا نام نہیں تھا۔ پھر توحید میں اختلاف کر کے مختلف قومیں بنیں۔ سب مسلمان ہونے کا زمانہ کتنا تھا۔ اور کب تک رہا؟ روایات حدیث وسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوحؑ کے زمانے میں شرک و کفر ظاہر ہوا جس کا انہیں مقابلہ کرنا پڑا۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ حضرت آدمؑ سے حضرت نوحؑ تک ایک طویل زمانہ ہے۔ دنیا میں انسانوں کی آبادی کافی پھیل چکی تھی۔ ان تمام انسانوں میں رنگ و روپ اور طرز معاشرت کا اختلاف ہونا بھی ایک طبعی امر ہے اور مختلف خطوں میں پھیل جانے کے بعد وطن کا اختلاف بھی یقینی ہے۔ لیکن قرآن نے نسبی، قبائلی اور وطنی اختلاف کو، جو امور فطریہ ہیں۔ وحدت امت میں خلل انداز قرار نہیں دیا اور ان اختلاف کے باوجود اولاد آدمؑ کو امت واحد قرار دیا۔ ہاں جب ایمان کے خلاف کفر و شرک پھیلا تو کافر و مشرک کو الگ قوم اور الگ ملت قرار دے کر فَاخۡتَلَفُوۡا ارشاد فرمایا۔ اس طرح واضح کر دیا کہ اولاد آدمؑ کو مختلف قوموں میں بانٹنے والی چیز صرف ایمان و اسلام سے انحراف ہے۔ نسبی اور وطنی رشتوں سے قومیں الگ الگ نہیں ہوتیں۔ (معارف القرآن)

986/4

986/4

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

آیت نمبر (21تا30)

ع ص ف

(ض) عَصۡفًا: (۱) جھونکا دینا۔ تیزی تیزی سے چلنا۔ (۲) برباد کرنا۔ چورا چورا کر دینا۔ ﴿ فَالۡعٰصِفٰتِ عَصۡفًا ۙ﴾ (77/المرسلٰت:2) ’’پھر قسم ہے جھونکا دینے والیوں کی جیسا جھونکا دینے کا حق ہے۔‘‘

عَصۡفٌ: اسم ذات بھی ہے۔خشک پتوں کا چورا۔ بھوسا۔﴿ فَجَعَلَهُمۡ كَعَصۡفٍ مَّاۡكُوۡلٍ ﴾ (105/الفیل:5) پھراس نے بنادیا ان کو کھائے ہوئے بھوسے کی مانند۔‘‘

عَاصِفٌ: فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔جھونکا دینے والا یعنی (1) تیز وتند (2) آندھی ۔ زیر مطالعہ آیت۔22

م و ج

(ن) مَوۡجًا: سمندر کا جوش مارنا۔لہروں کا ایک دوسرے پر چڑھنا۔ریلا مارنا۔﴿ وَ تَرَكۡنَا بَعۡضَهُمۡ يَوۡمَئِذٍ يَّمُوۡجُ فِيۡ بَعۡضٍ ﴾ (18/ الکھف:99) ’’اور ہم چھوڑیں گے ان کے بعض کو اس دن وہ ریلا ماریں گے بعض میں۔‘‘

مَوۡجٌ: اسم جنس ہے۔واحد مَوۡجَةٌ۔جمع اور واحد دونوں کے لئے مَوۡجٌ آتا ہے۔لہر۔موج۔زیر مطالعہ آیت۔22

ر ھ ق

(س) رَهَقًا: زبردستی کسی پر حاوی ہوجانا۔(1) زبردستی کرنا۔(2) کسی پر چڑھائی کرنا۔کسی کو ڈھانپ لینا۔چھا جانا۔زیر مطالعہ آیت۔26

رَهَقٌ: اسم ذات ہے۔زبردستی۔چودھراہٹ۔داداگیری۔﴿ فَزَادُوۡهُمۡ رَهَقًا ۙ﴾ (72/الجن:6) ’’تو انہوں نے زیادہ کیا ان کو بلحاظ سر چڑھنے کے۔‘‘

(افعال) اِرۡهَاقًا: کسی کو کسی پر چڑھا دینا۔ ڈھانپ دینا۔ ڈال دینا۔﴿ وَلَا تُرۡهِقۡنِيۡ مِنۡ اَمۡرِيۡ عُسۡرًا ﴾ (18/الکھف:73) ’’اور آپ مت ڈالیں مجھ پر میرے کام کی وجہ سے،مشکل کو۔‘‘

ترکیب

(آیت۔21) بَعۡدِ کا مضاف الیہ ضَرَّآءَ ہے اور نکرہ مخصوصہ۔ضَرَّآءَ غیر منصرف ہے اس لئے نصب اور جر دونوں حالت میں ضَرَّآءَ آتا ہے، مَكۡرًا تمیز ہے۔(آیت۔22) جَآءَتۡهَا سے پہلے وَاِذَا محذوف ہے اور ھا کی ضمیر اَلۡفُلۡكِ کے لیے ہے۔(آیت۔23) مَتَاعَ کی نصب بتارہی ہے کہ اس سے پہلے فعل محذوف ہے جو فَتَمَتَّعُوۡا ہوسکتا ہے۔(آیت۔24) لَيۡلًا اَوۡ نَهَارًا

ظرف زمان ہیں۔ تَغۡنَ دراصل مؤنث کا صیغہ تَغۡنٰی ہے۔ لَمۡ کی وجہ سے یا گری ہوئی ہے۔(آیت۔27) اُغۡشِیَتۡ کا نائب فاعل وُجُوۡهُهُمۡ ہے اور قِطَعًا اس کا مفعول ثانی ہے، جبکہ مُظۡلِمًا حال ہے۔(آیت۔28) مَكَانَكُمۡ مفعول ہے اور اس کا فعل محذوف ہے۔(آیت۔29) اِنۡ كُنَّا میں اِنۡ مخففہ ہے جس کے معنی ہیں: یقیناً۔(آیت۔30) اللّٰهِ کا بدل ہونے کی وجہ سے مَوۡلٰهُمۡ میں مَوۡلٰی محلاً حالت جر میں ہے اس لئے اس کی صفت اَلۡحَقِّ حالت جر میں آئی ہے۔

ترجمہ

وَاِذَآ	اَذَقۡنَا	النَّاسَ	رَحۡمَةً	مِّنۡۢ بَعۡدِ ضَرَّآءَ	مَسَّتۡهُمۡ	اِذَا	لَهُمۡ
اور جب	ہم چکھاتے ہیں	لوگوں کو	کچھ رحمت	اس تکلیف کے بعد جس نے	چھوا ان کو	جب ہی	وہ لوگ

مَّكۡرٌ	فِىۡۤ اٰيَاتِنَا	قُلِ	اللّٰهُ	اَسۡرَعُ	مَكۡرًا
چالیں چلنے لگتے ہیں	ہماری نشانیوں میں	آپ کہیے	اللہ	سب سے تیز ہے	بلحاظ تدبیر کرنے کے

اِنَّ	رُسُلَنَا	يَكۡتُبُوۡنَ	مَا	تَمۡكُرُوۡنَ	هُوَ	الَّذِىۡ
یقیناً	ہمارے رسول (یعنی فرشتے)	لکھتے ہیں	اس کو جو	تم لوگ بہانے بناتے ہو	وہ	وہ ہے جو

يُسَيِّرُكُمۡ	فِى الۡبَرِّ	وَالۡبَحۡرِ	حَتّٰٓى	اِذَا	كُنۡتُمۡ	فِى الۡفُلۡكِ
گھماتا پھراتا ہے تم لوگوں کو	خشکی میں	اور سمندر میں	یہاں تک کہ	جب	تم لوگ ہوتے ہو	کشتی میں

وَجَرَيۡنَ	بِهِمۡ	بِرِيۡحٍ طَيِّبَةٍ	وَّ	فَرِحُوۡا	بِهَا
اور وہ بہتی ہیں	ان کے ساتھ	ایک سازگار ہوا کے ذریعہ سے	اس حال میں کہ	وہ خوش ہوتے ہیں	اس سے

جَآءَتۡهَا	رِيۡحٌ عَاصِفٌ	وَّجَآءَهُمُ	الۡمَوۡجُ
(اور جب) آتی ہے اس (کشتی) کے پاس	ایک تیز وتند ہوا	اور آتی ہے ان لوگوں کے پاس	موج

مِنۡ كُلِّ مَكَانٍ	وَّظَنُّوۡۤا	اَنَّهُمۡ	اُحِيۡطَ	بِهِمۡ	دَعَوُا
ہر جگہ سے	اور انہوں نے سمجھ لیا	کہ وہ لوگ ہیں	احاطہ کیا گیا	جن کا	تو انہوں نے پکارا

اللّٰهَ	مُخۡلِصِيۡنَ	لَهُ	الدِّيۡنَ	لَئِنۡ	اَنۡجَيۡتَنَا
اللہ کو	خالص کرنے والے ہوتے ہوئے	اس کے	اعتقاد کو	یقیناً اگر	تو نے نجات دی ہم کو

مِنۡ هٰذِهٖ	لَنَكُوۡنَنَّ	مِنَ الشّٰكِرِيۡنَ	فَلَمَّاۤ	اَنۡجٰهُمۡ
اس سے	تو ہم لازماً ہوں گے	شکر کرنے والوں میں سے	پھر جب	ہم نجات دیتے ہیں ان کو

اِذَا	هُمۡ	يَبۡغُوۡنَ	فِى الۡاَرۡضِ	بِغَيۡرِ الۡحَقِّ	يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ	اِنَّمَا
جب ہی	وہ لوگ	سرکشی کرتے ہیں	زمین میں	حق کے بغیر	اے لوگوں	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ

بَغۡيُكُمۡ	عَلٰۤى اَنۡفُسِكُمۡ	مَّتَاعَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا	ثُمَّ اِلَيۡنَا
تمہاری سرکشی	تمہاری اپنی جانوں پر ہے	(تو فائدہ اٹھالو) دنیوی زندگی کے سامان سے	پھر ہماری طرف ہی

مَرْجِعُكُمْ	فَنُنَبِّئُكُمْ	بِمَا	كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۳﴾	اِنَّمَا	مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
تمہارا لوٹنا ہے	تو ہم بتا دیں گے تم کو	وہ جو	تم لوگ کرتے تھے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	دنیوی زندگی کی مثال

كَمَآءٍ	اَنْزَلْنٰهُ	مِنَ السَّمَآءِ	فَاخْتَلَطَ	بِهٖ	نَبَاتُ الْاَرْضِ
ایسے پانی جیسی ہے	ہم نے اتارا جس کو	آسمان سے	تو رل مل گیا	اس کے ذریعہ سے	زمین کا سبزہ

مِمَّا	يَاْكُلُ	النَّاسُ	وَالْاَنْعَامُ ؕ	حَتّٰٓى	اِذَآ	اَخَذَتِ	الْاَرْضُ	زُخْرُفَهَا
جس میں سے	کھاتے ہیں	لوگ	اور چوپائے	یہاں تک کہ	جب	پکڑا	زمین نے	اپنے سنگھار کو

وَازَّيَّنَتْ	وَظَنَّ	اَهْلُهَآ	اَنَّهُمْ	قٰدِرُوْنَ	عَلَيْهَآ ۙ	اَتٰىهَآ
اور وہ سج گئی	اور خیال کیا	اس کے لوگوں نے	کہ وہ	قدرت رکھنے والے ہیں	اس پر	(تو) آیا اس کے پاس

اَمْرُنَا	لَيْلًا	اَوْ	نَهَارًا	فَجَعَلْنٰهَا	حَصِيْدًا	كَاَنْ	لَّمْ تَغْنَ
ہمارا حکم	رات کے وقت	یا	دن کے وقت	پھر بنا دیا ہم نے اس کو	کٹی ہوئی کھیتی	جیسے کہ	وہ تھی ہی نہیں

بِالْاَمْسِ ؕ	كَذٰلِكَ	نُفَصِّلُ	الْاٰيٰتِ	لِقَوْمٍ	يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾
کل کو	اس طرح	ہم کھول کھول کر بیان کرتے ہیں	نشانیوں کو	ایسے لوگوں کے لئے جو	غور وفکر کرتے ہیں

وَاللّٰهُ	يَدْعُوْٓا	اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ	وَيَهْدِيْ	مَنْ	يَّشَآءُ
اور اللہ	بلاتا ہے	سلامتی کے گھر کی طرف	اور وہ ہدایت دیتا ہے	اس کو جس کو	وہ چاہتا ہے

اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۵﴾	لِلَّذِيْنَ	اَحْسَنُوا	الْحُسْنٰى
ایک سیدھے راستے کی طرف	ان لوگوں کے لئے جنہوں نے	بھلائی کی	سب سے خوبصورت (اجر) ہے

وَزِيَادَةٌ ؕ	وَلَا يَرْهَقُ	وُجُوْهَهُمْ	قَتَرٌ	وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ
اور زیادہ (بھی) ہے	اور نہیں چھائے گی	ان کے چہروں پر	کوئی سیاہی	اور نہ ہی کوئی ذلت

اُولٰٓئِكَ	اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ	هُمْ	فِيْهَا	خٰلِدُوْنَ ﴿۲۶﴾	وَالَّذِيْنَ	كَسَبُوا
یہ لوگ	جنت والے ہیں	وہ لوگ	اس میں	ہمیشہ رہنے والے ہیں	اور جنہوں نے	کمائیں

السَّيِّاٰتِ	جَزَآءُ سَيِّئَةٍ	بِمِثْلِهَا ۙ	وَتَرْهَقُهُمْ	ذِلَّةٌ ؕ	مَا لَهُمْ
برائیاں	(تو) برائی کا بدلہ	اسی کے جیسا ہے	اور چھائے گی ان پر	ایک ذلت	نہیں ہے ان کے لئے

مِّنَ اللّٰهِ	مِنْ عَاصِمٍ ۚ	كَاَنَّمَآ	اُغْشِيَتْ	وُجُوْهُهُمْ	قِطَعًا
اللہ سے	کوئی بھی بچانے والا	جیسے کہ بس	ڈھانک دیئے گئے	ان کے چہرے	ایک ٹکڑے سے

مِّنَ الَّيْلِ	مُظْلِمًا	اُولٰٓئِكَ	اَصْحٰبُ النَّارِ	هُمْ	فِيْهَا	خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷﴾
رات میں سے	اندھیری ہوتے ہوتے	یہ لوگ	آگ والے ہیں	وہ	اس میں	ہمیشہ رہنے والے ہیں

وَيَوْمَ	نَحْشُرُهُمْ	جَمِيْعًا	ثُمَّ نَقُوْلُ	لِلَّذِيْنَ	اَشْرَكُوْا
اور جس دن	ہم اکٹھا کریں گے ان کو	سب کے سب کو	پھر ہم کہیں گے	ان سے جنہوں نے	شرک کیا

مَكَانَكُمْ	اَنْتُمْ	وَشُرَكَآؤُكُمْ	فَزَيَّلْنَا
(تم لوگ کھڑے ہو) اپنی جگہ پر	تم بھی	اور تمہارے شریک بھی	پھر ہم الگ الگ کریں گے

بَيْنَهُمْ	وَقَالَ	شُرَكَآؤُهُمْ	مَّا كُنْتُمْ	اِيَّانَا
(ان کو) ان کے مابین سے	اور کہیں گے	ان کے شرکاء	نہیں تھے تم کہ	صرف ہماری ہی

تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۸﴾	فَكَفٰى	بِاللّٰهِ	شَهِيْدًۢا	بَيْنَنَا	وَبَيْنَكُمْ
بندگی کرتے تھے	تو کافی ہے	اللہ	بطور گواہ کے	ہمارے درمیان	اور تمہارے درمیان

اِنْ	كُنَّا	عَنْ عِبَادَتِكُمْ	لَغٰفِلِيْنَ ﴿۲۹﴾	هُنَالِكَ	تَبْلُوْا	كُلُّ نَفْسٍ
یقیناً	ہم تھے	تمہاری عبادت سے	بالکل غافل	وہاں	جانچ لے گی	ہر جان

مَّآ	اَسْلَفَتْ	وَرُدُّوْٓا	اِلَى اللّٰهِ	مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ
اس کو جو	اس نے آگے بھیجا	اور وہ لوٹائے جائیں گے	اللہ کی طرف	جو ان کا حقیقی کارساز ہے

وَضَلَّ	عَنْهُمْ	مَّا	كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۳۰﴾
اور گم ہو جائے گا	ان سے	وہ جو	وہ گھڑتے تھے

آیت نمبر (31 تا 40)

ترکیب (آیت 35) لَا يَهِدِّيْٓ دراصل لَا يَهْتَدِيْ ہے جو قاعدہ کے مطابق تبدیل ہو کر لَا يَهِدِّيْ استعمال ہوا ہے۔

ترجمہ

قُلْ	مَنْ	يَّرْزُقُكُمْ	مِّنَ السَّمَآءِ	وَالْاَرْضِ	اَمَّنْ	يَّمْلِكُ	السَّمْعَ
آپؐ کہیے	کون	رزق دیتا ہے تم کو	آسمان سے	اور زمین سے	یا کون	اختیار رکھتا ہے	سماعت پر

وَالْاَبْصَارَ	وَمَنْ	يُّخْرِجُ	الْحَيَّ	مِنَ الْمَيِّتِ	وَيُخْرِجُ	الْمَيِّتَ	مِنَ الْحَيِّ
اور بصارتوں پر	اور کون	نکالتا ہے	زندہ کو	مردہ سے	اور (کون) نکالتا ہے	مردہ کو	زندہ سے

وَمَنْ	يُّدَبِّرُ	الْاَمْرَ	فَسَيَقُوْلُوْنَ	اللّٰهُ	فَقُلْ	اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۱﴾
اور کون	تدبیر کرتا ہے	تمام معاملات کی	تو وہ کہیں گے کہ	اللہ	تو آپؐ کہیں	تو کیا تم لوگ ڈرتے نہیں

فَذٰلِكُمُ	اللّٰهُ	رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ	فَمَاذَا	بَعْدَ الْحَقِّ	اِلَّا الضَّلٰلُ ۚ
پس یہ	اللہ ہے	جو تمہارا حقیقی پرورش کرنے والا ہے	پھر کیا ہے	حق کے بعد	سوائے گمراہی کے

فَاَنّٰى	تُصْرَفُوْنَ ﴿۳۲﴾	كَذٰلِكَ	حَقَّتْ	كَلِمَتُ رَبِّكَ	عَلَى الَّذِيْنَ
تو کہاں سے	تم لوگ پھیرے جاتے ہو	اس طرح	پورا ہوا	آپ کے رب کا فرمان	ان لوگوں پر جنہوں نے

فَسَقُوْٓا	اَنَّهُمْ	لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾	قُلْ	هَلْ	مِنْ شُرَكَآئِكُمْ	مَّنْ	يَّبْدَؤُا
نافرمانی کی	کہ وہ لوگ	ایمان نہیں لاتے	آپ کہیے	کیا	تمہارے شریکوں میں سے	کوئی	ابتداء کرتا ہے

الْخَلْقَ	ثُمَّ	يُعِيْدُهٗ ؕ	قُلِ	اللّٰهُ	يَبْدَؤُا
پیدا کرنے کی	پھر	واپس لاتا ہے اس کو	آپ کہیے	اللہ	ابتدا کرتا ہے

الْخَلْقَ	ثُمَّ	يُعِيْدُهٗ	فَاَنّٰى	تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۴﴾	قُلْ	هَلْ
پیدا کرنے کی	پھر	وہ واپس لاتا ہے اس کو	تو کہاں سے	تم لوگ لوٹائے جاتے ہو	آپ کہیے	کیا

مِنْ شُرَكَآئِكُمْ	مَّنْ	يَّهْدِيْٓ	اِلَى الْحَقِّ ؕ	قُلِ	اللّٰهُ	يَهْدِيْ	لِلْحَقِّ ؕ
تمہارے شریکوں میں سے	کوئی	ہدایت دیتا ہے	حق کی طرف	آپ کہیے	اللہ	ہدایت دیتا ہے	حق کے لیے

اَفَمَنْ	يَّهْدِيْٓ	اِلَى الْحَقِّ	اَحَقُّ	اَنْ	يُّتَّبَعَ
تو کیا وہ جو	ہدایت دیتا ہے	حق کی طرف	زیادہ حقدار ہے	کہ	اس کی پیروی کی جائے

اَمَّنْ	لَّا يَهِدِّيْٓ	اِلَّآ اَنْ	يُّهْدٰى ۚ	فَمَا لَكُمْ ۟	كَيْفَ
یا اس کی جو	ہدایت نہیں پاتا	سوائے اس کے کہ	اس کو ہدایت دی جائے	تو کیا ہے تمہیں	کیسا

تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۵﴾	وَمَا يَتَّبِعُ	اَكْثَرُهُمْ	اِلَّا	ظَنًّا ؕ	اِنَّ	الظَّنَّ
تم لوگ حکم لگاتے ہو	اور پیروی نہیں کرتے	ان کے اکثر	مگر	گمان کی	بیشک	گمان

لَا يُغْنِيْ	مِنَ الْحَقِّ	شَيْـًٔا ؕ	اِنَّ اللّٰهَ	عَلِيْمٌۢ	بِمَا	يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾
کام نہیں دیتا	حق بات میں	کچھ بھی	بیشک اللہ	جاننے والا ہے	اس کو جو	وہ لوگ کرتے ہیں

وَمَا كَانَ	هٰذَا الْقُرْاٰنُ	اَنْ	يُّفْتَرٰى	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	وَلٰكِنْ
اور نہیں ہے	یہ قرآن	کہ	اس کو گھڑا جائے	اللہ کے علاوہ (کسی) سے	اور لیکن (یعنی بلکہ)

تَصْدِيْقَ الَّذِيْ	بَيْنَ يَدَيْهِ	وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ	لَا رَيْبَ
اس کی تصدیق کرتا ہے جو	اس سے پہلے ہے	اور تمام فرائض کو کھول کر بیان کرتا ہے	کسی قسم کا کوئی شک نہیں ہے

فِيْهِ	مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٣٧﴾	اَمْ	يَقُوْلُوْنَ	افْتَرٰىهُ ط
جس میں	تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے (ہونے میں)	یا	وہ لوگ کہتے ہیں	اس نے گھڑا اس کو

قُلْ	فَاْتُوْا	بِسُوْرَةٍ	مِّثْلِهٖ	وَادْعُوْا	مَنِ	اسْتَطَعْتُمْ
آپ کہئے	تو تم لوگ لاؤ	ایک سورت	اس کے جیسی	اور بلا لو	اس کو جس کی	تمہیں استطاعت ہے

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ	اِنْ كُنْتُمْ	صٰدِقِيْنَ ﴿٣٨﴾	بَلْ	كَذَّبُوْا	بِمَا	لَمْ يُحِيْطُوْا
اللہ کے علاوہ	اگر تم لوگ ہو	سچ کہنے والے	بلکہ	انہوں نے جھٹلایا	اس کو جس کا	انہوں نے احاطہ نہیں کیا

بِعِلْمِهٖ	وَلَمَّا	يَاْتِهِمْ	تَاْوِيْلُهٗ ط	كَذٰلِكَ	كَذَّبَ
اس کے علم سے	اور ابھی تک نہیں	پہنچا ان کے پاس	اس کا انجام	اسی طرح	جھٹلایا

الَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِهِمْ	فَانْظُرْ	كَيْفَ كَانَ	عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٣٩﴾
انہوں نے جو	ان سے پہلے تھے	تو آپ دیکھیں	کیا تھا	ظلم کرنے والوں کا انجام

وَمِنْهُمْ مَّنْ	يُّؤْمِنُ	بِهٖ	وَمِنْهُمْ مَّنْ	لَّا يُؤْمِنُ
اور ان میں وہ بھی ہیں جو	ایمان لاتے ہیں	اس پر	اور ان میں وہ بھی ہیں جو	ایمان نہیں لاتے

بِهٖ ط	وَرَبُّكَ	اَعْلَمُ	بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿٤٠﴾ ع
اس پر	اور آپ کا رب	سب سے زیادہ جاننے والا ہے	نافرمانی کرنے والوں کو

نوٹ:1 آیت۔32 میں تُصْرَفُوْنَ اور آیت۔35 میں تُؤْفَكُوْنَ یہ دونوں مضارع مجہول ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ کہاں سے تم لوگ لوٹ جاتے ہو بلکہ یہ کہا ہے کہ تم لوگوں کو لوٹایا جاتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ گمراہ کرنے والا کوئی شخص یا گروہ ہوتا ہے جو لوگوں کو صحیح رخ سے ہٹا کر غلط رخ پر پھیر دیتا ہے۔ اسی بنا پر لوگوں سے اپیل کی گئی ہے کہ تم اندھے بن کر غلط رہنمائی کرنے والوں کے پیچھے کیوں چلے جا رہے ہو۔ اپنی عقل کیوں نہیں استعمال کرتے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ:2 آیت۔35 میں جو سوال کیا گیا ہے وہ بہت اہم ہے اس لیے اس کو وضاحت سے سمجھ لیں۔ اس دنیا میں انسان کی ضرورتوں کا دائرہ صرف اسی حد تک محدود نہیں ہے کہ اس کو زندگی بسر کرنے کا سامان ملتا رہے اور وہ آفات و مصائب سے محفوظ رہے بلکہ اس کی ایک ضرورت یہ بھی ہے کہ اسے دنیا میں زندگی بسر کرنے کا سامان ملتا رہے اور وہ آفات و مصائب سے محفوظ رہے بلکہ اس کی ایک ضرورت یہ بھی ہے کہ اسے دنیا میں زندگی بسر کرنے کا صحیح طریقہ معلوم ہو۔ وہ جانے کہ اپنی ذات کے ساتھ، اس سروسامان کے ساتھ جو اس کے تصرف میں ہیں، ان انسانوں کے ساتھ جن سے اس کو سابقہ پیش آتا ہے، وہ کیا اور کس طرح کا معاملہ کرے جس سے اس کی زندگی کامیاب ہو اور اس کی کوشش اور محنت غلط راہوں پر صرف ہو کر تباہی و بربادی پر منتج نہ ہو۔ اسی صحیح طریقے کا نام حق ہے۔ اب قرآن مجید ان سب لوگوں سے پوچھتا ہے جو رسول اللہ ﷺ کی تعلیم کو ماننے سے انکار کرتے ہیں، کہ اللہ کے سوا تم جن کی بندگی کرتے ہو ان میں کوئی ہے جو تمہارے لیے ہدایت حق کا ذریعہ بنتا ہو یا بن سکتا ہو۔ ظاہر ہے کہ اس کا جواب نفی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ کیوں؟ اس کی وجہ بھی سمجھ لیں۔

انسان اللہ کے سوا جن کی بندگی کرتا ان کی دو بڑی قسمیں ہیں۔ ایک وہ دیوی، دیوتا اور زندہ یا مردہ انسان جن کی طرف انسان کا رجوع صرف اس غرض کے لیے ہوتا ہے کہ فوق الفطری طریقے سے وہ اس کی حاجتیں پوری کریں اور اس کو آفات سے بچائیں۔ کبھی کسی مشرک نے ہدایت حق کے لیے ان کی طرف رجوع نہیں کیا۔ اور نہ کوئی مشرک یہ کہتا ہے کہ اس کے یہ معبودا سے معاشرت، تمدن، سیاست، اخلاق، عدالت وغیرہ کے اصول سکھاتے ہیں۔ دوسرے نمبر پر وہ انسان ہیں جن کے بنائے ہوئے اصولوں اور قوانین کی پیروی اور اطاعت کی جاتی ہے۔ یہ لوگ رہنما تو ضرور ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ کیا وہ رہنمائے حق بھی ہیں۔ کیا ان میں سے کسی کا بھی علم ان تمام حقائق پر حاوی ہے جن کا جاننا انسانی زندگی کے صحیح اصول وضع کرنے کے لیے ضرورت ہے کیا ان میں سے کوئی بھی ان کمزوریوں، تعصّبات، طبعی میلانات ورجحانات وغیرہ سے بالاتر ہے جو انسانی معاشرے کے لیے منصفانہ قوانین بنانے میں مانع ہوتے ہیں۔ اگر جواب نفی میں ہے تو پھر یہ لوگ ہدایت حق کا سرچشمہ کیسے ہوسکتے ہیں۔

اسی بنا پر قرآن یہ سوال کرتا ہے کہ لوگو! تمہارے ان مذہبی معبدوں اور تمدنی خداؤں میں کوئی ایس ابھی ہے جو تمہاری رہنمائی کرنے والا ہو۔ آیت نمبر۔ 31 تا 34 کے سوالات سے مل کر آیت نمبر 35 کا آخری سوال مذہب اور دین کے پورے مسئلے کا فیصلہ کرتا ہے۔

انسان کی ساری ضرورتیں دو ہی نوعیت کی ہیں۔ ایک یہ کہ کوئی اس کا پروردگار ہو، جو دعاؤں کا سننے والا اور حاجتوں کا پورا کرنے والا ہو۔ اس کے لیے قرآن کا فیصلہ یہ ہے کہ اس ضرورت کو پورا کرنے والا اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ دوسری ضرورت یہ ہے کہ کوئی ایسا رہنما ہو جو دنیا میں زندگی بسر کرنے کے اصول بتائے۔ اس لیے بھی قرآن کا فیصلہ یہ ہے کہ یہ بھی صرف اللہ کا ہی کام ہے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (41 تا 60)

ترکیب

آیت۔45) كَاَنْ لَمْ میں كَاَنْ دراصل كَاَنَّ ہے، آگے لَمْ سے ملانے کے لیے نون خفیفہ ہوا ہے۔ (آیت۔46) اِمَّا میں اِنْ شرطیہ اور مَا زائدہ ہے۔ (آیت۔50) بَيَاتًا کو ظرف بھی مانا جا سکتا ہے لیکن بہتر ہے کہ اس کو حال مانا جائے۔ جبکہ نَهَارًا ظرف ہے۔ (آیت۔52) ثُمَّ قِيْلَ گذشتہ آیت کے اِذَا سے تسلسل میں ہے اس لیے اس کا ترجمہ بھی مستقبل میں ہوگا۔ (آیت۔53) اَحَقٌّ هُوَ میں حَقٌّ خبر مقدم اور هُوَ مبتدا موخر ہے۔ اِيْ عربی میں نَعَم کے معنی میں آتا ہے۔ وَرَبِّيْ کا واؤ قسمیہ ہے۔

ترجمہ

وَاِنْ	كَذَّبُوْكَ	فَقُلْ	لِّيْ	عَمَلِيْ	وَلَكُمْ	عَمَلُكُمْ ج
اور اگر	وہ لوگ جھٹلاتے ہیں آپ ﷺ کو	تو آپ ﷺ کہہ دیجئے	میرے لئے	میرا عمل ہے	اور تمہارے لئے	تمہارا عمل ہے

اَنْتُمْ	بَرِيْٓـــُٔوْنَ	مِمَّآ	اَعْمَلُ	وَاَنَا	بَرِيْٓءٌ	مِّمَّا	تَعْمَلُوْنَ ﴿41﴾
تم لوگ	بری ہو	اس سے جو	میں عمل کرتا ہوں	اور میں	بری ہوں	اس سے جو	تم لوگ کرتے ہو

وَمِنْهُمْ مَّنْ	يَّسْتَمِعُوْنَ	اِلَيْكَ ط	اَفَاَنْتَ	تُسْمِعُ	الصُّمَّ
اور ان میں وہ بھی ہیں جو	کان لگاتے ہیں	آپ ﷺ کی طرف	تو کیا آپ ﷺ	سنائیں گے	بہروں کو

وَ	لَوْ	كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿42﴾	وَمِنْهُمْ مَّنْ	يَّنْظُرُ
اس حال میں کہ	اگر	وہ لوگ عقل استعمال نہیں کرتے ہیں	اور ان میں وہ بھی ہیں جو	دیکھتے ہیں

اِلَيْكَ ؕ	اَفَاَنْتَ	تَهْدِى	الْعُمْىَ	وَ	لَوْ	كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۴۳﴾
آپ کی طرف	تو کیا آپ	راہ دکھائیں گے	اندھوں کو	اس حال میں کہ	اگر	وہ لوگ بصارت نہیں کرتے ہیں

اِنَّ اللّٰهَ	لَا يَظْلِمُ	النَّاسَ	شَيْـًٔا	وَّلٰكِنَّ	النَّاسَ	اَنْفُسَهُمْ
یقیناً اللہ	ظلم نہیں کرتا	لوگوں پر	کچھ بھی	اور لیکن	لوگ	اپنے آپ پر

يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۴﴾	وَيَوْمَ	يَحْشُرُهُمْ	كَاَنْ	لَّمْ يَلْبَثُوْٓا	اِلَّا	سَاعَةً
ظلم کرتے ہیں	اور جس دن	وہ اکٹھا کرے گا ان کو	گویا کہ	وہ لوگ ٹھہرے ہی نہیں	مگر	ایک گھڑی

مِّنَ النَّهَارِ	يَتَعَارَفُوْنَ	بَيْنَهُمْ ؕ	قَدْ خَسِرَ	الَّذِيْنَ
دن کی	ایک دوسرے کو پہچانیں گے	اپنے مابین	گھاٹے میں پڑ چکے ہیں	وہ لوگ جنہوں نے

كَذَّبُوْا	بِلِقَآءِ اللّٰهِ	وَمَا كَانُوْا	مُهْتَدِيْنَ ﴿۴۵﴾	وَاِمَّا	نُرِيَنَّكَ
جھٹلایا	اللہ کی ملاقات کو	اور وہ نہیں تھے	ہدایت پانے والے	اور اگر	ہم دکھا ہی دیں آپ کو

بَعْضَ الَّذِىْ	نَعِدُهُمْ	اَوْ	نَتَوَفَّيَنَّكَ	فَاِلَيْنَا	مَرْجِعُهُمْ
اس کے بعض کو جو	ہم نے وعدہ کیا ان سے	یا	ہم وفات بھی دیں آپ کو	تو ہماری طرف ہی	لوٹنا ہے ان کو

ثُمَّ	اللّٰهُ	شَهِيْدٌ	عَلٰى مَا	يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۶﴾	وَلِكُلِّ اُمَّةٍ	رَّسُوْلٌ ۚ	فَاِذَا
پھر	اللہ	گواہ ہے	اس پر جو	وہ لوگ کرتے ہیں	اور ہر امت کے لیے	ایک رسول ہے	پس جب

جَآءَ	رَسُوْلُهُمْ	قُضِىَ	بَيْنَهُمْ	بِالْقِسْطِ	وَهُمْ	لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۴۷﴾
آتا ہے	ان کا رسول	تو فیصلہ کر دیا جاتا ہے	ان کے مابین	انصاف سے	اور ان پر	ظلم نہیں کیا جاتا

وَيَقُوْلُوْنَ	مَتٰى	هٰذَا الْوَعْدُ	اِنْ	كُنْتُمْ	صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾	قُلْ	لَّآ اَمْلِكُ
اور وہ لوگ کہتے ہیں	کب	یہ وعدہ ہے	اگر	تم لوگ	سچے ہو	آپ کہیے	میں اختیار نہیں کرتا

لِنَفْسِىْ	ضَرًّا	وَّلَا نَفْعًا	اِلَّا	مَا	شَآءَ	اللّٰهُ ؕ	لِكُلِّ اُمَّةٍ
اپنی جان کے لیے	کسی تکلیف کا	اور نہ کسی نفع کا	مگر	وہ جو	چاہے	اللہ	ہر ایک امت کے لیے

اَجَلٌ ؕ	اِذَا	جَآءَ	اَجَلُهُمْ	فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ	سَاعَةً
خاتمے کا ایک وقت ہے	جب بھی	آئے گا	ان کا وقت	تو وہ لوگ نہ پیچھے ہوں گے	ایک گھڑی

وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۴۹﴾	قُلْ	اَ	رَءَيْتُمْ	اِنْ	اَتٰىكُمْ
اور نہ آگے ہوں گے	آپ کہیے	کیا	تم لوگوں نے غور کیا	(کہ) اگر	آئے تمہارے پاس

عَذَابُهٗ	بَيَاتًا	اَوْ	نَهَارًا	مَّاذَا	يَسْتَعْجِلُ	مِنْهُ
اس کا عذاب	رات بسر کرتے ہوئے	یا	دن کے وقت	وہ چیز	جلدی چاہتے ہیں	جس میں

الْمُجْرِمُوْنَ ۵۰	اَ	ثُمَّ	اِذَا	مَا	وَقَعَ	اٰمَنْتُمْ	بِهٖ ط
مجرم لوگ	کیا	پھر	جب	وہ جو	واقع ہوگا	تم لوگ ایمان لاؤ گے	اس پر

آٰلْئٰنَ	وَ	قَدْ كُنْتُمْ	بِهٖ	تَسْتَعْجِلُوْنَ ۵۱	ثُمَّ	قِيْلَ	لِلَّذِيْنَ
کیا اب	حالانکہ	تم لوگ	اس کی	جلدی مچا چکے ہو	پھر	کہا جائے گا	ان سے جنھوں نے

ظَلَمُوْا	ذُوْقُوْا	عَذَابَ الْخُلْدِ ج	هَلْ تُجْزَوْنَ	اِلَّا	بِمَا
ظلم کیا	تم لوگ چکھو	ہمیشہ کا عذاب	تمھیں کیا بدلہ دیا جائے گا	سوائے	اس کے سبب جو

كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۵۲	وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ	اَ	حَقٌّ	هُوَ ط
تم لوگ کماتے تھے	اور وہ لوگ خبر مانگتے ہیں آپؐ سے (یعنی پوچھتے ہیں)	کیا	حق ہے	وہ (عذاب)

قُلْ	اِيْ	وَرَبِّيْٓ	اِنَّهٗ	لَحَقٌّ ؔ	وَمَآ اَنْتُمْ	بِمُعْجِزِيْنَ ۵۳ ع
آپؐ کہیے	ہاں	میرے رب کی قسم	بیشک وہ	برحق ہے	اور تم لوگ نہیں ہو	عاجز کرنے والے (اس کو)

وَلَوْ	اَنَّ	لِكُلِّ نَفْسٍ	ظَلَمَتْ	مَا	فِي الْاَرْضِ	لَافْتَدَتْ
اور اگر	(ہوتا) کہ	ہر اس جان کے لئے	جس نے ظلم کیا	وہ (سب کچھ) جو	زمین میں ہے	تو وہ ضرور خود کو چھڑاتی

بِهٖ ط	وَاَسَرُّوا	النَّدَامَةَ	لَمَّا	رَاَوُا	الْعَذَابَ ج	وَقُضِيَ
اسے دے کر	اور وہ چھپائیں گے	ندامت کو	جب	وہ دیکھیں گے	اس عذاب کو	اور فیصلہ کیا جائے گا

بَيْنَهُمْ	بِالْقِسْطِ	وَهُمْ	لَا يُظْلَمُوْنَ ۵۴	اَلَآ	اِنَّ	لِلّٰهِ
ان کے مابین	انصاف سے	اور ان پر	ظلم نہیں کیا جائے گا	سن لو	یقیناً	اللہ ہی کا ہے

مَا	فِي السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ ط	اَلَآ	اِنَّ	وَعْدَ اللّٰهِ	حَقٌّ
وہ (سب کچھ) جو	آسمانوں میں ہے	اور زمین میں ہے	یاد رکھو	یقیناً	اللہ کا وعدہ	حق ہے

وَّلٰكِنَّ	اَكْثَرَهُمْ	لَا يَعْلَمُوْنَ ۵۵	هُوَ	يُحْيٖ	وَيُمِيْتُ	وَاِلَيْهِ
لیکن	ان کی اکثریت	جانتی نہیں ہے	وہ	زندگی دیتا ہے	اور موت دیتا ہے	اور اس کی طرف

تُرْجَعُوْنَ ۵۶	يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ	قَدْ جَآءَتْكُمْ	مَّوْعِظَةٌ	مِّنْ رَّبِّكُمْ
تم لوگ لوٹائے جاؤ گے	اے لوگو	آ چکی تمہارے پاس	ایک نصیحت	تمہارے رب (کی طرف) سے

وَشِفَآءٌ	لِّمَا	فِي الصُّدُوْرِ ۙ	وَهُدًى	وَّرَحْمَةٌ	لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۵۷
اور ایک شفا	اس کے لیے جو	سینوں میں ہے	اور ہدایت	اور رحمت	ایمان لانے والوں کے لیے

قُلْ	بِفَضْلِ اللّٰهِ	وَبِرَحْمَتِهٖ	فَبِذٰلِكَ	فَلْيَفْرَحُوْا ط
آپؐ کہئے	اللہ کے فضل سے	اور اس کی رحمت سے (یہ آئی ہیں)	پس اس سبب سے	پھر انہیں چاہیے کہ وہ خوش ہوں

هُوَ	خَيْرٌ	مِّمَّا	يَجْمَعُوْنَ ﴿٥٨﴾	قُلْ	اَ	رَءَيْتُمْ	مَّآ	اَنْزَلَ	اللّٰهُ
یہ	بہتر ہے	اس سے جو	یہ لوگ جمع کرتے ہیں	آپؐ کہئے	کیا	تم لوگوں نے غور کیا	اس پر جو	اتارا	اللہ نے

لَكُمْ	مِّنْ رِّزْقٍ	فَجَعَلْتُمْ	مِّنْهُ	حَرَامًا	وَّحَلٰلًا ط	قُلْ	آٰللّٰهُ
تمہارے لئے	رزق	پھر تم لوگوں نے بنایا	اس میں سے	کچھ کو حرام	اور کچھ کو حلال	آپؐ کہئے	کیا اللہ نے

اَذِنَ	لَكُمْ	اَمْ	عَلَى اللّٰهِ	تَفْتَرُوْنَ ﴿٥٩﴾	وَمَا ظَنُّ	الَّذِيْنَ	يَفْتَرُوْنَ
اجازت دی	تم لوگوں کو	یا	اللہ پر	تم لوگ گھڑتے ہو (جھوٹ)	اور کیا گمان ہے	ان لوگوں کا جو	گھڑتے ہیں

عَلَى اللّٰهِ	الْكَذِبَ	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط	اِنَّ	اللّٰهَ	لَذُوْ فَضْلٍ	عَلَى النَّاسِ
اللہ پر	جھوٹ	قیامت کے دن کے بارے میں	بیشک	اللہ	یقیناً فضل والا ہے	لوگوں پر

وَلٰكِنَّ	اَكْثَرَهُمْ	لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٦٠﴾ ع
لیکن	ان کی اکثریت	شکر نہیں کرتی

نوٹ:1

زیر مطالعہ آیت۔42۔43 کے مخاطب اوّل رسول اللہ ﷺ تھے اور آپؐ کے توسط سے قیامت تک پیدا ہونے والے تمام مسلمان اس کے مخاطب ہیں۔ اس میں کہا گیا ہے کہ بہروں اور اندھوں کی رہنمائی نہیں کی جاسکتی۔ حالانکہ ایسے لوگوں کے نہ تو کان بہرے ہوتے ہیں اور نہ آنکھیں اندھی ہوتی ہیں۔ اس بات کو سمجھنے کے لیے گزشتہ اسباق میں آیت۔2/ البقرۃ:7 کے نوٹ۔3: اور آیت 7/ الاعراف:179 کے نوٹ۔2 کا دوبارہ مطالعہ کریں۔

آیات زیر مطالعہ کا منشا و مراد یہ یاد دلانا ہے کہ دعوت و تبلیغ کا کام، اپنے اپنے ظروف و احوال میں، ہر شخص کا فرض ہے۔ اس جہاد کا نتیجہ تمہارے اختیار میں نہیں ہے، یہ اللہ کا کام ہے۔ اس لیے نتیجہ نہ نکلنے کی صورت میں دل برداشتہ نہ ہو اور اپنا فرض ادا کرتے رہو۔ البتہ ابتدائی کوشش کے بعد اگر واضح ہو جائے کہ کوئی شخص بات کو سمجھنا ہی نہیں چاہتا تو اس سے خوبصورتی سے اعراض کر لو اور ایسے لوگوں کو تلاش کرو جن میں حقیقت کو سمجھنے کی طلب ہو۔ کیونکہ پانی اسے دیتے ہیں جسے پیاس ہو۔

نوٹ:2

زیر مطالعہ آیت۔45 میں ہے کہ لوگ باہم ایک دوسرے کو پہچانیں گے یعنی جب قیامت میں مردے قبروں سے اٹھائے جائیں گے تو وہ ایک دوسرے کو پہچانیں گے۔ امام بغویؒ نے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ پہچان شروع میں ہوگی۔ بعد میں قیامت کے ہولناک واقعات سامنے آئیں گے تو یہ پہچان منقطع ہو جائے گی اور بعض روایات میں ہے کہ پہچان تو پھر بھی رہے گی مگر ہیبت کے مارے بات نہ کر سکیں گے۔ (معارف القرآن)

نوٹ:3

زیر مطالعہ آیت۔59 میں رزق کا لفظ آیا ہے۔ اردو زبان میں رزق کا اطلاق کھانے پہنے کی چیزوں پر ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہاں گرفت صرف اس قانون سازی پر کی گئی ہے جو دستر خوان کی چھوٹی سی دنیا میں مذہبی اوہام یا رسم و رواج کی

بنا پر لوگوں نے کر ڈالی ہے۔ اس غلط فہمی میں عوام ہی نہیں علماء تک مبتلاء ہیں۔ حالانکہ عربی زبان میں رزق محض خوراک کے معنی تک محدود نہیں بلکہ عطاء، بخشش اور نصیب کے معنی میں عام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی انسان کو دیا ہے وہ سب اس کا رزق ہے، حتیٰ کہ اولاد تک رزق ہے۔ مشہور دعا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّ ارْزُقْنَا اِتِّبَاعَهٗ یعنی اے اللہ تو ہمیں دکھا حق کو حق ہوتے ہوئے اور تو ہمیں توفیق دے اس کی پیروی کرنے کی۔ یہاں رزق کا لفظ توفیق دینے کے معنی میں آیا ہے۔ پس رزق کو محض دستر خوان کی سرحدوں تک محدود سمجھنا اور یہ خیال کرنا کہ اللہ تعالیٰ کو صرف ان پابندیوں اور آزادیوں پر اعتراض ہے جو کھانے پینے کی چیزوں کے معاملہ میں لوگوں نے بطور خود اختیار کر لی ہیں، سکت غلطی ہے۔ اور یہ کوئی معمولی غلطی نہیں ہے۔ اس کی بدولت اللہ کے دین کی ایک بہت بڑی اصولی تعلیم لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی ہے۔ یہ اسی غلطی کا نتیجہ ہے کہ کھانے پینے کی چیزوں میں حلت و حرمت کا معاملہ تو ایک دینی معاملہ سمجھا جاتا ہے لیکن تمدن کے وسیع تر معاملات میں اگر یہ اصول طے کر لیا جائے کہ انسان خود اپنے لیے حدود مقرر کرنے کا حق رکھتا ہے اور اسی بنا پر اللہ اور اس کی کتاب سے بے نیاز ہو کر قانون سازی کی جانے لگے، تو عامی تو درکنار، علماء دین تک کو یہ احساس نہیں ہوتا کہ یہ چیز بھی دین سے اسی طرح ٹکراتی ہے جس طرح کھانے پینے کی چیزوں میں خود جائز و ناجائز کا فیصلہ کرنا۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (61 تا 70)

ش ء ن

(ف) شَاْنًا — قدر و منزلت والا کام کرنا۔ اپنی فطرت کے مطابق کام کرنا۔

شَاْنٌ — اسم ذات بھی ہے۔ کام۔ مصروفیت۔ زیر مطالعہ آیت۔ 61۔

ع ز ب

(ن) عَزْبًا — پوشیدہ ہونا۔ غائب ہونا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 61

ترکیب

(آیت۔ 61) مَا تَكُوْنُ اور مَا تَتْلُوْا کے مَا کو نافیہ ماننا بہتر ہے کیونکہ آگے لَا تَعْمَلُوْنَ بھی آیا ہے اور اس کے آگے اِلَّا بھی آیا ہے۔ ذَرَّةٍ پر عطف ہونے کی وجہ سے اَصْغَرَ اور اَكْبَرَ حالت جرّ میں ہیں۔ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ قائم مقام خبر ہے۔ اس کا مبتدا اور خبر دونوں محذوف ہیں۔ (آیت۔ 66) وَمَا يَتَّبِعُ کا مَا موصولہ ہے۔ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اس کا صلہ ہے۔

ترجمہ

وَمَا تَكُوْنُ	فِيْ شَاْنٍ	وَّمَا تَتْلُوْا	مِنْهُ	مِنْ قُرْاٰنٍ	وَّلَا تَعْمَلُوْنَ
اور آپؐ نہیں ہوتے	کسی کام میں	اور آپؐ نہیں پڑھتے	اس سے	یعنی قرآن میں سے	اور تم لوگ عمل نہیں کرتے

مِنْ عَمَلٍ	اِلَّا	كُنَّا	عَلَيْكُمْ	شُهُوْدًا	اِذْ	تُفِيْضُوْنَ
کوئی بھی عمل	مگر (یہ کہ)	ہم ہوتے ہیں	تو لوگوں پر	گواہ	جب	تم مصروف ہوتے ہو

فِيْهِ	وَمَا يَعْزُبُ	عَنْ رَّبِّكَ	مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ	فِي الْاَرْضِ
اس میں	اور پوشیدہ نہیں ہوپاتی	آپؐ کے رب سے	کسی بھی ذرہ کے ہم وزن (کوئی چیز)	زمین میں

وَلَا فِي السَّمَاۗءِ	وَلَآ اَصْغَرَ	مِنْ ذٰلِكَ	وَلَآ اَكْبَرَ	اِلَّا
اور نہ ہی آسمان میں	اور نہ ہی زیادہ چھوٹی	اس سے	اور نہ ہی زیادہ بڑی	مگر (یہ کہ)

فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝٦١	اَلَآ	اِنَّ	اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ	لَا خَوْفٌ	[illegible] عَلَيْهِمْ
(سب کچھ) ایک واضح کتاب میں ہے	سن لو	یقیناً	اللہ کے دوست (وہ ہیں)	کوئی خوف نہیں ہے	جن پر

وَلَا هُمْ	يَحْزَنُوْنَ ۝٦٢	اَلَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝٦٣	لَهُمُ
اور نہ ہی وہ لوگ	پچھتاتے ہیں	وہ لوگ جو	ایمان لائے	اور تقویٰ اختیار کرتے رہے	ان کے لیے

الْبُشْرٰى	فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	وَفِي الْاٰخِرَةِ ؕ	لَا تَبْدِيْلَ	لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ
بشارت ہے	دنیوی زندگی میں	اور آخرت میں	کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں ہے	اللہ کے فرمانوں میں

ذٰلِكَ	هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝٦٤	وَلَا يَحْزُنْكَ	قَوْلُهُمْ ۘ
یہ	ہی عظیم کامیابی ہے	اور چاہیے کہ افسردہ مت کرے آپ کو	ان لوگوں کی بات

اِنَّ	الْعِزَّةَ	لِلّٰهِ	جَمِيْعًا ؕ	هُوَ السَّمِيْعُ	الْعَلِيْمُ ۝٦٥	اَلَآ	اِنَّ
یقیناً	کُل عزت	اللہ ہی کی (دی ہوئی) ہے	سب کی سب	وہ ہی سننے والا ہے	جاننے والا ہے	سن لو	یقیناً

لِلّٰهِ	مَنْ	فِي السَّمٰوٰتِ	وَمَنْ	فِي الْاَرْضِ ؕ	وَمَا	يَتَّبِعُ	الَّذِيْنَ
اللہ ہی کا ہے	وہ جو	آسمانوں میں ہے	اور وہ جو	زمین میں ہے	اور کس کی	پیروی کرتے ہیں	وہ لوگ جو

يَدْعُوْنَ	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	شُرَكَآءَ ؕ	اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ	اِلَّا	الظَّنَّ	وَاِنْ هُمْ
پکارتے ہیں	اللہ کے علاوہ	شریکوں کو	وہ پیروی نہیں کرتے	مگر	گمان کی	اور وہ نہیں ہیں

اِلَّا	يَخْرُصُوْنَ ۝٦٦	هُوَ	الَّذِيْ	جَعَلَ	لَكُمُ	الَّيْلَ
سوائے اس کے کہ	اٹکل لگاتے ہیں	وہ	وہ ہے جس نے	بنایا	تم لوگوں کے لیے	رات کو

لِتَسْكُنُوْا	فِيْهِ	وَالنَّهَارَ	مُبْصِرًا ؕ	اِنَّ	فِيْ ذٰلِكَ
تاکہ تم سکون حاصل کرو	اس میں	اور دن کو	دکھلانے والا	یقیناً	اس میں

لَاٰيٰتٍ	لِّقَوْمٍ	يَّسْمَعُوْنَ ۝٦٧	قَالُوا	اتَّخَذَ	اللّٰهُ
لازماً نشانیاں ہیں	ایسے لوگوں کے لیے جو	سن کر سمجھتے ہیں	انہوں نے کہا	بنایا	اللہ نے

وَلَدًا	سُبْحٰنَهٗ ؕ	هُوَ الْغَنِيُّ ؕ	لَهٗ	مَا	فِي السَّمٰوٰتِ
ایک بیٹا	(حالانکہ) اس کی پاکیزگی ہے (ہر ضرورت سے)	وہ ہی بے نیاز ہے	اس کا ہی ہے	وہ جو	آسمانوں میں ہے

وَمَا	فِي الْاَرْضِ ؕ	اِنْ	عِنْدَكُمْ	مِّنْ سُلْطٰنٍ	بِهٰذَا ؕ	اَ	تَقُوْلُوْنَ
اور وہ جو	زمین میں ہے	نہیں ہے	تم لوگوں کے پاس	کوئی بھی دلیل	اس کے لیے	کیا	تم لوگ کہتے ہو

عَلَى اللّٰهِ	مَا	لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۶۸﴾	قُلۡ	اِنَّ	الَّذِيۡنَ	يَفۡتَرُوۡنَ	عَلَى اللّٰهِ	الۡكَذِبَ
اللہ پر	وہ جو	تم لوگ نہیں جانتے ہو	آپ ﷺ کہئے	بیشک	وہ لوگ جو	گھڑتے ہیں	اللہ پر	جھوٹ

لَا يُفۡلِحُوۡنَ ﴿۶۹﴾	مَتَاعٌ	فِى الدُّنۡيَا	ثُمَّ	اِلَيۡنَا	مَرۡجِعُهُمۡ
وہ مراد نہیں پاتے	برتنے کا سامان ہے	دنیا میں	پھر	ہماری طرف ہی	ان کا لوٹنا ہے

ثُمَّ	نُذِيۡقُهُمُ	الۡعَذَابَ الشَّدِيۡدَ	بِمَا	كَانُوۡا يَكۡفُرُوۡنَ ﴿۷۰﴾
پھر	ہم چکھائیں گے ان کو	سخت عذاب	بسبب اس کے جو	یہ لوگ کفر کرتے ہیں

نوٹ: 1

زیر مطالعہ آیات 62 تا 64 اللہ تعالیٰ نے ولی اللہ لوگوں کے متعلق کچھ باتیں ہمیں بتائی ہیں۔ ان کو سمجھنے سے پہلے یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ ولی اللہ لوگوں کے متعلق جو عام تصور ہے وہ درست نہیں ہے۔ ’’عوام نے جو اولیاء اللہ کی علامت کشف و کرامات یا غیب کی چیزیں معلوم ہونے کو سمجھ رکھا ہے، یہ غلط اور دھوکہ ہے۔ ہزاروں اولیاء اللہ ہیں جن سے اس طرح کی کوئی چیز ثابت نہیں۔ اور۔ اس کے خلاف ایسے لوگوں سے کشف اور غیب کی خبریں معقول ہیں جن کا ایمان بھی درست نہیں (معارف القرآن بحوالہ تفسیر مظہری)۔ ان کے غلط تصورات سے ذہن کو صاف کر کے جو ہم مذکورہ آیات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ولی اللہ کی حقیقت واضح طور پر سمجھ میں آجاتی ہے۔

مذکورہ آیات سے ایک تو یہ بات قطعی طور پر معلوم ہوئی کہ یقیناً ایک ایسے مرتبہ اور مقام کا وجود ہے ہم لوگ ولی اللہ کہتے ہیں اور جس کے لئے آیت میں اللہ تعالیٰ نے جمع کے صیغے میں اولیاء اللہ کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ اس لیے ہم لوگوں کا ولی اللہ کا تصور کوئی دیومالائی تصور نہیں ہے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ولی اللہ کی پہچان کیا ہے۔ پہچان یہ ہے کہ اولیاء اللہ خوف اور حزن (پچھتاوے) سے محوظ ہوتے ہیں۔ اب پہلے ان صفات کی نوعیت اور اہمیت کو سمجھ لیں پھر دیکھیں گے کہ انہیں حاصل کرنے کا طریقہ کیا بتایا گیا ہے۔

خوف درحقیقت ایک داخلی کیفیت ہے اور اس کا تعلق مستقبل کے اندیشوں سے ہے کہ ایسا نہ ہوجائے، کہیں ویسا نہ ہوجائے، پتہ نہیں کیا ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ کوئی بظاہر کتنا بھی پُرسکون اور خوش و خرم نظر ہے لیکن اگر اندر ہی اندر وہ اس قسم کے اندیشوں میں مبتلا ہو تو وہ خوف سے محفوظ نہیں ہے۔ اس کیفیت کا اثر یہ ہوتا ہے کہ انسان اضطراب (ANXIETY) اور اعصابی تناؤ (TENSION) کا شکار رہتا ہے۔ ان سے پیدا ہونے والی بیماریوں کی فہرست خاصی طویل ہے اسی طرح حزن یعنی پچھتاوا بھی ایک داخلی کیفیت ہے اور اس کا تعلق ماضی سے ہے۔ کاش ایسا نہ ہوتا، کاش میں ایسا نہ کرتا وغیرہ وغیرہ۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ لفظ ’’لو‘‘ (کاش) شیطان کے عمل کا دروازہ کھولتا ہے۔ اس کی وجہ یہ سمجھ میں آئی ہے کہ پچھاوے جب ہماری سوچ پر غالب آجاتے ہیں تو ہم قنوطیت (FRUSTRATION) کا شکار ہوجاتے ہیں جو کہ گناہ ہے (15 / الحجر: 56)۔ اس دور کے ماہرین نفسیات متفق ہیں کہ قنوطیت انسان کی قوت کار کو سلب کر کے اسے ناکارہ بنا دیتی ہے اور اس کی شخصیت کی کشش اور جاذبیت کو ختم کر کے لوگوں کو اس سے دور کردیتی ہے۔ چنانچہ ولی اللہ کی دوسری پہچان کی دوسری صفت یہ ہے کہ یہ لوگ پچھاتے نہیں ہیں۔

اس کے آگے پھر ان دونوں صفات کو حاصل کرنے والے راستے کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور پھر تقویٰ اختیار کرتے رہے۔ نوٹ کریں کہ تقویٰ کے لیے یہاں ماضی استمراری کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ولی اللہ کے مقام تک رسائی کے لیے صرف تقویٰ پر تسلسل درکار ہے۔ کیونکہ جو چیز غلام کو آقا کا دوست بناتی ہے وہ آقا کی

خوشنودی کے تجسس یعنی تقویٰ کا دوام ہے۔ چنانچہ جو لوگ تقویٰ کو اپنا طرز زندگی (LIFE STYLE) بنا لیتے ہیں ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ہے، اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ ان بشارتوں کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جو آخرت کی منزلوں یعنی قبر اور حشر وغیرہ میں جاری رہتا ہے، یہاں تک کہ انسان اپنے گھر یعنی جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ نیز یہ بھی نوٹ کر لیں کہ کامیابی کے ISTEST اور MOST MODERN معیار خواہ کچھ بھی ہوں، اللہ تعالیٰ کے نزدیک شاندار کامیابی یہی ہے کہ انسان اس مقام و مرتبہ کو پالے۔

اس مطالعہ سے یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ ولی اللہ کا مرتبہ و مقام فرداً فرداً ہر ایک مسلمان کی دسترس میں ہے۔ اس کے لیے نہ تو عالم فاضل ہونا ضروری ہے اور نہ تارک الدنیا ہونا یا کسی خانقاہ میں بیٹھنا ضروری ہے کیونکہ اس منزل تک پہنچانے والا راستہ تقویٰ کا دوام ہے۔ اور تقویٰ کا صحیح ٹیسٹ بھر پور زندگی کے منجھدار میں ہوتا ہے۔ اس لیے عام زندگی بسر کرنے والا جو مسلمان بھی چاہے وہ کوشش کر کے ولی اللہ کا مقام حاصل کر سکتا ہے۔ اگر کسی کو منزل نہ بھی ملے تب بھی اس راہ کا راہی تو بن ہی سکتا ہے اور یہ بھی بڑی بات ہے۔

آیت نمبر (71 تا 82)

ل ف ت

(ض) لَفْتًا کسی کو کسی چیز سے پھیر دینا۔ زیر مطالعہ آیت۔78۔

(افتعال) اِلْتِفَاتًا اہتمام سے اپنی توجہ کسی طرف پھیرنا۔ مڑ کر دیکھنا۔ ﴿وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ﴾ (11/ھود:81) ''اور چاہیے کہ مڑ کر نہ دیکھے تم میں سے کوئی ایک بھی۔''

ترکیب

(آیت۔77) اَتَقُوْلُوْنَ کے بعد ھٰذَا محذوف ہے جو کہ گذشتہ آیت میں لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ کی طرف اشارہ ہے۔ اس کے آگے سِحْرٌ خبر مقدم اور ھٰذَا مبتدا مؤخر ہے۔ (آیت۔78) لِتَلْفِتَنَا کے لام کَیْ پر عطف ہونے کی وجہ سے تَكُوْنَ حالت نصب میں آیا ہے اور یہ واحد مونث کا صیغہ ہے، اس کا فاعل اَلْكِبْرِيَاءُ ہے جو مونث ہے۔ (آیت۔81) اَلسِّحْرُ سے پہلے فَهُوَ محذوف ہے۔

ترجمہ

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ	نَبَاَ نُوْحٍ	اِذْ	قَالَ	لِقَوْمِهٖ
اور آپؐ پڑھ کر سنائیں ان لوگوں کو	خبر نوحؑ کی	جب	انہوں نے کہا	اپنی قوم سے

يٰقَوْمِ	اِنْ	كَانَ	كَبُرَ	عَلَيْكُمْ	مَّقَامِيْ	وَتَذْكِيْرِيْ	بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
اے میری قوم	اگر	ہے	بھاری	تم لوگوں پر	میرا کھڑا ہونا	اور میرا نصیحت کرنا	اللہ کی آیات سے

فَعَلَى اللّٰهِ	تَوَكَّلْتُ	فَاَجْمِعُوْٓا	اَمْرَكُمْ	وَشُرَكَآءَكُمْ	ثُمَّ
تو اللہ پر ہی	میں نے (تو) بھروسہ کیا	پھر تم پختہ کر لو	اپنی تدبیر	مع اپنے شرکاء کے	پھر

لَا يَكُنْ	اَمْرُكُمْ	عَلَيْكُمْ	غُمَّةً	ثُمَّ	اقْضُوْٓا
نہ رہے	تمہاری تدبیر	تمہارے حق میں	پوشیدہ	پھر	تم لوگ کر گزرو

اِلَیَّ	وَلَا تُنْظِرُوْنِ ۝٧١	فَاِنْ	تَوَلَّيْتُمْ
میرے ساتھ	اور تم لوگ مہلت مت دو مجھ کو	پھر اگر	تم لوگ منہ موڑتے ہو

فَمَا سَاَلْتُكُمْ	مِّنْ اَجْرٍ	اِنْ اَجْرِیَ	اِلَّا	عَلَى اللّٰهِ
تو میں نہیں مانگتا تم سے	کسی قسم کا کوئی اجر	نہیں ہے میرا اجر	مگر	اللہ پر

وَاُمِرْتُ	اَنْ	اَكُوْنَ	مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ	فَكَذَّبُوْهُ
اور مجھے حکم دیا گیا	کہ	میں ہو جاؤں	فرمانبرداری کرنے والوں میں سے	تو انہوں نے جھٹلایا انؑ کو

فَنَجَّيْنٰهُ	وَمَنْ	مَّعَهٗ	فِي الْفُلْكِ	وَجَعَلْنٰهُمْ
پس ہم نے نجات دی انؑ کو	اور ان لوگوں کو جو	انؑ کے ساتھ تھے	کشتی میں	اور ہم نے بنایا ان لوگوں کو

خَلٰٓئِفَ	وَاَغْرَقْنَا	الَّذِيْنَ	كَذَّبُوْا	بِاٰيٰتِنَا	فَانْظُرْ	كَيْفَ
جانشین	اور ہم نے غرق کیا	ان کو جنہوں نے	جھٹلایا	ہماری نشانیوں کو	تو آپؐ دیکھیں	کیسا

كَانَ	عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝٧٣	ثُمَّ	بَعَثْنَا	مِنْ بَعْدِهٖ	رُسُلًا
تھا	خبردار کیے جانے والوں کا انجام	پھر	ہم نے بھیجے	انؑ کے بعد	کچھ رسول

اِلٰى قَوْمِهِمْ	فَجَآءُوْهُمْ	بِالْبَيِّنٰتِ	فَمَا كَانُوْا
ان لوگوں کی قوم کی طرف	تو وہ آئے ان کے پاس	واضح (نشانیوں) کے ساتھ	تو نہیں تھے وہ لوگ

لِيُؤْمِنُوْا	بِمَا	كَذَّبُوْا	بِهٖ	مِنْ قَبْلُ	كَذٰلِكَ	نَطْبَعُ
کہ ایمان لاتے	بسبب اس کے	جو انہوں نے جھٹلایا	جس کو	پہلے سے	اس طرح	ہم چھاپ لگاتے ہیں

عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ۝٧٤	ثُمَّ	بَعَثْنَا	مِنْ بَعْدِهِمْ	مُّوْسٰى	وَهٰرُوْنَ
حد سے تجاوز کرنے والوں کے دلوں پر	پھر	ہم نے بھیجا	ان کے بعد	موسیؑ کو	اور ھارونؑ کو

اِلٰى فِرْعَوْنَ	وَمَلَا۟ئِهٖ	بِاٰيٰتِنَا	فَاسْتَكْبَرُوْا
فرعون کی طرف	اور اس کے سرداروں کی (طرف)	اپنی نشانیوں کے ساتھ	تو انہوں نے تکبر کیا

وَكَانُوْا	قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝٧٥	فَلَمَّا	جَآءَهُمُ	الْحَقُّ	مِنْ عِنْدِنَا
اور وہ تھے	جرم کرنے والے لوگ	پھر جب	آیا ان کے پاس	حق	ہمارے پاس سے

قَالُوْٓا	اِنَّ	هٰذَا	لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝٧٦	قَالَ	مُوْسٰٓى	اَ	تَقُوْلُوْنَ
تو انہوں نے کہا	بیشک	یہ	یقیناً کھلا جادو ہے	کہا	موسیؑ نے	کیا	تم لوگ کہتے ہو (یہ)

لِلْحَقِّ	لَمَّا	جَآءَكُمْ ط	اَ	سِحْرٌ	هٰذَا ط	وَلَا يُفْلِحُ	السّٰحِرُوْنَ ۝٧٧
حق کے لئے	جب	وہ آیا تمہارے پاس	کیا	جادو ہے	یہ	اور مراد نہیں پاتے	جادو کرنے والے

قَالُوْٓا	اَ	جِئْتَنَا	لِتَلْفِتَنَا	عَمَّا	وَجَدْنَا	عَلَيْهِ
انہوں نے کہا	کیا	تو آیا ہمارے پاس	تا کہ تو پھیر دے ہم کو	اس سے	ہم نے پایا	جس پر

اٰبَآءَنَا	وَتَكُوْنَ	لَكُمَا	الْكِبْرِيَآءُ	فِي الْاَرْضِ ط
اپنے آباؤ اجداد کو	اور تا کہ ہو جائے	تم دونوں کے لئے	بڑائی	زمین میں

وَمَا نَحْنُ	لَكُمَا	بِمُؤْمِنِيْنَ ۝٧٨	وَقَالَ	فِرْعَوْنُ	ائْتُوْنِيْ
اور ہم نہیں ہیں	تم دونوں پر	ایمان لانے والے	اور کہا	فرعون نے	لاؤ میرے پاس

بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ۝٧٩	فَلَمَّا	جَآءَ	السَّحَرَةُ	قَالَ	لَهُمْ	مُّوْسٰٓى
ہر ایک جاننے والے جادوگر کو	پس جب	آئے	جادوگر لوگ	تو کہا	ان سے	موسیٰ نے

اَلْقُوْا	مَآ	اَنْتُمْ	مُّلْقُوْنَ ۝٨٠	فَلَمَّآ	اَلْقَوْا	قَالَ	مُوْسٰى
تم لوگ ڈالو	اس کو جو	تم لوگ	ڈالنے والے ہو	پھر جب	انہوں نے ڈالا	تو کہا	موسیٰ نے

مَا جِئْتُمْ بِهِ لا	السِّحْرُ ط	اِنَّ اللّٰهَ	سَيُبْطِلُهٗ ط
تم لوگ لائے ہو جس کو	(تو وہ تو) جادو ہے	یقیناً اللہ	باطل کرے گا (ناکارہ کرے گا) اس کو

اِنَّ اللّٰهَ	لَا يُصْلِحُ	عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝٨١	وَيُحِقُّ	اللّٰهُ
یقیناً اللہ	اصلاح نہیں کرتا	فساد کرنے والوں کے عمل کی	اور سچ کر دکھاتا ہے	اللہ

الْحَقَّ	بِكَلِمٰتِهٖ	وَلَوْ	كَرِهَ	الْمُجْرِمُوْنَ ۝٨٢ ع
حق کو	اپنے فرمانوں سے	اگرچہ	ناگوار گزرے	مجرموں کو

[illegible]

سبق_15/4

83/10 تا 35/11

[illegible]

[illegible]

66/13

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آیت نمبر (83 تا 92)

ب	د	ن

(ن) بَدَنًا موٹے یا فربہ جسم والا ہونا۔
بَدَنٌ اسم ذات بھی ہے۔جسم۔زیر مطالعہ آیت 92۔
بَدَنَۃٌ ج بُدْنٌ۔قربانی کے فربہ جانور۔﴿وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ﴾ (22/الحج:36)
''اور قربانی کے فربہ جانور، ہم نے بنایا ان کو تمہارے لئے اللہ کے شعائر میں سے۔''

ترجمہ

فَمَآ اٰمَنَ	لِمُوْسٰٓى	اِلَّا	ذُرِّيَّةٌ	مِّنْ قَوْمِهٖ
پس بات نہیں مانی	موسیٰ ؑ کی	مگر	چند نوجوانوں نے	ان ؑ کی قوم میں سے

عَلٰي خَوْفٍ	مِّنْ فِرْعَوْنَ	وَمَلَا۟ئِهِمْ	اَنْ	يَّفْتِنَهُمْ ؕ
ایسے خوف کے باوجود	فرعون سے	اور ان کے سرداروں سے	کہ	وہ آزمائش میں ڈالیں ان کو

وَاِنَّ	فِرْعَوْنَ	لَعَالٍ	فِي الْاَرْضِ ۚ	وَاِنَّهٗ	لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۸۳﴾
اور بیشک	فرعون	یقیناً سرکشی کرنے والا تھا	زمین میں	اور بیشک وہ	یقیناً حد سے تجاوز کرنے والوں میں سے تھا

وَقَالَ	مُوْسٰى	يٰقَوْمِ	اِنْ	كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ	بِاللّٰهِ	فَعَلَيْهِ	تَوَكَّلُوْٓا
اور کہا	موسیٰ ؑ نے	اے میری قوم	اگر	تم لوگ ایمان رکھتے ہو	اللہ پر	تو اس پر ہی	بھروسہ رکھو

اِنْ	كُنْتُمْ	مُّسْلِمِيْنَ ﴿۸۴﴾	فَقَالُوْا	عَلَى اللّٰهِ	تَوَكَّلْنَا ۚ
اگر	تم لوگ ہو	فرمانبرداری کرنے والے	تو انہوں نے کہا	اللہ پر ہی	ہم نے بھروسہ کیا

رَبَّنَا	لَا تَجْعَلْنَا	فِتْنَةً	لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۵﴾	وَنَجِّنَا
اے ہمارے رب	تو نہ بنا	تختۂ مشق (آزمائش)	ظلم کرنے والے لوگوں کا	اور تو نجات دے ہم کو

بِرَحْمَتِكَ	مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾	وَاَوْحَيْنَآ	اِلٰى مُوْسٰى	وَاَخِيْهِ
اپنی رحمت سے	کفر کرنے والے لوگوں سے	اور ہم نے وحی کی	موسیٰ ؑ کی طرف	اور ان کے بھائی کی طرف

اَنْ	تَبَوَّاٰ	لِقَوْمِكُمَا	بِمِصْرَ	بُيُوْتًا	وَّاجْعَلُوْا
کہ	تم دونوں ٹھکانہ بناؤ	اپنی قوم کے لئے	مصر میں	کچھ گھروں کو	اور تم لوگ بناؤ

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨٧﴾	وَبَشِّرِ	الصَّلٰوةَ ؕ	وَّ اَقِيْمُوا	قِبْلَةً	بُيُوْتَكُمْ
ایمان والوں کو	اور آپؐ بشارت دیجئے	نماز کو	اور قائم کرو	قبلہ	اپنے گھروں کو

وَمَلَاَهٗ	فِرْعَوْنَ	اٰتَيْتَ	اِنَّكَ	رَبَّنَآ	مُوْسٰى	وَقَالَ
اور اس کے سرداروں کو	فرعون کو	تو نے دیا	بیشک	اے ہمارے رب	موسیٰؑ نے	اور کہا

لِيُضِلُّوْا	رَبَّنَا	فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ	وَّ اَمْوَالًا	زِيْنَةً
تا کہ وہ گمراہ کریں (لوگوں کو)	اے ہمارے رب	دنیوی زندگی میں	اور مال	زینت

وَاشْدُدْ	عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ	اطْمِسْ	رَبَّنَا	عَنْ سَبِيْلِكَ ج
اور تو سخت کر دے	ان کے مالوں کو	تو تہس نہس کر دے	اے ہمارے رب	تیری راہ سے

الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿٨٨﴾	يَرَوُا	حَتّٰى	فَلَا يُؤْمِنُوْا	عَلٰى قُلُوْبِهِمْ
دردناک عذاب	وہ دیکھیں	یہاں تک کہ	نتیجتاً وہ ایمان نہ لائیں	ان کے دلوں کو

وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ	فَاسْتَقِيْمَا	دَّعْوَتُكُمَا	قَدْ اُجِيْبَتْ	قَالَ
اور تم دونوں ہرگز پیروی مت کرنا	پس ڈٹے رہو	تم دونوں کی دعا	قبول کی گئی ہے	کہا (اللہ نے)

الْبَحْرَ	بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	وَجٰوَزْنَا	لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٨٩﴾	سَبِيْلَ الَّذِيْنَ
سمندر کے	بنی اسرائیل کو	اور ہم نے پار کیا	علم نہیں رکھتے	ان کے راستے کی جو

وَّعَدْوًا ؕ	بَغْيًا	وَجُنُوْدُهٗ	فِرْعَوْنُ	فَاَتْبَعَهُمْ
اور دشمنی کرتے ہوئے	سرکشی کرتے ہوئے	اور اس کا لشکر	فرعون	تو پیچھے لگا ان کے

لَآ اِلٰهَ	اَنَّهٗ	اٰمَنْتُ	قَالَ	الْغَرَقُ ۙ	اَدْرَكَهُ	اِذَآ	حَتّٰٓى
کوئی بھی الہٰ نہیں ہے	کہ	میں ایمان لایا	تو اس نے کہا	ڈوبنا	آ لگا اس کو	جب	یہاں تک کہ

مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٩٠﴾	وَاَنَا	بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ	بِهٖ	اٰمَنَتْ	اِلَّا الَّذِيْٓ
فرمانبرداری کرنے والوں میں سے	اور میں ہوں	بنی اسرائیل	جس پر	ایمان لائے	سوائے اس کے

فَالْيَوْمَ	مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٩١﴾	وَكُنْتَ	قَبْلُ	وَقَدْ عَصَيْتَ	آٰلْـٰٔنَ
پس آج	فساد کرنے والوں میں سے	اور تو تھا	پہلے	اور تو نافرمانی کر چکا ہے	کیا اب

اٰيَةً ؕ	خَلْفَكَ	لِمَنْ	لِتَكُوْنَ	بِبَدَنِكَ	نُنَجِّيْكَ
ایک نشانی	تیرے پیچھے (آنے والے) ہیں	ان کے لئے جو	تا کہ تو ہو جائے	تیرے بدن کے ساتھ	بچا رکھیں گے تجھ کو

لَغٰفِلُوْنَ ﴿٩٢﴾ ع	عَنْ اٰيٰتِنَا	كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ	وَاِنَّ
غفلت برتنے والے ہیں	ہماری نشانیوں سے	لوگوں میں سے اکثر	اور بیشک

نوٹ:1

آیت 87 میں ایک خاص حکم کا ذکر ہے۔ بنی اسرائیل نمازیں صرف اپنی عبادت گاہوں میں ادا کرتے تھے اور پچھلی امتوں کے لیے بھی یہی حکم تھا، کیونکہ ان کی نماز گھروں میں ادا نہیں ہوتی تھی۔ یہ خصوصی سہولت امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا ہوئی کہ ہر جگہ جہاں چاہیں نماز ادا کریں۔ فرعون نے بنی اسرائیل کی عبادت گاہوں کو مسمار کر دیا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کے لیے مصر میں نئے مکانات بنائے جائیں اور ان کا رخ قبلہ کی طرف ہو تاکہ وہ ان ہی مکانات میں نماز ادا کر سکیں۔ اس وقت خصوصی حالات کے تحت عارضی اجازت دی گئی تھی کہ گھروں ہی میں نماز ادا کرلیا کریں۔ دوسری رائے یہ ہے کہ اس ضرورت کے وقت بھی ان کو مخصوص گھروں میں نماز پڑھنے کی اجازت دی گئی تھی۔ عام گھروں میں نماز پڑھنے کی اجازت اس وقت بھی نہیں تھی۔ حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ حضرت موسیٰؑ اور ان کے اصحاب کا قبلہ خانہ کعبہ تھا۔

اس آیت کے شروع میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کو تثنیہ کے صیغے میں خطاب کیا گیا کیونکہ مکانات میں نماز کی اجازت دینا ان ہی کا کام تھا۔ اس کے بعد اقامت صلوٰۃ کا حکم جمع کے صیغے میں دیا گیا کیونکہ اس حکم میں پیغمبر اور امت، سب شامل ہیں۔ اس کے بعد بشارت دینے کا حکم واحد کے صیغے میں صرف حضرت موسیٰؑ کو دیا گیا کیونکہ اصل صاحب شریعت نبی آپؑ ہی تھے۔ (معارف القرآن)

نوٹ:2

آیت۔ 89 میں ان کی دعا کی قبولیت کی اطلاع دونوں پیغمبروں کو دی گئی ہے اور ساتھ ہی یہ دایت بھی دی گئی ہے کہ اپنے فرض منصبی یعنی دعوت و تبلیغ میں لگے اور قبولیت دعا کا اثر میں ظاہر ہو تو جلد بازی نہ کریں۔ پھر ان کی دعا کی قبولیت کا اثر چالیس سال بعد ظاہر ہوا۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (93 تا 103)

ترکیب

(آیت۔ 93) مُبَوَّاَ صِدْقٍ میں مُبَوَّاَ دراصل اسم المفعول مُبَوَّاً ہے جو ظرف کے معنی میں آیا ہے اس لیے حالت نصب میں ہے اور مضاف ہونے کی وجہ سے تنوین ختم ہوئی ہے۔ (آیت۔ 95) فَتَكُوْنَ کا فاسببیہ ہے۔ (آیت۔ 98) فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَا میں هَا کی ضمیریں قَرْيَةٌ کے لیے ہیں۔ لفظی رعایت سے یہ ضمیریں واحد مؤنث آئی ہیں جبکہ یہاں قَرْيَةٌ سے مراد اہل قریہ ہیں، اس لیے یہاں هَا سے مراد هُمْ ہے، جس کو ترجمہ میں ظاہر کیا جائے گا۔ (آیت۔ 100) تُؤْمِنَ واحد مؤنث کا صیغہ ہے اس کی ضمیر فاعلی هِيَ، نَفْسٍ کے لیے ہے۔ (آیت۔ 101) اَلنُّذُرُ جمع مکسر ہے۔ نَذِيْرٌ کا۔ (آیت۔ 103) نُنْجِ دراصل مضارع میں جمع متکلم کا صیغہ نُنْجِيْ ہے ی حرف علت ہے۔ لفظ میں آخری ہونے کی وجہ سے ساکن ہوئی۔ پھر الْمُؤْمِنِيْنَ میں 'ل' بھی ساکن ہے۔ دو ساکن جمع ہوئے۔ اس لیے ی گر گئی ہے۔ (آیت۔ 97) حتیٰ کا تعلق گزشتہ آیت کے لَا يُؤْمِنُوْنَ سے ہے۔

ترجمہ

وَلَقَدْ بَوَّاْنَا	بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ	مُبَوَّاَ صِدْقٍ	وَّرَزَقْنٰهُمْ
اور ہم ٹھکانہ دے چکے ہیں	بنی اسرائیل کو	بہت اچھا ٹھکانہ	اور ہم نے رزق دیا ان کو

مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ	فَمَا اخْتَلَفُوْا	حَتّٰى	جَاۗءَهُمُ	الْعِلْمُ ۭ	اِنَّ
پاکیزہ (چیزوں) میں سے	تو انہوں نے اختلاف نہیں کیا	یہاں تک کہ	آیا ان کے پاس	علم	یقیناً

رَبَّكَ	يَقْضِيْ	بَيْنَهُمْ	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	فِيْمَا	كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۳﴾
آپ کا رب	فیصلہ کرے گا	ان کے درمیان	قیامت کے دن	اس میں	جس میں وہ اختلاف کرتے تھے

فَاِنْ	كُنْتَ	فِيْ شَكٍّ	مِّمَّآ	اَنْزَلْنَآ	اِلَيْكَ	فَسْـَٔلِ
پھر اگر	(بالفرض) آپ ہیں	کسی شک میں	اس کے بارے میں جس کو	ہم نے اتارا	آپ کی طرف	تو آپ پوچھیں

الَّذِيْنَ	يَقْرَءُوْنَ	الْكِتٰبَ	مِنْ قَبْلِكَ ۚ	لَقَدْ جَآءَكَ	الْحَقُّ
ان سے جو	پڑھتے ہیں	کتاب کو	آپ سے پہلے	یقیناً آچکا ہے آپ کے پاس	حق

مِنْ رَّبِّكَ	فَلَا تَكُوْنَنَّ	مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۹۴﴾	وَلَا تَكُوْنَنَّ
آپ کے رب (کی طرف) سے	تو آپ ہرگز مت ہوں	شک کرنے والوں میں سے	اور آپ ہرگز مت ہوں

مِنَ الَّذِيْنَ	كَذَّبُوْا	بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	فَتَكُوْنَ	مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۵﴾
ان لوگوں میں سے جنہوں نے	جھٹلایا	اللہ کی نشانیوں کو	ورنہ آپ ہوجائیں گے	خسارہ اٹھانے والوں میں

اِنَّ	الَّذِيْنَ	حَقَّتْ	عَلَيْهِمْ	كَلِمَتُ رَبِّكَ	لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۹۶﴾
بیشک	وہ لوگ	ثابت ہوا	جن پر	آپ کے رب کا فرمان	وہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے

وَلَوْ	جَآءَتْهُمْ	كُلُّ اٰيَةٍ	حَتّٰى	يَرَوُا	الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۹۷﴾
اور اگر چہ (یعنی خواہ)	آئے ان کے پاس	ہر ایک نشانی	یہاں تک کہ	وہ دیکھیں	دردناک عذاب کو

فَلَوْلَا كَانَتْ	قَرْيَةٌ	اٰمَنَتْ	فَنَفَعَهَآ	اِيْمَانُهَآ	اِلَّا
پس کیوں نہ ہوئی	کوئی ایسی بستی	جو ایمان لاتی	پھر نفع دیتا ان کو	ان کا ایمان	سوائے

قَوْمَ يُوْنُسَ ۭ	لَمَّآ	اٰمَنُوْا	كَشَفْنَا	عَنْهُمْ	عَذَابَ الْخِزْيِ
یونسؑ کی قوم کے	جب	وہ لوگ ایمان لائے	تو ہم نے کھول دیا (اٹھالیا)	ان سے	رسوائی کے عذاب کو

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	وَمَتَّعْنٰهُمْ	اِلٰى حِيْنٍ ﴿۹۸﴾	وَلَوْ	شَآءَ	رَبُّكَ
دنیوی زندگی میں	اور ہم نے فائدہ پہنچایا ان کو	ایک مدت تک	اور اگر	چاہتا	آپ کا رب

لَاٰمَنَ	مَنْ	فِي الْاَرْضِ	كُلُّهُمْ	جَمِيْعًا ۭ	اَفَاَنْتَ	تُكْرِهُ
تو ضرور ایمان لاتے	وہ جو	زمین میں ہیں	ان کے کل	سب کے سب	تو کیا آپ	زبردستی کریں گے

النَّاسَ	حَتّٰى	يَكُوْنُوْا	مُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾	وَمَا كَانَ	لِنَفْسٍ
لوگوں سے	یہاں تک کہ	وہ ہوجائیں	ایمان لانے والے	اور (ممکن) نہیں ہے	کسی جان کے لیے

اَنْ	تُؤْمِنَ	اِلَّا	بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ	وَيَجْعَلُ	الرِّجْسَ	عَلَى الَّذِيْنَ
کہ	وہ ایمان لائے	مگر	اللہ کی اجازت سے	اور وہ ڈالتا ہے	گندگی کو	ان لوگوں پر جو

لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿١٠٠﴾	قُلِ	انْظُرُوْا	مَاذَا	فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ
عقل نہیں کرتے	آپؐ کہیے	تم لوگ دیکھو	اس کو جو	آسمانوں اور زمین میں ہے

وَمَا تُغْنِي	الْاٰيٰتُ	وَالنُّذُرُ	عَنْ قَوْمٍ	لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠١﴾
اور کام نہیں آتیں	نشانیاں	اور ڈرانے والے	ایسے لوگوں کے	جو ایمان نہیں لاتے

فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ	اِلَّا	مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ	خَلَوْا	مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ
تو وہ لوگ کیا انتظار کرتے ہیں	سوائے	ان لوگوں کے دنوں کے جیسے کا	جو گزرے	ان سے پہلے

قُلْ	فَانْتَظِرُوْٓا	اِنِّيْ	مَعَكُمْ	مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿١٠٢﴾
آپؐ کہہ دیجیے	پس تم لوگ انتظار کرو	بیشک میں (بھی)	تمہارے ساتھ	انتظار کرنے والوں میں سے ہوں

ثُمَّ	نُنَجِّيْ	رُسُلَنَا	وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	كَذٰلِكَ ۚ	حَقًّا
پھر	ہم بچالیتے ہیں	اپنے رسولوں کو	اور ان کو جو	ایمان لائے	اسی طرح (ہے)	ذمے ہے

عَلَيْنَا	نُنْجِ	الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٣﴾ ع
ہمارے	(کہ) ہم بچالیں	ایمان لانے والوں کو

نوٹ:1 آیت۔93 کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اپنے دین میں جو تفرقے کیے اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ ان کو حقیقت کا علم نہیں تھا اور ناواقفیت کی بنا پر انہوں نے ایسا کیا۔ حقیقت یہ کہ یہ سب کچھ ان کے اپنے نفس کی شرارتوں کا نتیجہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تو انہیں واضح طور پر بتا دیا گیا تھا کہ دین یہ ہے۔ اس کے باوجود انہوں نے اللہ کی دی ہوئی بنیادوں کو چھوڑ کر کچھ دوسری بنیادوں پر اپنے فرقوں کی بنیادیں کھڑی کرلیں۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ:2 آیات۔94۔94 میں ایک خاص اندازِ خطاب اختیار کیا گیا ہے جس کے لیے پنجابی کی ایک کہاوت ہے کہ کہنا بیٹی کو تو سنانا بہو کو اس پر اتفاق رائے ہے کہ ان آیات میں یہی اندازِ خطاب اختیار کیا گیا ہے۔ البتہ اس بات پر دو آراء ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو خطاب کر کے دراصل کس کو سنانا مقصود ہیں۔

(۱) حضرت قتادہؒ کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہ میں شک کرتا ہوں اور نہ مجھے پوچھنے کی ضرورت ہے۔ اس آیت میں امت کو ثابت قدم رہنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ (ابن کثیر) اس سے انداز ہوتا ہے کہ یہاں دراصل امت کے ایسے افراد کو سنانا مقصود ہے جو ایمان کا اقرار تو کرتے ہیں لیکن دل میں کچھ شکوک وشبہات بھی ہوتے ہیں۔ اللہ کے احکام کو تسلیم تو کرتے ہیں لیکن اپنے عمل سے اس کی تکذیب کرتے ہیں۔ جیسے تسلیم کرتے ہیں کہ نماز فرض ہے لیکن پڑھتے نہیں ہیں وغیرہ۔

(۲) دوسری رائے یہ ہے کہ ان لوگوں کو سنانا مقصود ہے جو سب کچھ سمجھنے کے باوجود محض اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے انکار اور تکذیب کرتے ہیں۔ ان کی اس روش پر اظہار ناراضگی کے لیے اللہ تعالیٰ نے براہ راست ان کو خطاب کرنے کے بجائے رسول اللہ ﷺ سے خطاب کر کے ان کو سنایا ہے (تدبر قرآن سے ماخوذ)۔ زیادہ بہتر یہ ہے کہ ان آیات کی دونوں آراء کو جامع سمجھا جائے۔

نوٹ:3 حضرت یونسؑ کا زمانہ 860 ق م سے 784 قبل مسیح کے درمیان بتایا جاتا ہے۔ اگرچہ اسرائیلی نبی تھے، مگر ان کو اشور

(اسیریا) والوں کی ہدایت کے لیے عراق بھیجا گیا تھا۔ اسی لیے اشوریوں کو یہاں قوم یونس کہا گیا ہے۔ اس قوم کا مرکز نینوٰی کا مشہور شہر تھا۔ اس قوم کے عروج کا اندزہ اس سے ہوسکتا ہے کہ اس کا دارالسطنت نینوٰی تقریباً ساٹھ میل میں پھیلا ہوا تھا۔ جب یہ قوم ایمان لے آئی تو اس کی مہلت عمر میں اضافہ کر دیا گیا۔ بعد میں اس نے پھر گمراہیاں اختیار کرنا شروع کر دیں۔ ناحوم نبی۔ 720 تا 698 ق م) نے آخری وارننگ دی۔ خبردار کیا مگر کوئی اثر نہ ہوا۔ پھر صفنیاہ نبی مبعوث ہوئے مگر (640 تا 409 ق م) وہ بھی کارگر نہ ہوئی ت واللہ تعالیٰ نے میڈیا والوں کو ان پر مسلط کر دیا۔ اشوری فوج شکست کھا کر نینوٰی میں محصور ہوگئی۔ کچھ مدت تک اس نے سخت مقابلہ کیا۔ پھر دجلہ کی طغیانی نے شہر کی فصیل توڑ دی اور حملہ آور اندر گھس گئے۔ پورا شہر جلا کر خاک کر دیا۔ اشور کا بادشاہ اپنے محل میں آگ لگا کر جل مرا۔ اس کے ساتھ ہی اشوری سلطنت اور تہذیب بھی ہمیشہ کے لیے ختم ہوگئی۔ زمانہ حال میں آثار قدیمہ کی جو کھدائیاں اس علاقے میں ہوئی ہیں ان میں آتش زدگی کے نشانات کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (104 تا 109)

ترجمہ

قُلْ	يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ	اِنْ	كُنْتُمْ	فِيْ شَكٍّ	مِّنْ دِيْنِيْ	فَلَآ اَعْبُدُ
آپؐ کہیے	اے لوگو	اگر	تم لوگ ہو	کسی شک میں	میرے دین سے	تو میں (تو) بندگی نہیں کرتا

الَّذِيْنَ	تَعْبُدُوْنَ	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	وَلٰكِنْ	اَعْبُدُ
ان لوگوں کی جن کی	تم لوگ بندگی کرتے ہو	اللہ کے علاوہ	بلکہ	میں بندگی کرتا ہوں

اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ښ	وَاُمِرْتُ	اَنْ	اَكُوْنَ
اس اللہ کی جو پورا پورا لے لیتا ہے تم کو (یعنی موت دیتا ہے)	اور مجھے حکم دیا گیا	کہ	میں ہو جاؤں

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٤﴾	وَاَنْ	اَقِمْ	وَجْهَكَ	لِلدِّيْنِ	حَنِيْفًا ج
ایمان لانے والوں میں سے	اور یہ کہ	تو سیدھا رکھ	اپنے چہرے کو	دین کے لیے	یکسو ہوتے ہوئے

وَلَا تَكُوْنَنَّ	مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٠٥﴾	وَلَا تَدْعُ	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	مَا
اور ہرگز مت ہونا	شرک کرنے والوں میں سے	اور تو مت پکار	اللہ کے علاوہ	اس کو جو

لَا يَنْفَعُكَ	وَلَا يَضُرُّكَ ج	فَاِنْ	فَعَلْتَ	فَاِنَّكَ	اِذًا
نفع نہیں دیتا ہے تجھ کو	اور نہ ہی تکلیف (نقصان) دیتا ہے تجھ کو	پھر اگر	تو نے کیا (ایسا)	تو بیشک تو	جب تو

مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠٦﴾	وَاِنْ	يَّمْسَسْكَ	اللّٰهُ	بِضُرٍّ	فَلَا كَاشِفَ
ظلم کرنے والوں میں سے ہے	اور اگر	چھوئے تجھ کو	اللہ	کسی تکلیف سے	تو کوئی بھی کھولنے والا نہیں ہے

لَهٗٓ	اِلَّا	هُوَ ج	وَاِنْ	يُّرِدْكَ	بِخَيْرٍ	فَلَا رَآدَّ
اس کو	مگر	وہ (یعنی اللہ)	اور اگر	وہ ارادہ کرے تیرے لیے	کسی بھلائی کا	تو کوئی بھی دور کرنے والا نہیں ہے

لِفَضْلِهٖ ط	يُصِيْبُ	بِهٖ	مَنْ	يَّشَآءُ	مِنْ عِبَادِهٖ ط
اس کے فضل کو	وہ پہنچاتا ہے	اسے (یعنی فضل)	اس کو جس کو	وہ چاہتا ہے	اپنے بندوں میں سے

وَھُوَ	الْغَفُوْرُ	الرَّحِيْمُ ﴿١٠٧﴾	قُلْ	يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ	قَدْ جَآءَكُمُ
اور وہی	بے انتہا بخشنے والا ہے	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے	آپؐ کہیے	اے لوگو	آ چکا ہے تمہارے پاس

الْحَقُّ	مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ	فَمَنِ	اهْتَدٰى	فَاِنَّمَا
حق	تمہارے رب (کے پاس) سے	پس جس نے	ہدایت پائی	تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ

يَهْتَدِيْ	لِنَفْسِهٖ ۚ	وَمَنْ ضَلَّ	فَاِنَّمَا	يَضِلُّ
وہ ہدایت پاتا ہے	اپنے آپ کے لیے	اور جو گمراہ ہوا	تو کچھ نہیں سوائے اس کے	وہ گمراہ ہوتا ہے

عَلَيْهَا ۚ	وَمَآ اَنَا	عَلَيْكُمْ	بِوَكِيْلٍ ﴿١٠٨﴾	وَاتَّبِعْ
اس پر (یعنی اپنی جان پر)	اور میں نہیں ہوں	تم لوگوں پر	کوئی اختیار والا	اور آپؐ پیروی کریں

مَا	يُوْحٰٓى	اِلَيْكَ	وَاصْبِرْ	حَتّٰى	يَحْكُمَ	اللّٰهُ ۚ
اس کی جو	وحی کیا گیا	آپؐ کی طرف	اور آپؐ صبر کریں	یہاں تک کہ	فیصلہ کرے	اللہ

وَهُوَ	خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿١٠٩﴾
اور وہ	بہترین فیصلہ کرنے والا ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ ھود

آیت نمبر (1 تا 8)

ترکیب

(آیت۔1) كِتٰبٌ خبر ہے۔ اس کا مبتدا ھٰذَا محذوف ہے۔ اُحْكِمَتْ اور فُصِّلَتْ کا نائب فاعل اٰيٰتُهٗ ہے۔ لَدُنْ مضاف ہے اور حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ اس کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے حالت جر میں ہیں۔ (آیت۔3) فعل امر اِسْتَغْفِرُوْا اور تُوْبُوْٓا کا جواب امر ہونے کی وجہ سے يُمَتِّعْ اور يُؤْتِ مجزوم ہوئے ہیں۔ فَضْلَهٗ کی ضمیر کو ذِيْ فَضْلٍ کے لیے ماننا زیادہ بہتر ہے (پروفیسر احمد یار صاحب مرحوم)۔ اس لیے ہم ترجمہ اسی لحاظ سے کریں گے۔ (آیت۔7) لَيَقُوْلَنَّ کا فاعل اَلَّذِيْنَ اسم ظاہر آ گیا ہے اس لئے یہاں پر لَيَقُوْلَنَّ واحد آیا ہے۔ (آیت۔8) لَيَقُوْلُنَّ کا فاعل اسم ظاہر نہیں ہے بلکہ اس میں شامل ضمیر ہے اس لئے یہاں پر یہ جمع کے صیغے میں آیا ہے۔ لَيْسَ کا اسم اس میں شامل هُوَ کی ضمیر ہے جو اَلْعَذَابَ کے لئے ہے اور مَصْرُوْفًا اس کی خبر ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔

ترجمہ

الٓرٰ ۟	كِتٰبٌ	اُحْكِمَتْ	اٰيٰتُهٗ	ثُمَّ	فُصِّلَتْ
-	(یہ) ایک کتاب ہے	محکم کیا گیا	اس کی آیتوں کو	پھر	ان کو کھولا گیا

مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ﴿١﴾	اَلَّا تَعْبُدُوْٓا	اِلَّا	اللّٰهَ	اِنَّنِيْ
ایک باخبر حکمت والے کے خزانے میں سے ہے	کہ تم بندگی مت کرو	مگر	اللہ کی	بیشک میں

لَكُمْ	مِّنْهُ	نَذِيْرٌ	وَّبَشِيْرٌ ۙ﴿۲﴾	وَّاَنِ
تمہارے لیے	اس کی (طرف) سے	ایک خبردار کرنے والا ہوں	اور ایک بشارت دینے والا ہوں	66/13 اور یہ کہ

اسْتَغْفِرُوْا	رَبَّكُمْ	ثُمَّ	تُوْبُوْٓا	اِلَيْهِ	يُمَتِّعْكُمْ
تم لوگ مغفرت مانگو	اپنے رب سے	پھر	تم لوگ رجوع کرو	اس کی طرف	تو وہ فائدہ اٹھانے دے گا تم کو

مَّتَاعًا حَسَنًا	اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى	وَّيُؤْتِ	كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ	فَضْلَهٗ ۭ
اچھے سامان سے	ایک مقرر وقت تک	اور وہ دے گا	ہر فضیلت والے کو	اس کی فضیلت

وَاِنْ	تَوَلَّوْا	فَاِنِّىْٓ	اَخَافُ	عَلَيْكُمْ	عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ﴿۳﴾
اور اگر	تم لوگوں نے منہ موڑا	تو بیشک میں	ڈرتا ہوں	تم لوگوں پر	ایک بڑے دن کے عذاب سے

اِلَى اللّٰهِ	مَرْجِعُكُمْ ۚ	وَهُوَ	عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ	قَدِيْرٌ ﴿۴﴾	اَلَآ
اللہ کی طرف ہی	تم لوگوں کو لوٹنا ہے	اور وہ	ہر چیز پر	قدرت رکھنے والا ہے	سن لو

اِنَّهُمْ	يَثْنُوْنَ	صُدُوْرَهُمْ	لِيَسْتَخْفُوْا	مِنْهُ ۭ	اَلَا	حِيْنَ
بیشک وہ لوگ	دوہرا کرتے ہیں	اپنے سینوں کو	تاکہ وہ چھپ جائیں	اس سے	سن لو	جس وقت

يَسْتَغْشُوْنَ	ثِيَابَهُمْ ۙ	يَعْلَمُ	مَا	يُسِرُّوْنَ
وہ چھپنا چاہتے ہیں	اپنے کپڑوں (کے ذریعہ) سے	تو وہ تو جانتا ہے	اس کو جو	وہ لوگ چھپاتے ہیں

وَمَا	يُعْلِنُوْنَ ۚ	اِنَّهٗ	عَلِيْمٌۢ	بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۵﴾	وَمَا
اور اس کو جو	اعلانیہ کرتے ہیں	بیشک وہ	جاننے والا ہے	سینوں والی (بات) کو	اور نہیں ہے

مِنْ دَاۗبَّةٍ	فِي الْاَرْضِ	اِلَّا	عَلَي اللّٰهِ	رِزْقُهَا	وَيَعْلَمُ
کسی قسم کا کوئی چلنے والا	زمین میں	مگر	اللہ کے ذمے	اس کا رزق ہے	اور وہ جانتا ہے

مُسْتَقَرَّهَا	وَمُسْتَوْدَعَهَا ۭ	كُلٌّ	فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶﴾
اس کے ٹھہرنے کی جگہ کو	اور جہاں وہ سونپا جاتا ہے	سب کچھ	ایک واضح کتاب میں ہے

وَهُوَ	الَّذِيْ	خَلَقَ	السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ	فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ	وَّ	كَانَ
اور وہ	وہ ہے جس نے	پیدا کیا	آسمانوں کو اور زمین کو	چھ دنوں میں	اس حال میں کہ	تھا

عَرْشُهٗ	عَلَي الْمَاۗءِ	لِيَبْلُوَكُمْ	اَيُّكُمْ	اَحْسَنُ
اس کا عرش	پانی پر	تاکہ وہ آزمائے تم لوگوں کو	کہ تم میں سے کون	زیادہ اچھا ہے

عَمَلًا ۭ	وَلَىِٕنْ	قُلْتَ	اِنَّكُمْ	مَّبْعُوْثُوْنَ	مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ	لَيَقُوْلَنَّ
بلحاظ عمل کے	اور اگر	آپ کہیں گے	کہ تم لوگ	اٹھائے جانے والے ہو	موت کے بعد	تو لازماً کہیں گے

الَّذِيْنَ	كَفَرُوْٓا	اِنْ	هٰذَآ	اِلَّا	سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝	وَلَئِنْ
وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	نہیں ہے	یہ	مگر	ایک کھلا جادو	اور اگر

اَخَّرْنَا	عَنْهُمُ	الْعَذَابَ	اِلٰٓى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ	لَّيَقُوْلُنَّ
ہم ملتوی رکھیں	ان سے	عذاب کو	ایک گنتی کئے ہوئے عرصہ تک	تو وہ لوگ لازماً کہیں گے

مَا	يَحْبِسُهٗ ؕ	اَلَا	يَوْمَ	يَاْتِيْهِمْ	لَيْسَ	مَصْرُوْفًا
کیا چیز	روکتی ہے اس کو	سن لو	جس دن	وہ آئے گا ان کے پاس	تو وہ نہیں ہے	پھیرا جانے والا

عَنْهُمْ	وَحَاقَ	بِهِمْ	مَّا	كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝
ان سے	اور چھا جائے گا	ان پر	وہ	جس کا وہ لوگ مذاق اڑاتے تھے

نوٹ:1 آیت 2/البقرۃ:78 کی لغت میں لفظ ''اُمَّۃٌ'' کے دو مفہوم دیئے گئے ہیں۔(1) دین (2) کسی دین کے پیروکار لوگ۔ اب نوٹ کرلیں کہ اس کا ایک تیسرا مفہوم بھی ہے، کسی دین یا اس کے پیروکاروں کے عروج کی مدت یا عرصہ۔ اس مفہوم میں یہ لفظ قرآن مجید میں دو جگہ آیا ہے۔ ایک زیر مطالعہ آیت۔8 میں اور پھر سورہ یوسف کی آیت۔45 میں۔

نوٹ:2 آیت۔6 میں ہے کہ سب کا رزق اللہ کے ذمہ ہے۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر ایسا کیوں ہوتا ہے کہ بعض جانور اور انسان بھوکے پیاسے مرجاتے ہیں۔ علماء نے سد کے متعدد جواب دیئے ہیں۔ ایک جواب یہ بھی ہے کہ رزق کی ذمہ داری اسی وقت تک ہے جب عمر پوری نہیں ہوجاتی۔ جب عمر پوری ہوگئی تو اس کو بہر حال مرنا ہے۔ اس کا عام سبب امراض ہوتے ہیں۔ کبھی جلنا یا غرق ہونا یا چوٹ یا زخم بھی سبب ہوتے ہیں۔ اسی طرح ایک سبب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ رزق بند کردیا جائے جس سے موت واقع ہوجائے (معارف القرآن)

نوٹ:3 آیت۔7 میں ہے کہ اس کا عرش پانی پر تھا۔ یہ جملہ معترضہ ہے جو غالباً لوگوں کے اس سوال کے جواب میں فرمایا گیا کہ آسمان اور زمین اگر پہلے نہ تھے تو پہلے کیا تھا؟ اس سوال کو نقل کئے بغیر اس کا مختصر جواب دیا گیا ہے کہ پہلے پانی تھا۔ ہم نہیں کہہ سکتے اس پانی سے مراد کیا ہے۔ یہی پانی جسے ہم اس نام سے جانتے ہیں یا یہ لفظ محض استعارے کے طور پر مادے کی اس مائع (Fluid) حالت کے لئے استعمال کیا گیا ہے جو موجودہ صورت میں ڈھالے جانے سے پہلے تھی۔ رہا یہ کہ اس کا عرش پانی پر تھا، تو اس کا مفہوم ہماری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ اس کی سلطنت پانی پر تھی۔ (تفہیم القرآن)۔

آیت نمبر (9 تا 16)

ترکیب (آیت۔10) نَعْمَآءَ اور ضَرَّآءُ دونوں غیر منصرف ہیں۔ اَذَقْنَا کا مفعول ثانی ہونے کی وجہ سے نَعْمَآءَ حالت نصب میں ہے جبکہ بَعْدَ کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے ضَرَّآءَ حالت جر میں ہے۔ اور ضَرَّآءَ نکرہ مخصوصہ ہے، مَسَّتْهُ اس کی خصوصیت ہے۔ (آیت۔12) اسم الفاعل تَارِكٌ نے بَعْضَ کو نصب دی ہے۔ صَدْرُكَ مبتداء مؤخر ہے اور ضَآئِقٌ اس کی خبر مقدم ہے۔ (آیت۔14) فَاِلَّمْ دراصل فَاِنْ لَّمْ ہے۔ (آیت۔15) مَنْ شرطیہ ہے۔ كَانَ يُرِيْدُ کو ماضی استمراری ماننے کی گنجائش ہے لیکن ہماری ترجیح ہے کہ كَانَ کو فعل ناقص مانیں۔ اس کا اسم اس میں شامل ضمیر ہے اور يُرِيْدُ سے آگے جملہ فعلیہ اس کی خبر ہے۔ اس طرح یہ جملہ اسمیہ ہوگا اور اس کا ترجمہ حال میں ہوگا۔ مَنْ کا جواب شرط ہونے کی وجہ سے نُوَفِّ مجزوم ہوا ہے، دونوں جگہ

فِيْهَا کی ضمیر اَلْحَيٰوةَ الدُّنْيَا کے لئے ہے۔

ترجمہ

وَلَئِنْ	اَذَقْنَا	الْاِنْسَانَ	مِنَّا	رَحْمَةً	ثُمَّ	نَزَعْنٰهَا
اور اگر	ہم چکھادیں	انسان کو	اپنی (طرف) سے	کوئی رحمت	پھر	ہم کھینچ لیں اس کو

مِنْهُ ۚ	اِنَّهٗ	لَيَئُوْسٌ	كَفُوْرٌ ⑨	وَلَئِنْ	اَذَقْنٰهُ
اس سے	تو بیشک وہ	بے انتہا مایوس ہوجاتا ہے	بے انتہا ناشکرا ہوجاتا ہے	اور اگر	ہم چکھائیں اس کو

نَعْمَآءَ	بَعْدَ ضَرَّآءَ	مَسَّتْهُ	لَيَقُوْلَنَّ	ذَهَبَ	السَّيِّاٰتُ
کوئی نعمت	ایسی تکلیف کے بعد	اس کو چھوا جس نے	تو وہ لازماً کہے گا	گئیں	برائیاں

عَنِّيْ ؕ	اِنَّهٗ	لَفَرِحٌ	فَخُوْرٌ ⑩	اِلَّا الَّذِيْنَ
مجھ سے	بیشک وہ	بڑا اِترانے والا ہے	بے انتہا فخر کرنے والا ہے	سوائے ان لوگوں کے جو

صَبَرُوْا	وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ ؕ	اُولٰٓئِكَ	لَهُمْ	مَّغْفِرَةٌ
ثابت قدم رہے	اور عمل کئے	نیکیوں کے	وہ لوگ ہیں	جن کے لئے	مغفرت ہے

وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ⑪	فَلَعَلَّكَ	تَارِكٌۢ	بَعْضَ مَا	يُوْحٰٓى
اور بڑا اجر ہے	پس شائد کہ آپؐ	چھوڑنے والے ہوں	اس کے بعض کو جو	وحی کیا گیا

اِلَيْكَ	وَضَآئِقٌۢ	بِهٖ صَدْرُكَ	اَنْ	يَّقُوْلُوْا	لَوْلَآ	اُنْزِلَ
آپؐ کی طرف	اور تنگ ہونے والا ہو	آپؐ کا سینہ اس سے	کہ	وہ لوگ کہیں گے	کیوں نہیں	اتارا گیا

عَلَيْهِ	كَنْزٌ	اَوْ	جَآءَ	مَعَهٗ	مَلَكٌ ؕ	اِنَّمَآ اَنْتَ	نَذِيْرٌ ؕ
انؐ پر	کوئی خزانہ	یا	(کیوں نہیں) آیا	ان کے ساتھ	کوئی فرشتہ	کچھ نہیں آپؐ تو بس	خبردار کرنے والے ہیں

وَاللّٰهُ	عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ	وَّكِيْلٌ ؕ⑫	اَمْ	يَقُوْلُوْنَ	افْتَرٰىهُ ؕ
اور اللہ	ہر چیز پر	نگہبان ہے	یا	وہ لوگ کہیں گے	اس نے گھڑا ہے اس کو (یعنی قرآن کو)

قُلْ	فَاْتُوْا	بِعَشْرِ سُوَرٍ	مِّثْلِهٖ	مُفْتَرَيٰتٍ	وَّادْعُوْا	مَنِ
آپؐ کہئے	تو تم لوگ لے آؤ	دس سورتیں	اس کی مانند	گھڑی ہوئی	اور تم لوگ بلالو	اس کو جس کو

اسْتَطَعْتُمْ	مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ	اِنْ	كُنْتُمْ	صٰدِقِيْنَ ⑬
(بلانے کی) تم استطاعت رکھتے ہو	اللہ کے علاوہ	اگر	تم لوگ	سچ کہنے والے ہو

فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا	لَكُمْ	فَاعْلَمُوْٓا	اَنَّمَآ اُنْزِلَ	بِعِلْمِ اللّٰهِ	وَاَنْ
پھر اگر وہ لوگ جواب نہ دیں	تم کو	تو جان لو	کہ اس (یعنی قرآن کو) کو تو بس اتارا گیا	اللہ کے علم سے	اور یہ کہ

لَآ اِلٰهَ	اِلَّا	هُوَ	فَهَلْ	اَنْتُمْ	مُّسْلِمُوْنَ ⑭	مَنْ كَانَ
کوئی بھی الٰہ نہیں ہے	مگر	وہ	تو کیا	تم لوگ	فرمانبرداری کرنے والے ہو	جو وہ ہو

يُرِيْدُ	الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا	وَزِيْنَتَهَا	نُوَفِّ	اِلَيْهِمْ	اَعْمَالَهُمْ
چاہتا ہے	دنیاوی زندگی کو	اور اس کی زینت کو	تو ہم پورا پورا دیں گے	ان کو	ان کے اعمال (کے اجر)

فِيْهَا	وَهُمْ	فِيْهَا	لَا يُبْخَسُوْنَ ⑮	اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ	لَيْسَ
اس (دنیا) میں	اور وہ لوگ	اس (دنیا) میں	حق سے کم نہ دیئے جائیں گے	یہ وہ لوگ ہیں	نہیں ہے

لَهُمْ	فِي الْاٰخِرَةِ	اِلَّا	النَّارُ ۖ	وَحَبِطَ	مَا	صَنَعُوْا	فِيْهَا
جن کے لیے	آخرت میں	مگر	آگ	اور اکارت ہوا	وہ جو	انہوں نے کاریگری کی	اس (دنیا) میں

وَبٰطِلٌ	مَّا	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ⑯
اور باطل ہونے والا ہے	وہ جو	یہ لوگ کرتے تھے۔

نوٹ:1 آیت۔9۔10 میں یہ بات قابل غور ہے کہ دینا کی آسائش اور تکلیف دونوں کے بارے میں قرآن کریم نے اَذَقْنَا یعنی چکھانے کا لفظ استعمال کر کے اس طرف اشارہ کر دیا کہ اصل آسائش اور تکلیف آخرت کی ہے۔دینا کی آسائش اور تکلیف نہ تو مکمل ہیں اور نہ دائمی ہیں، بلکہ نمونے اور چکھنے کے درجہ میں ہیں تا کہ انسان کو آخرت کی آسائس اور تکلیف کا کچھ اندازہ ہو سکے اور اس لئے بھی یہاں کی راحت زیادہ خوش ہونے کی چیز نہیں ہے اور نہ تکلیف پر زیادہ غم کرنا چاہئے (معارف القرآن)۔دنیا میں اچھے بُرے حلات میں جو صحیح رویہ ہے،اس کی نشاندہی اگلی آیت۔11 میں کی گئی ہے۔

نوٹ:2 آیت۔11 میں صبر کے ایک اور مفہوم پر روشنی پڑتی ہے۔صبر کی صفت اس تھڑولا پن کی ضد ہے جس کا ذکر آیات۔9۔10 میں کیا گیا ہے صابر وہ شخص ہے جو زمانہ کے بدلتے ہوئے حالات میں اپنے ذہن کے توازن کو برقرار رکھے اوت ایک معقول رویہ پر ہر حال میں قائم رہے۔اگر کبھی حالات سازگار ہوں تو کامیابی کے نشے میں مست ہو کر بہکنے نہ لگے۔اگر کبھی مصائب و مشکلات ہوں تو انسانی دسطح سے نیچے نہ اترے۔اللہ کی آزمائش خواہ نعمت کی صورت میں آئے یا مصیبت کی صورت میں،وہ بہرحال بردبار یقائم رہے۔(تفہیم القرآن) اسی رویہ کو آج کل جذباتی بلوغت (Emotional Maturity) کہتے ہیں۔

آیت نمبر (17 تا 24)

خ ب ت

(ض) خَبْتًا (1) کسی کا چر چامِٹ جانا۔(2) پست اور نرم ہونا۔

(افعال) اِخْبَاتًا پست اور نرم زمین میں اترنا۔پستی اور عاجزی اختیار کرنا۔زیر مطالعہ آیت۔23

مُخْبِتٌ اسم الفاعل ہے۔عاجزی کرنے والا۔﴿وَ بَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ﴾ (22/الحج:34) اور آپ خوشخبری سنادیں عاجزی کرنے والوں کو۔"

ترکیب

(آیت ۔17) اس آیت کے معنی مراد کو سمجھنے کے متعدد امکانات ہیں۔ کیونکہ مَنۡ کو جمع کے مفہوم میں بھی لیا جا سکتا ہے اور واحد بھی۔ اس وقت ایک غیر معین شخص بھی مراد ہو سکتا ہے اور رسول ﷺ بھی۔ بَیِّنَۃٍ صفت ہے۔ اس کا موصوف محذوف ہے جو شریعت یا سبیل بھی ہو سکتا ہے اور فطرت کی بدیہیات بھی۔ پھر آگے آنے والی ضمیروں کے مراجع کے تعین میں بھی اختلاف ممکن ہے اسی لئے اس آیت کے مختلف تراجم اور تفسیری اقوال ملتے ہیں۔ ان میں سے کسی کو بھی غلط نہیں کہہ سکتے۔ صرف اپنی ترجیح بیان کر سکتے ہیں۔

66/15

مَنۡ جمع کے مفہوم میں ہے کیونکہ آگے آ رہا ہے۔ یہ مَنۡ استفہامیہ ہے اور اس کے سوال کا جواب محذوف ہے جسے ترجمہ میں ظاہر کرنا ضروری ہے۔ بَیِّنَۃٍ کا موصوف محذوف فطرت کی بدیہیات ہیں۔ یَتۡلُوۡہُ کی ضمیر بَیِّنَۃٍ کے لئے ہے کیونکہ مونث غیر حقیقی کے لئے مذکر اور مونث، دونوں میں سے کوئی بھی ضمیر آ سکتی ہے۔ مِنۡہُ کی ضمیر رَبِّ کے لئے ہے، قَبۡلِہٖ کی ضمیر شَاھِدٌ کے لئے ہے۔ کِتٰبُ مُوۡسٰۤی مبتدا موخر ہے، اس کی خبر محذوف ہے اور مِنۡ قَبۡلِہٖ قائم مقام خبر مقدم ہے جبکہ اِمَامًا اور رَحۡمَۃً حال ہیں۔ یُؤۡمِنُوۡنَ بِہٖ اور یَکۡفُرۡ بِہٖ کی ضمیریں شَاھِدٌ کے لئے ہیں۔ اَلۡاَحۡزَابِ پر لام جنس ہے۔ (آیت ۔18) یُعۡرَضُوۡنَ باب افعال کا نہیں بلکہ ثلاثی مجرد کا مجہول ہے۔ (آیت ۔20) مُعۡجِزِیۡنَ اسم المفول ہے جو فعل کا عمل کر رہا ہے اور اس کا مفعول محذوف ہے جو اللہ کی راہ کے راہی یعنی مومنین ہو سکتا ہے۔

ترجمہ

اَفَمَنۡ	کَانَ	عَلٰی بَیِّنَۃٍ	مِّنۡ رَّبِّہٖ	وَ یَتۡلُوۡہُ
تو کیا وہ لوگ جو	ہوں	ایک شفاف (فطرت) پر	اپنے رب کی (جانب) سے	اور اس کے ساتھ ساتھ چلتا ہو

شَاھِدٌ	مِّنۡہُ	وَ مِنۡ قَبۡلِہٖ	کِتٰبُ مُوۡسٰۤی
ایک گواہی دینے والا (قرآن)	اس (کی طرف) سے	اور اس سے پہلے	موسیٰؑ کی کتاب ہو

اِمَامًا	وَّ رَحۡمَۃً ؕ	اُولٰٓئِکَ
رہنما ہوتے ہوئے	اور رحمت ہوتے ہوئے (انکے برابر ہوں گے جو ان سے محروم ہیں)	یہ لوگ ہی

یُؤۡمِنُوۡنَ	بِہٖ ؕ	وَ مَنۡ	یَّکۡفُرۡ	بِہٖ	مِنَ الۡاَحۡزَابِ
ایمان لاتے ہیں	اس (قرآن) پر	اور جو کوئی	انکار کرے گا	اس (قرآن) کا	تمام گروہوں میں سے

فَالنَّارُ	مَوۡعِدُہٗ ۚ	فَلَا تَکُ	فِیۡ مِرۡیَۃٍ	مِّنۡہُ ٭
تو آگ	اس کے وعدہ کی جگہ سے	پس آپؐ مت ہوں	کسی شک میں	اس (قرآن) سے

اِنَّہُ	الۡحَقُّ	مِنۡ رَّبِّکَ	وَ لٰکِنَّ	اَکۡثَرَ النَّاسِ
یقیناً یہ	ہی حق ہے	آپؐ کے رب (کی جانب) سے	اور لیکن	لوگوں کی اکثریت

لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ⑰	وَ مَنۡ	اَظۡلَمُ	مِمَّنِ	افۡتَرٰی	عَلَی اللّٰہِ	کَذِبًا ؕ
ایمان نہیں لائے گی	اور کون	زیادہ ظالم ہے	اس سے جس نے	گھڑا	اللہ پر	ایک جھوٹ

اُولٰٓئِکَ	یُعۡرَضُوۡنَ	عَلٰی رَبِّہِمۡ	وَ یَقُوۡلُ	الۡاَشۡہَادُ	ہٰۤؤُلَآءِ الَّذِیۡنَ
وہ لوگ ہیں	جو پیش کئے جائیں گے	اپنے رب کے سامنے	اور کہیں گے	گواہی دینے والے	یہ وہ ہیں جنہوں نے

كَذَبُوْا	عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ	اَلَا	لَعْنَةُ اللّٰهِ	عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۸﴾	الَّذِيْنَ
جھوٹ کہا	اپنے رب پر	سن لو	اللہ کی لعنت ہے	ظلم کرنے والوں پر	وہ لوگ جو

يَصُدُّوْنَ	عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	وَيَبْغُوْنَهَا	عِوَجًا ۭ	وَهُمْ	بِالْاٰخِرَةِ
روکتے ہیں	اللہ کی راہ سے	اور تلاش کرتے ہیں اس میں	کجی کو	اور وہ لوگ	آخرت کا

هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۹﴾	اُولٰۗىِٕكَ	لَمْ يَكُوْنُوْا	مُعْجِزِيْنَ	فِي الْاَرْضِ
ہی انکار کرنے والے ہیں	وہ لوگ	ہرگز نہیں ہیں	عاجز کرنے والے (مومنین کو)	زمین میں

وَمَا كَانَ	لَهُمْ	مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ	مِنْ اَوْلِيَاۗءَ ۘ	يُضٰعَفُ	لَهُمُ
اور نہیں ہے	ان کے لئے	اللہ کے علاوہ	کوئی بھی کارساز	کئی گنا کیا جائے گا	ان کے لئے

الْعَذَابُ ۭ	مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ	السَّمْعَ	وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۰﴾
عذاب کو	وہ استطاعت نہیں رکھتے تھے	سن کر سمجھنے کی	اور وہ لوگ دیکھ کر سمجھتے نہیں تھے

اُولٰۗىِٕكَ	الَّذِيْنَ	خَسِرُوْٓا	اَنْفُسَهُمْ	وَضَلَّ	عَنْهُمْ	مَّا
وہ لوگ	وہ ہیں جنہوں نے	گھاٹے میں ڈالا	اپنے آپ کو	اور گم ہوا	ان سے	وہ جو

كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۱﴾	لَا جَرَمَ	اَنَّهُمْ	فِي الْاٰخِرَةِ	هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿۲۲﴾
وہ لوگ گھڑا کرتے تھے	کوئی شک نہیں	کہ وہ لوگ	آخرت میں	وہی سب سے زیادہ گھاٹا پانے والے ہیں

اِنَّ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ	وَاَخْبَتُوْٓا	اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ
بیشک	وہ لوگ جو	ایمان لائے	اور عمل کئے	نیکیوں کے	اور عاجزی اختیار کی	اپنے رب کی طرف

اُولٰۗىِٕكَ	اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ	هُمْ	فِيْهَا	خٰلِدُوْنَ ﴿۲۳﴾	مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ
وہی لوگ	جنت والے ہیں	وہ لوگ	اس میں	ہمیشہ رہنے والے ہیں	دو فریقوں کی مثال (ایسی ہے جیسے)

كَالْاَعْمٰى	وَالْاَصَمِّ	وَالْبَصِيْرِ	وَالسَّمِيْعِ ۭ	هَلْ
(ایک) اندھا	اور بہرا	اور (دوسرا) دیکھنے والا	اور سننے والا	کیا

يَسْتَوِيٰنِ	مَثَلًا ۭ	اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ ع
یہ دونوں برابر ہوں گے	بلحاظ مثال کے	تو کیا تم لوگ سمجھتے نہیں

آیت نمبر (25 تا 35)

ر ذ ل

(س) رَذَالَةً حقیر ہونا۔ گھٹیا ہونا۔

اَرْذَلُ ج اَرَاذِلُ فعل التفضیل ہے۔ کسی سے زیادہ یا سب سے زیادہ حقیر۔ گھٹیا۔ ﴿وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ

اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ ﴾ (16/ النحل: 70) ''اور تم میں وہ بھی ہیں جن کو لوٹا دیا جاتا عمر کے سب سے گھٹیا (حصہ) کی طرف)اور زیر مطالعہ آیت۔27

ل ز م

(س) لِزَامًا کسی سے چمٹ جانا۔ لازم ہونا۔ ﴿ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴾ (25/ الفرقان: 77) ''تم لوگ جھٹلا چکے ہو تو عنقریب وہ یعنی عذاب چمٹ جائے گا۔''

(افعال) اِلْزَامًا کسی کو کسی سے چمٹا دینا۔ لازم کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔28۔

ز ر ی

(ض) زَرْيًا کسی پر عتاب کرنا۔

(افتعال) اِزْدِرَاءً کسی کو حقیر سمجھنا۔ زیر مطالعہ آیت۔31

ترکیب

(آیت۔26) اَلِيْمٍ مضاف الیہ يَوْمٍ کی صفت ہے۔ یہ اگر مضاف عَذَابَ کی صفت ہوتا تو اَلْاَلِيْمَ آتا۔ (آیت۔27) بَادِيَ دراصل اسم الفاعل بَادٍ ہے۔ مضاف ہونے کی وجہ سے تنوین ختم ہوئی تو ی واپس آگئی اور حال ہونے کی وجہ سے یہ حالت نصب میں ہے۔ اس کو اِتَّبَعَكَ اور اَرَاذِلُنَا، دونوں کا حال ماننے کی گنجائش ہے ہم اسے اَرَاذِلُنَا کا حال مانیں گے۔ (آیت۔28) اَنُلْزِمُكُمُوْهَا میں ھا کی ضمیر بَيِّنَةٍ کے لئے ہے۔

ترجمہ

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا	نُوْحًا	اِلٰى قَوْمِهٖٓ	اِنِّىْ	لَكُمْ
اور بیشک ہم بھیج چکے ہیں	نوحؑ کو	انؑ کی قوم کی طرف	(انہوںؑ نے کہا) کہ میں	تمہارے لئے

نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٢٥﴾	اَنْ	لَّا تَعْبُدُوْٓا	اِلَّا	اللّٰهَ	اِنِّىْٓ
ایک واضح خبردار کرنے والا ہوں	کہ	تم لوگ بندگی مت کرو	مگر	اللہ کی	بیشک میں

اَخَافُ	عَلَيْكُمْ	عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿٢٦﴾	فَقَالَ	الْمَلَاُ الَّذِيْنَ
ڈرتا ہوں	تم لوگوں پر	ایک دردناک دن کے عذاب سے	تو کہا	ان کے سرداروں نے جنھوں نے

كَفَرُوْا	مِنْ قَوْمِهٖ	مَا نَرٰىكَ	اِلَّا	بَشَرًا	مِّثْلَنَا
کفر کیا	انکی قوم میں سے	ہم نہیں دیکھتے آپؐ کو	مگر	ایک بشر	اپنے جیسا

وَمَا نَرٰىكَ	اتَّبَعَكَ	اِلَّا الَّذِيْنَ	هُمْ	اَرَاذِلُنَا
اور ہم نہیں دیکھتے آپؐ کو	(کہ) پیروی کی آپؐ کی	سوائے ان لوگوں کے	(کہ) وہ لوگ	ہمارے حقیر ہیں

بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ	وَمَا نَرٰى	لَكُمْ	عَلَيْنَا	مِنْ فَضْلٍۢ	بَلْ
سرسری رائے میں	اور ہم نہیں دیکھتے	تمہارے لئے	ہم پر	کسی قسم کی کوئی فضیلت	بلکہ

نَظُنُّكُمْ	كٰذِبِيْنَ ﴿٢٧﴾	قَالَ	يٰقَوْمِ	اَ	رَءَيْتُمْ
ہم گمان کرتے ہیں تم لوگوں کو	جھوٹ کہنے والے	انہوںؑ نے کہا	اے میری قوم	کیا	تم لوگوں نے غور کیا

اِنۡ	كُنۡتُ	عَلٰى بَيِّنَةٍ	مِّنۡ رَّبِّىۡ	وَاٰتٰىنِىۡ	رَحۡمَةً
(کہ) اگر	میں ہوں	ایک روشن دلیل پر	اپنے رب (کی طرف) سے	اوراس نے دی مجھ کو	ایک رحمت

مِّنۡ عِنۡدِهٖ	فَعُمِّيَتۡ	عَلَيۡكُمۡؕ	اَنُلۡزِمُكُمُوۡهَا
اپنے پاس سے	پھروہ پوشیدہ کی گئی	تم پر	تو (پھر بھی) کیا ہم چمٹادیں تم لوگوں سے اس کو

وَ	اَنۡتُمۡ	لَهَا	كٰرِهُوۡنَ ۝٢٨	وَيٰقَوۡمِ	لَاۤ اَسۡـَٔلُكُمۡ
اس حال میں کہ	تم لوگ	اس سے	نفرت کرنے والے ہو	اوراے میری قوم	میں نہیں مانگتا تم سے

عَلَيۡهِ	مَالًا ؕ	اِنۡ	اَجۡرِىَ	اِلَّا	عَلَى اللّٰهِ	وَمَاۤ اَنَا	بِطَارِدِ الَّذِيۡنَ
اس پر	کوئی مال	نہیں ہے	میرا اجر	مگر	اللہ کے ذمے	اور میں نہیں ہوں	ان کو دھتکارنے والا جو

اٰمَنُوۡا ؕ	اِنَّهُمۡ	مُّلٰقُوۡا رَبِّهِمۡ	وَلٰـكِنِّىۡۤ	اَرٰٮكُمۡ
ایمان لائے	بیشک وہ لوگ	اپنے رب سے ملاقات کرنے والے ہیں	اور لیکن میں	دیکھتا ہوں تم کو

قَوۡمًا	تَجۡهَلُوۡنَ ۝٢٩	وَيٰقَوۡمِ	مَنۡ	يَّنۡصُرُنِىۡ	مِنَ اللّٰهِ
ایک قوم کہ	تم لوگ غلط عقائد رکھتے ہو	اوراے میری قوم	کون	مدد کرے گا میری	اللہ سے (بچنے میں)

اِنۡ	طَرَدْتُّهُمۡ ؕ	اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ ۝٣٠	وَلَاۤ اَقُوۡلُ	لَـكُمۡ
اگر	دھتکار دوں ان کو	تو کیا تم لوگ یاددہانی حاصل نہیں کرتے	اور میں نہیں کہتا	تم سے (کہ)

عِنۡدِىۡ	خَزَآئِنُ اللّٰهِ	وَلَاۤ اَعۡلَمُ	الۡغَيۡبَ	وَلَاۤ اَقُوۡلُ	اِنِّىۡ	مَلَكٌ
میرے پاس	اللہ کے خزانے ہیں	اور میں نہیں جانتا	غیب کو	اور میں نہیں کہتا	کہ میں	کوئی فرشتہ ہوں

وَّلَاۤ اَقُوۡلُ	لِلَّذِيۡنَ	تَزۡدَرِىۡۤ	اَعۡيُنُكُمۡ	لَنۡ يُّؤۡتِيَهُمُ	اللّٰهُ
اور میں نہیں کہتا	ان کے لئے جن کو	حقیر دیکھتی ہیں	تمہاری آنکھیں	(کہ) ہرگز نہیں دے گا ان کو	اللہ

خَيۡرًا ؕ	اَللّٰهُ	اَعۡلَمُ	بِمَا	فِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ ۖۚ	اِنِّىۡۤ
کوئی بھلائی	اللہ	خوب جاننے والا ہے	اس کو جو	ان کے جیوں میں ہے	(اگر میں یہ کہوں تو) بیشک میں

اِذًا	لَّمِنَ الظّٰلِمِيۡنَ ۝٣١	قَالُوۡا	يٰنُوۡحُ	قَدۡ جٰدَلۡتَنَا
پھر تو	یقیناً میں ظلم کرنے والوں میں سے ہوں	ان لوگوں نے کہا	اے نوحؑ	آپؑ بحث کر چکے ہم سے

فَاَكۡثَرۡتَ	جِدَالَنَا	فَاۡتِنَا	بِمَا
پھر آپؑ نے کثرت کی	ہم سے بحث کرنے میں	تو (اب) آپؑ لے آئیں ہمارے پاس	اس کو جس کا

تَعِدُنَاۤ	اِنۡ	كُنۡتَ	مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ ۝٣٢	قَالَ	اِنَّمَا يَاۡتِيۡكُمۡ بِهِ
آپؑ وعدہ کرتے ہیں ہم سے	اگر	آپؑ ہیں	سچ کہنے والوں میں سے	انہوںؑ نے کہا	لائے گا تمہارے پاس اس کو

اللّٰهُ	اِنْ	شَآءَ	وَمَآ اَنْتُمْ	بِمُعْجِزِيْنَ ۝۳۳	وَلَا يَنْفَعُكُمْ
اللہ	اگر	اس نے چاہا	اور تم لوگ نہیں ہو	عاجز کرنے والے	اور نفع نہیں دے گی تم کو

نُصْحِيْٓ	اِنْ	اَرَدْتُّ	اَنْ	اَنْصَحَ	لَكُمْ	اِنْ
میری خیر خواہی	اگر	میں ارادہ کروں	کہ	میں خیر خواہی کروں	تمہارے لئے	اگر (یعنی جبکہ)

كَانَ	اللّٰهُ	يُرِيْدُ	اَنْ	يُّغْوِيَكُمْ ؕ	هُوَ	رَبُّكُمْ ۣ	وَاِلَيْهِ
ہو	اللہ	(کہ) وہ ارادہ رکھتا ہو	کہ	وہ گمراہ کرے تم کو	وہ	تمہارا رب ہے	اور اس کی طرف ہی

تُرْجَعُوْنَ ۝۳۴ ؕ	اَمْ	يَقُوْلُوْنَ	افْتَرٰىهُ ؕ	قُلْ	اِنِ
تم لوگ لوٹائے جاؤ گے	یا	یہ لوگ کہتے ہیں	اس نے گھڑا اس کو (یعنی قرآن کو)	آپ کہہ دیجیے	اگر

افْتَرَيْتُهٗ	فَعَلَيَّ	اِجْرَامِيْ	وَاَنَا	بَرِيْٓءٌ	مِّمَّا	تُجْرِمُوْنَ ۝۳۵ ع
میں گھڑتا ہوں اس کو	تو مجھ پر	میرا جرم کرنا ہے	اور میں	بری ہوں	اس سے جو	تم لوگ جرم کرتے ہو

نوٹ:1

آیت 25 سے 49 تک مسلسل حضرت نوحؑ کا ذکر ہے۔ درمیان میں ایک آیت نمبر 135 ایسی ہے جس کے متعلق دو رائے ہیں۔ ایک رائے یہ ہے کہ یہ آیت بھی اسی سلسلہ کلام کی ایک کڑی ہے۔ ایسی صورت میں اِفْتَرٰهُ کی ضمیر مفعولی حضرت نوحؑ کی نصیحت (نُصْحِيْ) کے لئے مانی جائے گی اور قُلْ کا خطاب حضرت نوحؑ کے لئے ہوگا۔ دوسری رائے یہ ہے کہ سلسلہ کلام کو منقطع کر کے مشرکین مکہ کے ایک اعتراض کا حوالہ دیا گیا ہے اور اس کا جواب دینے کی ہدایت کی گئی ہے۔ ایسی صورت میں اِفْتَرٰهُ کی ضمیر مفعولی قرآن کے لئے مانی جائے گی اور قُلْ کا خطاب رسول اللہ ﷺ کے لئے ہوگا۔ ترجمہ میں ہم نے دوسری رائے کو ترجیح دی ہے۔ اس دوسری رائے کی جو ترجیح تفہیم القرآن میں دی ہوئی ہے، وہ یہ ہے۔

''اندازہ کلام سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کی زبان سے نوحؑ کا یہ قصہ سنتے ہوئے مخالفین نے اعتراض کیا ہوگا کہ محمد (ﷺ) یہ قصے بنا بنا کر اس لئے پیش کرتا ہے کہ انہیں ہم پر چسپاں کرے۔ جو چوٹیں وہ ہم پر براہ راست نہیں کرنا چاہتے ان کے لئے ایک قصہ گھڑتا ہے اور اس طرح ''در حدیث دیگراں'' کے انداز میں ہم پر چوٹ کرتا ہے۔ لہٰذا سلسلۂ کلام توڑ کر ان کے اعتراض کا جواب اسی فقرے میں دیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ ایک بات اور ہے۔ قرآن مجید میں قُلْ کا خطاب بالعموم رسول اللہ ﷺ کے لئے اور آپؐ کے توسط سے امت مسلمہ کے لئے آیا ہے۔ اس لئے اس مقام پر قُلْ کا خطاب حضرت نوحؑ کے لئے ماننا قرآن کے عمومی مزاج سے مطابقت نہیں رکھتا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

آیت نمبر (36 تا 43)

ت ن ر

x	x	اس مادہ سے کوئی فعل استعمال نہیں ہوتا۔
	تَنُّوْرُ	ج: تَنَانِيْرُ۔ تنور۔ زیر مطالعہ آیت۔40۔

ترجمہ

وَاُوْحِیَ	اِلٰی نُوْحٍ	اَنَّهٗ	لَنْ يُّؤْمِنَ	مِنْ قَوْمِكَ
اور وحی کی گئی	نوحؑ کی طرف	کہ حقیقت یہ ہے کہ	ہرگز ایمان نہ لائیں گے	آپؐ کی قوم میں سے

اِلَّا	مَنْ	قَدْ اٰمَنَ	فَلَا تَبْتَئِسْ	بِمَا
مگر	وہ جو	ایمان لاچکے ہیں	تو آپؐ دل برداشتہ مت ہوں	بسبب اس کے جو

كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿٣٦﴾	وَاصْنَعِ	الْفُلْكَ	بِاَعْيُنِنَا	وَوَحْيِنَا
یہ لوگ کرتے رہتے ہیں	اور آپؐ بنائیں	کشتی	ہماری آنکھوں (کے سامنے)	اور ہماری وحی (کی مطابقت) سے

وَلَا تُخَاطِبْنِیْ	فِی الَّذِيْنَ	ظَلَمُوْا	اِنَّهُمْ
اور آپؐ خطاب نہ کریئے گا مجھ سے	ان (کے بارے) میں جنھوں نے	ظلم کیا	بیشک وہ لوگ

مُّغْرَقُوْنَ ﴿٣٧﴾	وَيَصْنَعُ	الْفُلْكَ	وَكُلَّمَا	مَرَّ	عَلَيْهِ
غرق کیے جانے والے ہیں	اور وہ بنانے لگے	کشتی	اور جب کبھی	گزرہوتا	انؑ پر

مَلَاٌ	مِّنْ قَوْمِهٖ	سَخِرُوْا	مِنْهُ	قَالَ	اِنْ	تَسْخَرُوْا
کچھ سرداروں کا	انؑ کی قوم میں سے	تو وہ مذاق کرتے	انؑ سے	تو وہؑ کہتے	اگر	تم لوگ جان لوگے

مِنَّا	فَاِنَّا نَسْخَرُ	مِنْكُمْ	كَمَا	تَسْخَرُوْنَ ﴿٣٨﴾	فَسَوْفَ	تَعْلَمُوْنَ
ہم سے	تو ہم مذاق کریں گے	تم سے	جیسے	تم لوگ مذاق کرتے ہو	تو عنقریب	تم لوگ مذاق کرتے ہو

مَنْ	يَّاْتِيْهِ	عَذَابٌ	يُّخْزِيْهِ	وَيَحِلُّ	عَلَيْهِ
کون ہے	آئے گا جس کے پاس	ایک ایسا عذاب	رسوا کرے گا اس کو	اور اترے گا	اس پر

عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿٣٩﴾	حَتّٰٓى	اِذَا	جَآءَ	اَمْرُنَا	وَفَارَ	التَّنُّوْرُ
ایک قائم رہنے والا عذاب	یہاں تک کہ	جب	آیا	ہمارا حکم	اور ابل پڑا	تنور

قُلْنَا	احْمِلْ	فِيْهَا	مِنْ كُلٍّ	زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ
تو ہم نے کہا	آپؐ لادلیں	اس (کشتی) میں	ہر ایک چیز میں سے	دو جوڑوں کو

وَاَهْلَكَ	اِلَّا مَنْ	سَبَقَ	عَلَيْهِ	الْقَوْلُ	وَمَنْ
اور اپنے گھر والوں کو	سوائے اس کے	پہلے ہو چکا	جس کے خلاف	فیصلہ	اور اس کو (بھی) جو

اٰمَنَ ؕ	وَمَآ اٰمَنَ	مَعَهٗٓ	اِلَّا	قَلِيْلٌ ﴿٤٠﴾	وَقَالَ	ارْكَبُوْا
ایمان لایا	اور ایمان نہیں لائے	انؑ کے ساتھ	مگر	تھوڑے سے (لوگ)	اور (اللہ نے) کہا	تم لوگ سوار ہو

فِيْهَا	بِسْمِ اللّٰهِ	مَجْرٖىهَا	وَمُرْسٰىهَا ؕ	اِنَّ	رَبِّيْ
اس (کشتی) میں	(اور کہو) اللہ کے نام سے ہے	اس کا چلنا	اور اس کا ٹھہرنا	بیشک	میرا رب

لَغَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ﴿٤١﴾	وَهِيَ	تَجْرِيْ	بِهِمْ
بے انتہا بخشنے والا ہے	ہر حال میں رحم کرنے والا ہے	اور وہ	بہتی تھی	ان کے ساتھ

فِيْ مَوْجٍ	كَالْجِبَالِ ۣ	وَنَادٰى	نُوْحُ	ابْنَهٗ	وَ
ایسی لہروں میں جو	پہاڑوں جیسی تھیں	اور پکارا	نوحؑ نے	اپنے بیٹے کو	اس حال میں کہ

كَانَ	فِيْ مَعْزِلٍ	يّٰبُنَيَّ	ارْكَبْ	مَّعَنَا	وَلَا تَكُنْ	مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٤٢﴾
وہ تھا	ایک کنارے میں	اے میرے بیٹے	تو سوار ہو	ہمارے ساتھ	اور تو مت ہو	کافروں کے ساتھ

قَالَ	سَاٰوِيْٓ	اِلٰى جَبَلٍ	يَّعْصِمُنِيْ	مِنَ الْمَآءِ ؕ	قَالَ
اس نے کہا	میں جا لگوں گا	کسی پہاڑ کی طرف	وہ بچالے گا مجھ کو	پانی سے	انہوںؑ نے کہا

لَا عَاصِمَ	الْيَوْمَ	مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ	اِلَّا	مَنْ	رَّحِمَ ۚ
کوئی بھی بچانے والا نہیں ہے	اس دن	اللہ کے فیصلے سے	مگر	اس کو جس پر	اس نے رحم کیا

وَحَالَ	بَيْنَهُمَا	الْمَوْجُ	فَكَانَ	مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ﴿٤٣﴾
اور حائل ہوئی	ان دونوں کے درمیان	لہر	تو وہ ہو گیا	غرق کئے جانے والوں میں سے

نوٹ:1 مذکورہ واقعہ پر غور کرن سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان دنیا کے ظاہر سے کس قدر دھوکا کھاتا ہے۔ جب حضرت نوحؑ دریا سے بہت دور خشکی پر اپنا جہاز بنا رہے ہوں گے تو لوگوں کو یہ ایک مضحکہ خیز فعل محسوس ہوتا ہوگا۔ وہ اسے حضرت نوحؑ کی خرابی دماغ کا ایک ثبوت

قرار دیتے ہوں گے۔ اور ایک ایک سے کہتے ہوں گے کہ اگر پہلے تمہیں اس شخص کے پاگل پن میں کچھ شبہ تھا تو لو اب اپنی آنکھوں سے دیکھ لو کہ یہ کیا حرکت کر رہا ہے (اور خشکی پر بیٹھا جہاز بنا رہے ہے۔) لیکن جو شخص حقیقت کا علم رکھتا تھا اسے ان لوگوں کی جہالت پر ہنسی آتی ہو گی کہ کتنے نادان ہیں یہ لوگ میں انہیں خبر دار کر چکا ہوں کہ ان کی شامت ان کے سر پر کھری ہے اور ان کی آنکھوں کے سامنے اس سے بچنے کی تیاری کر رہا ہوں، مگر یہ مطمئن ہیں اور الٹا مجھے دیوانہ سمجھ رہے ہیں۔ اس معاملہ کو اگر پھیلا کر دیکھا جائے تو معلوم ہو گا دنیا کے ظاہر و محسوس پہلو کے لحاظ سے عقلمندی اور بے وقوفی کا جو معیار قائم کیا جاتا ہے وہ اس معیار سے کس قدر مختلف ہوتا ہے جو علم حقیقت کے لحاظ سے قرار پاتا ہے۔ ظاہر بین آدمی جس کو دانش مندی سمجھتا ہی وہ حقیقت سناش آدمی کی نگاہ میں بے وقوفی ہوتی ہے اور ظاہر بین کے نزدیک جو چیز دیوانگی ہوتی ہے، حقیقت سناش کے لیے وہ وہی عین عقلمندی ہوتی ہے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (36 تا 43)

ب ل ع

(ف) بَلۡعًا کسی کو نگلنا۔
اِبۡلَعِیۡ فعل امر ہے۔ تو نگل۔ زیر مطالعہ آیت۔ 24

ق ل ع

(ف) قَلۡعًا کسی کو معزول کرنا۔ کسی سے کچھ چھین لینا۔
(افعال) اِقۡلَاعًا کسی چیز یا کام کو چھوڑنا۔ رک جانا۔
اَقۡلِعِیۡ فعل امر ہے۔ تو چھوڑ۔ تو رک جا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 44

غ ی ض

(ض) غَیۡضًا کم ہونا۔ سکڑنا (لازم)۔ کم کرنا۔ سکیڑنا (متعدی)۔ ﴿اَللّٰہُ یَعۡلَمُ مَا تَحۡمِلُ کُلُّ اُنۡثٰی وَ مَا تَغِیۡضُ الۡاَرۡحَامُ﴾ (13/الرعد:8) ''اللہ جانتا ہے اس کو جو اٹھاتی ہے ہر مادہ اور اس کو جو سکیڑتی ہیں بچہ دانیاں۔'' اور زیر مطالعہ آیت۔ 44

ج و د

(ن) جُوۡدَۃً عمدہ ہونا۔ بہترین ہونا۔
جُوَادٌ صفت ہے۔ عمدہ۔ بہترین۔ (مذکر و مؤنث دونوں کے لیے) اس کی جمع انسان کے لیے اَجۡوَادٌ اور گھوڑے کے لیے جِیَادٌ ہے۔ ﴿اِذۡ عُرِضَ عَلَیۡہِ بِالۡعَشِیِّ الصّٰفِنٰتُ الۡجِیَادُ ﴿ۙ۳۱﴾﴾ (38/ص:31)
''جب پیش کیے گئے ان کے پر شام کو بہترین گھوڑے۔''
جُوۡدِیٌّ اسم نسبت ہے۔ عمدگی والا۔

اَلْجُوْدِيُّ   اسم علم ہے۔ایک پہاڑی کا نام۔زیر مطالعہ آیت۔44   66/4

ترکیب

(آیت۔44) بُعْدًا فعل محذوف کا مفعول مطلق ہے اس لیے حالتِ نصب میں ہے۔(آیت۔46)۔اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ میں اِنَّ کا اسم ہٗ کی ضمیر ہے۔لَيْسَ کا اسم اس میں شامل ضمیر ہے اور اس کی خبر محذوف ہے۔مِنْ اَهْلِكَ قائم مقام خبر ہے۔اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ میں اِنَّ کا اسم ہٗ کی ضمیر ہے اور عَمَلٌ اس کی خبر ہے جبکہ غَيْرُ صَالِحٍ اس کا بدل ہے۔یہاں ہٗ کی ضمیر کے لیے دو رائے ہیں۔ایک یہ کہ یہاں بھی ہٗ کی ضمیر حضرت نوحؑ کے بیٹے کے لیے ہے۔ایسی صورت میں کہتے ہیں کہ عَمَلٌ یہاں پر دراصل ذُوْ عَمَلٍ کے معنی میں آیا ہے دوسری رائے یہ ہے کہ یہ ضمیر حضرت نوحؑ کی دعا کے لیے ہے۔اس رائے کی تائید آیت کے اگلے جملے سے ہوتی ہے۔اس لیے ترجمہ میں ہم دوسری رائے کو ترجیح دیں گے۔(آیت۔47) اِلَّا دراصل اِنْ لَا ہے اس لیے تَغْفِرْ اور تَرْحَمْ مجزوم ہیں اور اَكُنْ جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔

ترجمہ

وَقِيْلَ	يٰۤاَرْضُ	ابْلَعِيْ	مَآءَكِ	وَيٰسَمَآءُ	اَقْلِعِيْ	وَغِيْضَ
اور کہا گیا	اے زمین	تو نگل جا	اپنا پانی	اور اے آسمان	تو تھم جا	اور کم (یعنی خشک) کیا گیا

الْمَآءُ	وَقُضِيَ	الْاَمْرُ	وَاسْتَوَتْ	عَلَى الْجُوْدِيِّ	وَقِيْلَ
پانی کو	اور پورا کیا گیا	حکم کو	اور وہ (یعنی کشتی) متمکن ہوئی	جودی پر	اور کہا گیا

بُعْدًا	لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾	وَنَادٰى	نُوْحٌ	رَّبَّهٗ	فَقَالَ	رَبِّ
دوری ہو	ظلم کرنے والی قوم کے لیے	اور پکارا	نوحؑ نے	اپنے رب کو	اور کہا	اے میرے رب

اِنَّ	ابْنِيْ	مِنْ اَهْلِيْ	وَاِنَّ	وَعْدَكَ	الْحَقُّ	وَاَنْتَ	اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۴۵﴾
بیشک	میرا بیٹا	میرے گھر والوں میں سے ہے	اور بیشک	تیرا وعدہ	حق ہے	اور تو	سب سے بڑا حاکم ہے

قَالَ	يٰنُوْحُ	اِنَّهٗ	لَيْسَ	مِنْ اَهْلِكَ ۚ	اِنَّهٗ	عَمَلٌ
(اللہ) نے کہا	اے نوحؑ	یقیناً وہ	نہیں ہے	تیرے گھر والوں میں سے	بیشک یہ (پکارنا)	ایک ایسا عمل ہے جو

غَيْرُ صَالِحٍ ۖ	فَلَا تَسْـَٔلْنِ	مَا	لَيْسَ	لَكَ	بِهٖ	عِلْمٌ ۭ	اِنِّيْٓ
صالح کے علاوہ ہے	پس تو سوال نہ کر مجھ سے	اس کا	نہیں ہے	تیرے پاس	جس کا	کوئی علم	بیشک میں

اَعِظُكَ	اَنْ	تَكُوْنَ	مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۴۶﴾	قَالَ	رَبِّ
نصیحت کرتا ہوں تجھ کو	کہ (کہیں)	ہو جائے	جاہلوں میں سے	انہوں نے کہا	اے میرے رب

اِنِّيْٓ	اَعُوْذُ بِكَ	اَنْ	اَسْـَٔلَكَ	مَا	لَيْسَ	لِيْ
بیشک میں	تیری پناہ میں آتا ہو	(اس سے) کہ	میں سوال کروں تجھ سے	اس کا	نہیں ہے	میرے لیے

بِهٖ	عِلْمٌ ؕ	وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ	وَتَرْحَمْنِيْٓ	اَكُنْ
جس کا	کوئی علم	اور اگر تو نے نہ بخشا مجھ کو	اور رحم نہ کیا مجھ پر	تو میں ہو جاؤں گا

مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٤٧﴾	قِيْلَ	يٰنُوْحُ	اهْبِطْ	بِسَلٰمٍ	مِّنَّا
خسارہ پانے والوں میں سے	کہا گیا	اے نوحؑ	آپؑ اتریں	سلامتی کے ساتھ	ہماری طرف سے

وَبَرَكٰتٍ	عَلَيْكَ	وَعَلٰٓي اُمَمٍ	مِّمَّنْ	مَّعَكَ ؕ
اور ایسی برکتوں کے ساتھ جو	آپؑ پر ہیں	اور ان امتوں پر ہیں جو	ان میں سے ہیں جو	آپؑ کے ساتھ ہیں

وَاُمَمٌ	سَنُمَتِّعُهُمْ	ثُمَّ	يَمَسُّهُمْ	مِّنَّا
اور کچھ امتیں ہیں	ہم فائدہ دیں گے ان کو	پھر	چھوئے گا ان کو	ہماری طرف سے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٤٨﴾	تِلْكَ	مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ	نُوْحِيْهَآ	اِلَيْكَ ۚ
ایک دردناک عذاب	یہ () قصہ	غیب کی خبروں میں سے ہے	ہم وحی کرتے ہیں ان کو	آپؑ کی طرف

مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ	اَنْتَ	وَلَا قَوْمُكَ	مِنْ قَبْلِ هٰذَا ؕ	فَاصْبِرْ ؕ
آپؑ نہیں جانتے تھے ان کو	آپؑ	اور نہ آپؑ کی قوم	اس سے پہلے	پس آپؑ ثابت قدم رہیں

اِنَّ	الْعَاقِبَةَ	لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٩﴾ ع
یقیناً	(بھلا) انجام	متقی لوگوں کے لیے ہے

نوٹ: 1 حضرت نوحؑ کے بیٹے کا قصہ بیان کر کے اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ اس کا انصاف کس قدر بے لاگ ہے۔ مشرکین مکہ یہ سمجھتے تھے کہ ہم خواہ کیسے ہی کام کریں، ہم پر خدا کا عذاب نہیں ہوگا کیونکہ ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ یہودیوں اور عیسائیوں کے بھی ایسے ہی کچھ گمان ہیں۔ اور بہت سے غلط کار مسلمان بھی اس قسم کے جھوٹے بھروسوں پر تکیہ کئے ہوئے ہیں کہ ہم فلاں کی اولاد ہیں۔ ان کی سفارش ہم کو خدا کے انصاف سے بچا لے گی۔ لیکن یہاں یہ منظر دکھایا گیا ہے کہ ایک جلیل القدر پیغمبر اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے لخت جگر کو ڈوبتے ہوئے دیکھتا ہی اور تڑپ کر بیٹے کی معافی کے لیے درخواست کرتا ہے۔ لیکن یہ دعا کام نہ آئی اور باپ کی پیغمبری بھی ایک بدعمل بیٹے کو عذاب سے نہیں بچا سکتی۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (50 تا 60)

ن ص و

(ن)　　نَصْوًا　　کسی کو پیشانی سے پکڑنا۔

نَاصِيَةٌ　　ج نَوَاصِيْ۔ پیشانی یا پیشانی کے بال۔ زیر مطالعہ آیت۔ 56۔ اور ﴿ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَ الْاَقْدَامِ ﴿٤١﴾ ج ﴾ (55/ الرحمن: 41) ''پھر انہیں پکڑا جائے گا پیشانیوں سے اور قدموں سے۔''

66/4

ع	ن	د

(ک) عُنُوْدًا — دشمنی کرنا۔ مخالفت کرنا۔

عَنِیْدٌ — فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ دشمنی کرنے والا یعنی دشمن۔ مخالفت۔ زیر مطالعہ آیت۔ 59

ترکیب

(آیت۔50) گذشتہ آیت نمبر۔25 کے لَقَدْ اَرْسَلْنَا پر عطف ہونے اور اس کا مفعول ہونے کی وجہ سے اَخَا حالت نصب میں ہے اور اَخَا کا بدل ہونے کی وجہ سے ھُوْدًا بھی حالت نصب میں ہے۔ (آیت۔52) اَلسَّمَاءَ مؤنث سماعی ہے اور اس کا حال مِدْرَارًا مذکر آیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مِفْعَالٌ کا وزن مذکر مؤنث دونوں کے لیے آتا ہے۔ (آیت۔55) کِیْدُوْا فعل امر کے جمع کا صیغہ ہے۔

ترجمہ

وَاِلٰی عَادٍ	اَخَاھُمْ	ھُوْدًا ؕ	قَالَ	یٰقَوْمِ	اعْبُدُوا
اور (بیشک ہم بھیج چکے ہیں) عاد کی طرف	ان کے بھائی	ہودؑ کو	انہوں نے کہا	اے میری قوم	تم لوگ بندگی کرو

اللّٰہَ	مَا لَکُمْ	مِّنْ اِلٰہٍ	غَیْرُہٗ ؕ	اِنْ	اَنْتُمْ	اِلَّا	مُفْتَرُوْنَ ۵۰
اللہ کی	تمہارے لیے نہیں ہے	کوئی بھی اِلٰہ	اس کے علاوہ	نہیں ہو	تم لوگ	مگر	(جھوٹ) گھڑنے والے

یٰقَوْمِ	لَآ اَسْئَلُکُمْ	عَلَیْہِ	اَجْرًا ؕ	اِنْ	اَجْرِیَ	اِلَّا	عَلَی الَّذِیْ
اے میری قوم	میں نہیں مانگتا تم سے	اس پر	کوئی معاوضہ	نہیں ہے	میرا اجر	مگر	اس پر جس نے

فَطَرَنِیْ ؕ	اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۵۱	وَیٰقَوْمِ	اسْتَغْفِرُوْا	رَبَّکُمْ
پیدا کیا مجھ کو	تو کیا تم لوگ عقل نہیں کرتے	اے میری قوم	تم لوگ مغفرت مانگو	اپنے رب سے

ثُمَّ تُوْبُوْٓا	اِلَیْہِ	یُرْسِلِ	السَّمَآءَ	عَلَیْکُمْ	مِّدْرَارًا
پھر تم لوگ پلٹو	اس کی طرف	تو وہ بھیجے گا	آسمان کو	تم پر	لگاتار برسنے والا ہوتے ہوئے

وَّیَزِدْکُمْ	قُوَّۃً	اِلٰی قُوَّتِکُمْ	وَلَا تَتَوَلَّوْا
اور وہ زیادہ کرے گا تم کو	بلحاظ قوت کے	تمہاری (موجودہ) قوت کی طرف (یعنی پر)	اور روگردانی مت کرو

مُجْرِمِیْنَ ۵۲	قَالُوْا	یٰھُوْدُ	مَا جِئْتَنَا	بِبَیِّنَۃٍ
جرم کرنے والے ہوتے ہوئے	لوگوں نے کہا	اے ہودؑ	آپؑ نہیں آئے ہمارے پاس	کسی واضح (دلیل) کے ساتھ

وَّمَا نَحْنُ	بِتَارِکِیْٓ اٰلِھَتِنَا	عَنْ قَوْلِکَ	وَمَا نَحْنُ	لَکَ بِمُؤْمِنِیْنَ ۵۳
اور ہم نہیں ہیں	اپنے خداؤں کو چھوڑنے والے	آپؑ کی بات سے	اور ہم نہیں ہیں	آپؑ کی بات ماننے والے

اِنْ نَّقُوْلُ	اِلَّا	اعْتَرٰىکَ	بَعْضُ اٰلِھَتِنَا	بِسُوْٓءٍ ؕ	قَالَ
ہم نہیں کہتے	مگر (یہ کہ)	لاحق ہوا آپؑ کو	ہمارے خداؤں میں سے کوئی	بری طرح سے	انہوںؑ نے کہا

اِنِّیْٓ	اُشْهِدُ	اللّٰهَ	وَاشْهَدُوْٓا	اَنِّیْ	بَرِیْٓءٌ	مِّمَّا	تُشْرِكُوْنَ ۝٥٤
بیشک میں	گواہ بناتا ہوں	اللہ کو	اور تم لوگ گواہ رہو	کہ میں	بری ہوں	اس سے جو	تم لوگ شریک کرتے ہو

مِنْ دُوْنِهٖ	فَكِيْدُوْنِيْ	جَمِيْعًا	ثُمَّ	لَا تُنْظِرُوْنِ ۝٥٥
اس کے علاوہ	پس تم لوگ چالبازی کرو مجھ سے	سب کے سب	پھر	تم لوگ مہلت مت دو مجھ کو

اِنِّيْ	تَوَكَّلْتُ	عَلَى اللّٰهِ	رَبِّيْ	وَرَبِّكُمْ ۭ	مَا	مِنْ دَآبَّةٍ	اِلَّا
بیشک میں نے	بھروسہ کیا	اللہ پر	جو میرا رب ہے	اور تمہارا رب ہے	نہیں ہے	کوئی بھی چلنے والا	مگر (یہ کہ)

هُوَ	اٰخِذٌۢ	بِنَاصِيَتِهَا ۭ	اِنَّ	رَبِّيْ	عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝٥٦	فَاِنْ
وہ	پکڑنے والا ہے	اس کی پیشانی کو	بیشک	میرا رب	ایک سیدھی راہ پر ہے	پھر اگر

تَوَلَّوْا	فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ	مَّآ	اُرْسِلْتُ	بِهٖٓ	اِلَيْكُمْ ۭ	وَيَسْتَخْلِفُ
تم لوگ منہ موڑو گے	تو میں پہنچا چکا ہوں تم کو	وہ	میں بھیجا گیا	جس کے ساتھ	تمہاری طرف	اور جانشین کرے گا

رَبِّيْ	قَوْمًا	غَيْرَكُمْ ۚ	وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ	شَـيْـــًٔا ۭ	اِنَّ	رَبِّيْ
میرا رب	ایک قوم کو	تمہارے علاوہ	اور تم لوگ نقصان نہیں پہنچاؤ گے اس کو	کچھ بھی	بیشک	میرا رب

عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ	حَفِيْظٌ ۝٥٧	وَلَمَّا	جَاۗءَ	اَمْرُنَا	نَجَّيْنَا	هُوْدًا
ہر چیز پر	نگہبان ہے	اور جب	آیا	ہمارا حکم	ہم نے نجات دی	ہودؑ کو

وَّالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	مَعَهٗ	بِرَحْمَةٍ	مِّنَّا ۚ	وَنَجَّيْنٰهُمْ
اور ان کو جو	ایمان لائے	انؑ کے ساتھ	ایک رحمت سے	ہماری طرف سے	اور ہم نے نجات دی ان کو

مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝٥٨	وَتِلْكَ	عَادٌ ڐ	جَحَدُوْا	بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ
ایک سخت عذاب سے	اور یہ	عاد ہیں	جنہوں نے جانتے بوجھتے انکار کیا	اپنے رب کی نشانیوں کا

وَعَصَوْا	رُسُلَهٗ	وَاتَّبَعُوْٓا	اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝٥٩
اور نافرمانی کی	اس کے رسولوں کی	اور پیروی کی	ہر ایک زبردستی کرنے والے مخالف کے حکم کی

وَاُتْبِعُوْا	فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا	لَعْنَةً	وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ	اَلَآ	اِنَّ
اور ان کے پیچھے لگا دیا گیا	اس دنیا میں	ایک لعنت کو	اور قیامت کے دن (بھی)	سن لو	بیشک

عَادًا	كَفَرُوْا	رَبَّهُمْ ۭ	اَلَا	بُعْدًا	لِّعَادٍ	قَوْمِ هُوْدٍ ۝٦٠ ع
عاد نے	ناشکری کی	اپنے رب کی	سن لو	دوری ہے	عاد کے لیے	ہود کی قوم کے لیے

نوٹ 1: آیت۔59 میں رُسُلَهٗ کے الفاظ آئے ہیں جس سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ عاد نے اللہ کے رسولوں کی نافرمانی کی تھی جبکہ ان کے پاس ایک ہی رسول، ھودؑ آئے تھے۔ مگر جس چیز کی طرف انہوں نے دعوت دی تھی وہ وہی ایک دعوت تھی جو ہمیشہ ہر زمانے اور ہر قوم میں اللہ کے رسول پیش کرتے رہے ہیں اس لیے ایک رسول کی بات نہ ماننے کو سارے رسولوں کی نافرمانی قرار دیا گیا۔

آیت نمبر (61 تا 68)

ص ی ح

(ض) صَيْحًا زور کی چیخ مارنا۔ چنگھاڑنا۔

صَيْحَةٌ زوردار چیخ۔ چنگھاڑ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 67

ترجمہ

وَاِلٰى ثَمُوْدَ	اَخَاهُمْ	صٰلِحًا	قَالَ	يٰقَوْمِ	اعْبُدُوا
اور (بیشک ہم بھیج چکے ہیں) ثمود کی طرف	ان کے بھائی	صالحؑ کو	انہوں نے کہا	اے میری قوم	تم بندگی کرو

اللّٰهَ	مَا لَكُمْ	مِّنْ اِلٰهٍ	غَيْرُهٗ ؕ	هُوَ	اَنْشَاَكُمْ	مِّنَ الْاَرْضِ	وَاسْتَعْمَرَكُمْ
اللہ کی	تمہارے لئے نہیں ہے	کوئی بھی الہٰ	اس کے علاوہ	اس نے	اٹھایا (پیدا کیا) تم کو	زمین سے	اور بسایا تم کو

فِيْهَا	فَاسْتَغْفِرُوْهُ	ثُمَّ	تُوْبُوْٓا	اِلَيْهِ ؕ	اِنَّ	رَبِّيْ
اس میں	پس تم لوگ مغفرت مانگو اس سے	پھر	تم لوگ پلٹو	اس کی طرف	بیشک	میرا رب

قَرِيْبٌ	مُّجِيْبٌ ﴿٦١﴾	قَالُوْا	يٰصٰلِحُ	قَدْ كُنْتَ	فِيْنَا	مَرْجُوًّا
قریب ہے	قبول کرنے والا ہے	ان لوگوں نے کہا	اے صالحؑ	تو رہا ہے	ہم میں	امیدیں وابستہ کیا ہوا

قَبْلَ هٰذَآ	اَتَنْهٰىنَآ	اَنْ	نَّعْبُدَ	مَا	يَعْبُدُ	اٰبَآؤُنَا
اس سے پہلے	کیا تو منع کرتا ہے ہم کو (اس سے)	کہ	ہم بندگی کریں	اس کی جس کی	بندگی کرتے رہے	ہمارے آباء واجداد

وَاِنَّنَا	لَفِيْ شَكٍّ	مِّمَّا	تَدْعُوْنَآ	اِلَيْهِ	مُرِيْبٍ ﴿٦٢﴾
اور بیشک ہم	یقیناً شک میں ہیں	اس سے	تو بلاتا ہے ہم کو	جس کی طرف	(یقیناً یہ) الجھا دینے والا (شک) ہے

قَالَ	يٰقَوْمِ	اَ	رَءَيْتُمْ	اِنْ	كُنْتُ	عَلٰى بَيِّنَةٍ	مِّنْ رَّبِّيْ
انہوں نے کہا	اے میری قوم	کیا	تم نے غور کیا (کہ)	اگر	میں ہوں	ایک واضح (دلیل) پر	اپنے رب (کی طرف) سے

وَاٰتٰىنِيْ	مِنْهُ	رَحْمَةً	فَمَنْ	يَّنْصُرُنِيْ	مِنَ اللّٰهِ
اور اس نے دیا ہو مجھ کو	اپنے (پاس) سے	ایک رحمت	تو کون	مدد کرے گا میری	اللہ سے (بچنے میں)

اِنْ	عَصَیْتُهٗ قف	فَمَا تَزِیْدُوْنَنِیْ	غَیْرَ تَخْسِیْرٍ ﴿٦٣﴾
اگر	میں نافرمانی کروں اس کی	پس تم لوگ نہیں بڑھاتے میرا	سوائے نقصان کے

وَیٰقَوْمِ	هٰذِهٖ	نَاقَةُ اللّٰهِ	لَكُمْ	اٰيَةً	فَذَرُوْهَا
اور اے میری قوم	یہ	اللہ کی اونٹنی ہے	تمہارے لئے	ایک نشانی ہوتے ہوئے	تو تم لوگ چھوڑو اس کو

تَاْكُلْ	فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ	وَلَا تَمَسُّوْهَا	بِسُوْٓءٍ	فَيَاْخُذَكُمْ
(کہ) وہ کھائے	اللہ کی زمین میں	اور تم لوگ مت چھونا اس کو	بُرائی سے	ورنہ پکڑے گا تم کو

عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿٦٤﴾	فَعَقَرُوْهَا	فَقَالَ	تَمَتَّعُوْا
ایک قریبی عذاب	پھر (بھی) ان لوگوں نے ٹانگیں کاٹیں اس کی	تو انہوںؑ نے کہا	تم لوگ فائدہ اٹھالو

فِيْ دَارِكُمْ	ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ط	ذٰلِكَ	وَعْدٌ	غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿٦٥﴾	فَلَمَّا
اپنے اپنے گھر میں	تین دن	یہ	ایک ایسا وعدہ ہے جس میں	ذرا جھوٹ نہیں	پھر جب

جَآءَ	اَمْرُنَا	نَجَّيْنَا	صٰلِحًا	وَّالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	مَعَهٗ	بِرَحْمَةٍ
آیا	ہمارا حکم	تو ہم نے نجات دی	صالحؑ کو	اور ان کو جو	ایمان لائے	انؑ کے ساتھ	رحمت سے

مِّنَّا	وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ط	اِنَّ	رَبَّكَ	هُوَ الْقَوِيُّ	الْعَزِيْزُ ﴿٦٦﴾
اپنی (طرف) سے	اور اس دن کی رسوائی سے	بیشک	آپؐ کا رب	ہی قوت والا ہے	بالادست ہے

وَاَخَذَ	الَّذِيْنَ	ظَلَمُوا	الصَّيْحَةُ	فَاَصْبَحُوْا	فِيْ دِيَارِهِمْ	جٰثِمِيْنَ لا ﴿٦٧﴾
اور پکڑا	ان کو جنہوں نے	ظلم کیا	چیخ نے	پھر وہ ہوگئے	اپنے گھروں میں	اوندھے منہ گرنے والے ہوتے ہوئے

كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا	فِيْهَا ط	اَلَآ	اِنَّ	ثَمُوْدَا۟	كَفَرُوْا	رَبَّهُمْ ط	اَلَا	بُعْدًا	لِّثَمُوْدَ ع ﴿٦٨﴾
جیسے کہ وہ رہتے ہی نہ تھے	اس میں	سن لو	بیشک	ثمود نے	ناشکری کی	اپنے رب کی	سن لو	دوری ہے	ثمود کے لیے

آیت نمبر (69 تا 76)

ح ن ذ

(ض) حَنْذًا گوشت بھونا۔

حَنِيْذٌ فعیل کے وزن پر صفت مفعولی ہے۔ بھنا ہوا۔ زیر مطالعہ۔ آیت۔ 69

و ج س

(ض) وَجْسًا پوشیدہ ہونا۔

(افعال)	اِیْجَاسًا	دل کا کسی چیز کو محسوس کرنا جیسے گھبراہٹ، خوف وغیرہ۔ زیر مطالعہ آیت۔70۔

ض ح ك

(س)	ضَحِكًا	(1) خوشی سے ہنسنا۔(2) تعجب سے ہنسنا (3) حقارت سے ہنسنا یعنی مذاق اڑانا (1)﴿ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا ﴾(9/التوبہ:82) پس انہیں چاہیے کہ وہ ہنسیں کم۔" (2)﴿ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ۝ وَ تَضْحَكُوْنَ ﴾ (53/النجم:59۔60) "تو کیا اس بات سے تم لوگ تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو۔" (3)﴿ وَ كُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝ ﴾ (23/المؤمنون:110) اور تم لوگ ان سے ٹھٹھا کرتے تھے۔"
	ضَاحِكٌ	اسم الفاعل ہے۔ ہنسنے والا۔﴿ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا ﴾(27/النمل:19) تو انہوں نے تبسم فرمایا ہنسنے والا ہوتے ہوئے ان کی بات سے۔"
(افعال)	اِضْحَاكًا	ہنسانا۔﴿ وَ اَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَ اَبْكٰى ۝ ﴾ (53/النجم:43) اور یہ کہ وہی ہنساتا ہے اور رلاتا ہے۔"

ش ی خ

(ض)	شَيْخًا	(1) بوڑھا ہونا۔(2) علم، فضیلت یا رتبہ میں بڑا ہونا (اس معنی میں یہ لفظ قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا)۔
	شَيْخٌ	اسم صفت بھی ہے۔(1) بوڑھا۔ زیر مطالعہ آیت۔72۔(2) عالم استاد۔ سردار۔

ر و ع

(ن)	رَوْعًا	ڈرا دینا۔ گھبرا دینا۔
	رَوْعٌ	ڈر۔ گھبراہٹ۔ زیر مطالعہ آیت۔74

ن و ب

(ن)	نَوْبًا	(1) واپس ہونا۔ لوٹنا۔ اس کے لیے عموماً اِلٰی کا صلہ آتا ہے۔(2) قائم مقام ہونا۔ نائب ہونا۔ اس کے لئے عموماً عَنْ کا صلہ آتا ہے۔
(افعال)	اِنَابَةً	(1) کسی طرف رخ کرنا۔ متوجہ ہونا۔ اس کے لئے عموماً اِلٰی کا صلہ آتا ہے۔(2) کسی کو قائم مقام مقرر کرنا۔ نائب بنانا۔ اس کے لئے عموماً عَنْ کا صلہ آتا ہے، (اس معنی میں قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا)۔﴿ وَ اتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ﴾ (31/لقمان:15) اور تم پیروی کرو اس کے راستے کی جس نے رخ کیا میری طرف۔"
	مُنِيْبٌ	اسم الفاعل ہے۔ رخ کرنے والا۔ متوجہ ہونے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔75۔

ترکیب

(آیت۔69) قَالُوْا کا مفعول ہونے کی وجہ سے سَلٰمًا حالت نصب میں ہے جبکہ قَالَ کا مقولہ Direct Tense میں ہونے کی وجہ سے سَلٰمٌ حالت رفع میں آیا ہے۔ (آیت۔70)۔ رَاٰ کا مفعول ہونے کی وجہ سے اَيْدِيَهُمْ حالت نصب میں آیا ہے۔

جبکہ لَا تَصِلُ کا فاعل اس میں شامل ھِیَ کی ضمیر ہے جو اَیۡدِیَھُمۡ کے لیے ہے۔ (آیت۔75)۔ اِنَّ کا اسم اِبۡرٰھِیۡمَ ہے، جبکہ حَلِیۡمٌ۔ اَوَّاہٌ اور مُنِیۡبٌ۔ یہ تینوں ان کی خبریں ہیں۔ (آیت۔74)۔ اِنَّہٗ ضمیر الشان ہے۔

ترجمہ

وَلَقَدۡ جَآءَتۡ	رُسُلُنَآ	اِبۡرٰھِیۡمَ	بِالۡبُشۡرٰی	قَالُوۡا
اور بیشک آچکے ہیں	ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے)	ابراہیمؑ کے پاس	خوشخبری کے ساتھ	ان لوگوں نے کہا

سَلٰمًا ؕ	قَالَ	سَلٰمٌ	فَمَا لَبِثَ	اَنۡ	جَآءَ	بِعِجۡلٍ حَنِیۡذٍ ﴿۶۹﴾	فَلَمَّا
سلام	انہوںؑ نے کہا	سلام	پھر انہوں نے دیر نہیں لگائی	کہ	وہ لے آئے	ایک بھُنا ہوا بچھڑا	پھر جب

رَاٰۤ	اَیۡدِیَھُمۡ	لَا تَصِلُ	اِلَیۡہِ	نَکِرَ	ھُمۡ
انہوںؑ نے دیکھا	ان کے ہاتھوں کو	(کہ) وہ نہیں پہنچے	اس (بچھڑے) تک	تو انہوں نے اجنبی جانا	ان لوگوں کو

وَاَوۡجَسَ	مِنۡھُمۡ	خِیۡفَۃً ؕ	قَالُوۡا	لَا تَخَفۡ	اِنَّآ	اُرۡسِلۡنَآ
اور دل میں محسوس کیا	ان سے	ایک خوف	ان لوگوں نے کہا	آپؑ مت ڈریں	بیشک ہم	بھیجے گئے ہیں

اِلٰی قَوۡمِ لُوۡطٍ ﴿ؕ۷۰﴾	وَامۡرَاَتُہٗ	قَآئِمَۃٌ	فَضَحِکَتۡ	فَبَشَّرۡنٰھَا
لوطؑ کی قوم کی طرف	اور انؑ کی عورت (یعنی بیوی)	کھڑی تھیں	پھر وہ ہنسیں	تو ہم نے خوشخبری دی ان کو

بِاِسۡحٰقَ ۙ	وَمِنۡ وَّرَآءِ اِسۡحٰقَ	یَعۡقُوۡبَ ﴿۷۱﴾	قَالَتۡ	یٰوَیۡلَتٰۤی	ءَ	اَلِدُ
اسحاقؑ کی	اور اسحاقؑ کے پیچھے	یعقوبؑ کی	وہ کہنے لگیں	ہائے ہائے میں؟	کیا	میں جنوں گی

وَ	اَنَا	عَجُوۡزٌ	وَّھٰذَا	بَعۡلِیۡ	شَیۡخًا ؕ	اِنَّ	ھٰذَا
اس حال میں کہ	میں	بہت بوڑھی ہوں	اور یہ	میرے شوہر ہیں	بوڑھے	یقیناً	یہ

لَشَیۡءٌ عَجِیۡبٌ ﴿۷۲﴾	قَالُوۡۤا	اَ	تَعۡجَبِیۡنَ	مِنۡ اَمۡرِ اللّٰہِ	رَحۡمَتُ اللّٰہِ
تو بیشک ایک عجیب چیز ہے	ان لوگوں نے کہا	کیا	آپ تعجب کرتی ہیں	اللہ کے حکم سے	اللہ کی رحمت

وَبَرَکٰتُہٗ	عَلَیۡکُمۡ	اَھۡلَ الۡبَیۡتِ ؕ	اِنَّہٗ	حَمِیۡدٌ	مَّجِیۡدٌ ﴿۷۳﴾	فَلَمَّا
اور اس کی برکتیں ہیں	آپ لوگوں پر	اے گھر والو	بیشک وہ	حمد کیا ہوا ہے	بڑی شان والا ہے	پھر جب

ذَھَبَ	عَنۡ اِبۡرٰھِیۡمَ	الرَّوۡعُ	وَجَآءَتۡہُ	الۡبُشۡرٰی	یُجَادِلُنَا
گئی	ابراہیمؑ سے	گھبراہٹ	اور آئی ان کے پاس	خوشخبری	تو وہ بحث کرنے لگے ہم سے

فِیۡ قَوۡمِ لُوۡطٍ ﴿ؕ۷۴﴾	اِنَّ	اِبۡرٰھِیۡمَ	لَحَلِیۡمٌ	اَوَّاہٌ	مُّنِیۡبٌ ﴿۷۵﴾
لوطؑ کی قوم (کے بارے) میں	بیشک	ابراہیمؑ	بردبار تھے	بہت دردمند تھے	متوجہ رہنے والے تھے

یٰۤاِبْرٰهِیْمُ	اَعْرِضْ	عَنْ هٰذَا ۚ	اِنَّهٗ	قَدْ جَآءَ	اَمْرُ رَبِّكَ ۚ
اے ابراہیمؑ	آپؑ اعراض کریں	اس سے	حقیقت یہ ہے کہ	آچکا ہے	آپؑ کے رب کا حکم

وَاِنَّهُمْ	اٰتِیْهِمْ	عَذَابٌ	غَیْرُ مَرْدُوْدٍ ۝
اور وہ لوگ!	آنے والا ہے ان کے پاس	ایک ایسا عذاب جو	لوٹایا جانے والا نہیں

نوٹ: 1 آیت۔69 سے معلوم ہوا کہ آنے والوں کی مہمانی کرنا آدابِ اسلام اور مکارم اخلاق میں سے ہے۔ اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ مہمانی کرنا واجب ہے یا نہیں؟ جمہور علماء اس پر ہیں کہ واجب نہیں ہے، بلکہ سنت اور مستحسن ہے۔ بعض نے فرمایا کہ گاؤں والوں پر واجب ہے کہ جو شخص ان کے گاؤں میں ٹھہرے اس کی مہمانی کریں کیونکہ وہاں کھانے کا کوئی دوسرا انتظام نہیں ہوسکتا۔ اور شہر میں ہوٹل وغیرہ سے اس کا انتظام ہوسکتا ہے، اس لیے شہر والوں پر وجاب نہیں ہے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (77 تا 83)

ذ ر ع

(ف) ذَرْعًا (۱) کسی چیز کو ذراع (ایک پیمانہ کا نام) سے ناپنا۔ (۲) پیچھے سے آکر بازو سے کسی کا گلا گھونٹنا۔ کمزور کرنا۔

ذَرْعٌ اسم ذات ہے۔ (۱) پیمائش۔ لمبائی۔ (۲) کمزوری۔ زیر مطالعہ آیت۔77

ذِرَاعٌ (۱) ایک پیمانہ۔ (کہنی سے لے کر درمیانی انگلی کے سرے تک کا فاصلہ)۔ (۲) بازو۔ ہاتھ۔ (۱) ﴿فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا﴾ (69/الحاقہ:32) ''ایک ایسی زنجیر میں جس کی پیمائش ستر بازو ہیں۔'' (۲) ﴿وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَیْهِ﴾ (18/الکہف:18) ''اور ان کا کتا پھیلانے والا ہے اپنے دونوں بازوؤں کو۔''

ع ص ب

(ن) عَصْبًا رسی کو بٹ کر مضبوط کرنا سخت کرنا۔

عُصْبَةٌ ایسی جماعت جس کے افراد باہم گتھے ہوئے ہوں یعنی ایک دوسرے کے حامی و مددگار ہوں۔ مضبوط جماعت۔ طاقتور جماعت۔ ﴿وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ط﴾ (12/یوسف:8) ''حالانکہ ہم ایک طاقتور جماعت ہیں۔''

عَصِیْبٌ فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ سخت۔ زیر مطالعہ آیت۔77۔

ھ ر ع

(ف) ھَرْعًا اضطراب اور عجلت سے کسی طرف بھاگنا۔ بے سدھ ہو کر دوڑنا۔

(افعال) اِهْرَاعًا کسی کو مضطرب کر کے کسی طرف بھگانا۔ بے تحاشا دوڑانا۔ زیر مطالعہ آیت۔78

83/33

ض ی ف

(ض) ضَيْفًا (۱) کسی طرف مائل ہونا۔ جھکنا۔ (۲) کسی کا مہمان ہونا۔

ضَيْفٌ اسم ذات بھی ہے۔ مہمان۔ (یہ مذکر، مؤنث، واحد، جمع، سب کے لیے آتا ہے اور اس کی جمع ضُيُوْفٌ بھی آتی ہے)۔ زیر مطالعہ آیت۔ 78۔

(تفعیل) تَضْيِيْفًا کسی کو مہمان بنانا۔ ضیافت کرنا۔ ﴿فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا﴾ (18/ الکھف: 77) ''تو ان لوگوں نے انکار کیا کہ وہ مہمان بنائیں ان دونوں کو۔''

س ر ی

(ض) سَرْيَةً رات میں چلنا۔ پھر مجرد چلنے کے لیے بھی آتا ہے۔ ﴿وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ﴾ (89/ الفجر: 4) ''قسم ہے رات کی جب وہ چلتی ہے۔''

سَرِيٌّ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ہمیشہ اور ہر حال میں چلنے والا۔ پھر نہر کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ﴿قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا﴾ (19/ مریم: 24) ''بنا دی ہے آپ کے رب نے آپ کے نیچے ایک نہر۔''

(افعال) اِسْرَاءً یہ ثلاثی مجرد کا ہم معنی ہے۔ 'ب' کے صلہ سے متعدی ہوتا ہے۔ کسی کو لے کر نکلنا۔ کسی کو لے جانا۔ ﴿سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا﴾ (17/ بنی اسرائیل: 1) ''پاک ہے وہ جو لے گیا اپنے بندے کو رات کے وقت۔''

اَسْرِ فعل امر ہے۔ تو لے کر نکل۔ تو لے جا زیر مطالعہ آیت۔ 81

ر ک ن

(ک) رَكَانَةً باوقار ہونا۔ قابل اعتماد ہونا۔

(س) رُكُوْنًا کسی طرف مائل ہونا۔ ﴿وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا﴾ (11/ ھود: 113) ''اور تم لوگ مت مائل ہو ان کی طرف جنہوں نے ظلم کیا۔''

رُكْنٌ ہر وہ چیز جس پر بھروسہ یا تکیہ کر کے تقویت حاصل کی جائے۔ سہارا۔ یہ واحد کے علاوہ اسم جمع کے طور پر بھی آتا ہے۔ جیسے رُكْنُ الرَّجُلِ۔ آدمی کے سہارے یعنی قوم۔ اور اس کی جمع اَرْكَانٌ بھی آتی ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔ 80 اور ﴿فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ﴾ (51/ الذٰریات: 39) ''پھر اس نے منہ موڑا اپنے بھروسوں کے ساتھ یعنی لشکر کے ساتھ۔''

س ج ل

(ن) سَجْلًا (۱) اوپر سے پانی گرانا۔ (۲) کتاب کو لگاتار پڑھنا۔

سِجِلٌّ دعوؤں اور فیصلوں کو لکھنے کے اوراق جو قاضی اپنے پاس محفوظ رکھتا ہے۔ جوڈیشل ریکارڈ۔ ﴿ يَوۡمَ نَطۡوِى السَّمَآءَ كَطَىِّ السِّجِلِّ لِلۡكُتُبِ ؕ ﴾ (21/الانبیاء:104) ''جس دن ہم لپیٹیں گے آسمان کو جیسے عدالتی کاروائی کی دستاویز کا لپیٹنا لکھی ہوئی ہونے کے لیے۔''

سِجِّيۡلٌ گیلی مٹی کی گولیاں بنا کر آگ میں پکا کر سخت کر لیتے ہیں۔ مٹی کے پتھر۔ کنکر۔ زیر مطالعہ آیت۔ 82

ن ض د

(ض)

نَضۡدًا سامان کو ایک دوسرے پر چننا۔ تہہ در تہہ رکھنا۔

مَنۡضُوۡدٌ اسم المفعول ہے۔ تہہ در تہہ کیا ہوا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 82۔

نَضِيۡدٌ فَعِيۡلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ تہہ بہ تہہ۔ ﴿ لَّهَا طَلۡعٌ نَّضِيۡدٌ ﴿۱۰﴾ ﴾ (50/ق:10) ''اس کے لیے خوشہ ہے تہہ بہ تہہ۔''

ترجمہ

وَلَمَّا	جَآءَتۡ	رُسُلُنَا	لُوۡطًا	سِيۡٓءَ	بِهِمۡ
اور جب	آئے	ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے)	لوطؑ کے پاس	تو غمگین ہوئے	ان (کے آنے) سے

وَضَاقَ	بِهِمۡ	ذَرۡعًا	وَّقَالَ	هٰذَا	يَوۡمٌ عَصِيۡبٌ ﴿۷۷﴾
تنگ دل ہوئے	ان (کے آنے) سے	بلحاظ کمزوری کے	اور انہوںؑ نے کہا	یہ	ایک سخت دن ہے

وَجَآءَهٗ	قَوۡمُهٗ	يُهۡرَعُوۡنَ	اِلَيۡهِ ؕ	وَمِنۡ قَبۡلُ
اور آئی انؑ کے پاس	ان کی قوم	بے اختیار دوڑتی ہوئی	ان کی طرف	اور پہلے سے (ہی)

كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ	السَّيِّاٰتِ ؕ	قَالَ	يٰقَوۡمِ	هٰٓؤُلَآءِ	بَنَاتِىۡ	هُنَّ
وہ لوگ عمل کرتے تھے	برائیوں کا	انہوںؑ نے کہا	اے میری قوم	یہ	میری بیٹیاں ہیں	یہ

اَطۡهَرُ	لَـكُمۡ	فَاتَّقُوا	اللّٰهَ	وَلَا تُخۡزُوۡنِ	فِىۡ ضَيۡفِىۡ ؕ
زیادہ پاکیزہ ہیں	تمہارے لیے	تو تقویٰ کرو	اللہ کا	اور تم لوگ رسوا مت کرو مجھ کو	میرے مہمانوں (کے بارے) میں

اَ	لَيۡسَ	مِنۡكُمۡ	رَجُلٌ رَّشِيۡدٌ ﴿۷۸﴾	قَالُوۡا	لَقَدۡ عَلِمۡتَ	مَا لَنَا
کیا	نہیں ہے	تم لوگوں میں	کوئی نیک چلن مرد	ان لوگوں نے کہا	یقیناً آپؑ جان چکے ہیں	ہمارے لیے نہیں ہے

فِىۡ بَنٰتِكَ	مِنۡ حَقٍّ ۚ	وَاِنَّكَ	لَتَعۡلَمُ	مَا	نُرِيۡدُ ﴿۷۹﴾
آپؑ کی بیٹیوں میں	کوئی بھی حق	اور بیشک آپؑ	یقیناً جانتے ہیں	اس کو جو	ہم چاہتے ہیں

قَالَ	لَوۡ اَنَّ	لِىۡ	بِكُمۡ	قُوَّةً	اَوۡ	اٰوِىۡۤ	اِلٰى رُكۡنٍ شَدِيۡدٍ ﴿۸۰﴾
انہوںؑ نے کہا	کاش کہ	میرے لیے	تم لوگوں پر	کوئی طاقت ہوتی	یا	میں پناہ لیتا	کسی مضبوط سہارے کی طرف

قَالُوْا	يٰلُوْطُ	اِنَّا	رُسُلُ رَبِّكَ	لَنْ يَّصِلُوْٓا	اِلَيْكَ
انہوں نے کہا	اے لوطؑ	بیشک ہم	آپؐ کے رب کے بھیجے ہوئے ہیں	یہ لوگ ہرگز نہیں پہنچیں گے	آپؐ تک

فَاَسْرِ	بِاَهْلِكَ	بِقِطْعٍ	مِّنَ الَّيْلِ	وَلَا يَلْتَفِتْ	مِنْكُمْ
پس آپؐ لے کر نکلیں	اپنے گھر والوں کو	ایک حصے میں	رات کے	اور چاہئے کہ مڑ کر نہ دیکھے	تم میں سے

اَحَدٌ	اِلَّا	امْرَاَتَكَ ۭ	اِنَّهٗ	مُصِيْبُهَا	مَآ
کوئی ایک بھی	سوائے	آپؐ کی عورت (یعنی بیوی) کے	حقیقت یہ ہے کہ	آ لگنے والا ہے اس کو	وہ جو

اَصَابَهُمْ ۭ	اِنَّ	مَوْعِدَهُمُ	الصُّبْحُ ۭ	اَلَيْسَ الصُّبْحُ	بِقَرِيْبٍ ﴿٨١﴾
آ لگے گا ان کو	بیشک	ان کے وعدے کا وقت	صبح کا ہے	کیا صبح	قریب نہیں ہے

فَلَمَّا	جَاۗءَ	اَمْرُنَا	جَعَلْنَا	عَالِيَهَا	سَافِلَهَا	وَاَمْطَرْنَا	عَلَيْهَا
پھر جب	آیا	ہمارا حکم	تو ہم نے بنا دیا	اس (بستی) کے بلند کو	اس کا پست	اور ہم نے برسائے	اس پر

حِجَارَةً	مِّنْ سِجِّيْلٍ ڏ مَّنْضُوْدٍ ﴿٨٢﴾	مُّسَوَّمَةً	عِنْدَ رَبِّكَ ۭ	وَمَا
کچھ پتھر	تہ بہ تہ کئے ہوئے مٹی کے پتھر میں سے	نشان لگے ہوئے	آپؐ کے رب کے پاس سے	اور نہیں ہے

هِيَ	مِنَ الظّٰلِمِيْنَ	بِبَعِيْدٍ ﴿٨٣﴾ ع
یہ (بستی)	ان ظالموں سے (یعنی مکہ والوں سے)	کچھ دور

نوٹ: 1

آیت۔ 77 میں لفظ سِیْٓءَ آیا ہے جو کہ ماضی مجہول ہے۔ اور اگلی آیت میں پھر مضارع مجہول یُهْرَعُوْنَ آیا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ لوطؑ کی قوم کو مہمانوں کی آمد کی اطلاع دی گئی تھی۔ اس بات نے لوطؑ کو تکلیف پہنچائی اور ان کی قوم کو سرپٹ دوڑایا۔ اب ظاہر ہے کہ یہ اطلاع لوطؑ کے گھر کا کوئی فرد ہی پہنچا سکتا ہے۔ جبکہ ان کے گھر کے تمام افراد مومن تھے اور پوری بستی میں یہی ایک گھر مومن تھا۔ (51/ الذریات: 35۔36)۔ زیر مطالعہ آیت۔ 81 سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی بیوی مومنین میں شامل نہیں تھی۔ ان کی ہمدردیاں اپنی قوم کے ساتھ تھیں اور وہ پہلے بھی اپنی قوم کو خبریں پہنچاتی رہتی تھی، جس کو قرآن مجید میں خیانت کہا گیا ہے۔ (66/ تحریم: 11)۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ مہمانوں کی آمد کی اطلاع لوطؑ کی بیوی نے پہنچائی تھی۔ حالانکہ وہ لوطؑ کے گھر کی ایک فرد تھی لیکن اپنے عمل کی وجہ سے وہ عذاب کی مستحق قرار پائی۔

نوٹ: 2

آیت۔ 78 میں حضرت لوطؑ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ یہ میری بیٹیاں ہیں۔ یہ تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ ہیں۔ اس کے متعلق بعض مفسرین کی رائے ہے اپنی لڑکیوں سے مراد پوری قوم کی لڑکیاں ہیں کیونکہ ہر پیغمبر اپنی قوم کے لیے مثل باپ کے ہوتا ہے اور پوری امت اس کی روحانی اولاد ہوتی ہے۔ اس تفسیر کے مطابق حضرت لوطؑ کے قول کا مطلب یہ ہوگا کہ تم اپنی خبیث عادت سے باز آؤ، شرافت کے ساتھ قوم کی لڑکیوں سے نکاح کرو اور ان کو بیویاں بناؤ۔ (معارف القرآن)

[illegible]

6083

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

آیت نمبر (84 تا 95)

ر ھ ط

(ف)	رَھْطًا	بڑالقمہ لینا۔ بہت کھانا
(افتعال)	اِرْتِھَاطًا	قوم کا جمع ہونا۔ اکٹھا ہونا۔
	رَھْطٌ	افراد کا گروہ۔ جتھ۔ برادری۔ زیر مطالعہ آیت۔ 91

ترکیب

(آیت۔86) بَقِيَّتُ دراصل بَقِيَّةٌ ہے۔ اس آیت میں اس کو لمبی تا سے لکھنا قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔ یہاں کے علاوہ یہ لفظ قرآن مجید میں دوجگہ (2/248۔11/117) آیا ہے اور دونوں جگہ اسے گول تا سے بَقِيَّةٌ لکھا جاتا ہے۔ (آیت۔87) اَنْ نَّفْعَلُ سے پہلے اَنْ نَتْرُكَ محذوف ہے اس آیت میں نَشٰٓؤُا بھی قرآن حکیم کی مخصوص املا ہے۔ (آیت۔91) نَفْقَهُ کے آخر میں مادہ (ف ق ہ) کی ھ ہے اس لئے اس پر سیدھا پیش آیا ہے۔ یہ اگر ضمیر ہوتی تو اس پر الٹا پیش آتا۔

ترجمہ

وَاِلٰى مَدْيَنَ	اَخَاهُمْ	شُعَيْبًا	قَالَ	يٰقَوْمِ	اعْبُدُوا
(اور بیشک ہم بھیج چکے ہیں) مدین کی طرف	ان کے بھائی	شعیبؑ کو	انہوں نے کہا	اے میری قوم	تم لوگ بندگی کرو

اللّٰهَ	مَا لَكُمْ	مِّنْ اِلٰهٍ	غَيْرُهٗ	وَلَا تَنْقُصُوا	الْمِكْيَالَ	وَالْمِيْزَانَ
اللہ کی	نہیں ہے تمہارے لئے	کوئی بھی الہٰ	اس کے علاوہ	اور تم لوگ کمی مت کرو	پیمانے میں	اور ترازو میں

اِنِّىْٓ	اَرٰىكُمْ	بِخَيْرٍ	وَّاِنِّىْٓ	اَخَافُ	عَلَيْكُمْ	عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ؀
بیشک میں	دیکھتا ہوں تم لوگوں کو	(معاشی) بھلائی میں	اور بیشک میں	ڈرتا ہوں	تم پر	ایک گھیرنے والے دن کے عذاب سے

وَيٰقَوْمِ	اَوْفُوا	الْمِكْيَالَ	وَالْمِيْزَانَ	بِالْقِسْطِ	وَلَا تَبْخَسُوا	النَّاسَ
اور اے میری قوم	تم لوگ پورا بھرو	پیمانے کو	اور ترازو کو	انصاف سے	اور حق سے کم مت دو	لوگوں کو

اَشْيَآءَهُمْ	وَلَا تَعْثَوْا	فِى الْاَرْضِ	مُفْسِدِيْنَ ؀
ان کی چیزیں	اور انتشار مت پھیلاؤ	زمین میں	فساد کرتے ہوئے

بَقِيَّتُ اللّٰهِ	خَيْرٌ	لَّكُمْ	اِنْ	كُنْتُمْ	مُّؤْمِنِيْنَ ڋ
اللہ کی چھوڑی ہوئی چیزیں (جو حرام نہیں ہوئیں)	بہتر ہیں	تمہارے لئے	اگر	تم لوگ ہو	ایمان لانے والے

وَمَآ اَنَا	عَلَيْكُمْ	بِحَفِيْظٍ ﴿٨٦﴾	قَالُوْا	يٰشُعَيْبُ	اَ	صَلٰوتُكَ	تَاْمُرُكَ
اور میں نہیں ہوں	تم لوگوں پر	نگہبان	ان لوگوں نے کہا	اے شعیبؑ	کیا	آپ کی نماز	حکم دیتی ہے آپ کو

اَنْ	نَّتْرُكَ	مَا	يَعْبُدُ	اٰبَآؤُنَآ	اَوْ	اَنْ	نَّفْعَلَ
کہ	ہم چھوڑ دیں	ان کو جن کی	بندگی کرتے ہیں	ہمارے آباؤ اجداد	یا (ہم چھوڑ دیں)	کہ	ہم کریں

فِيْٓ اَمْوَالِنَا	مَا	نَشٰٓؤُاؕ	اِنَّكَ لَاَنْتَ	الْحَلِيْمُ	الرَّشِيْدُ ﴿٨٧﴾
اپنے مالوں میں	وہ جو	ہم چاہیں	بیشک آپ ہی یقیناً	بڑے بردبار ہیں	بڑے نیک چلن ہیں

قَالَ	يٰقَوْمِ	اَ	رَءَيْتُمْ	اِنْ	كُنْتُ	عَلٰى بَيِّنَةٍ	مِّنْ رَّبِّيْ
انہوںؑ نے کہا	اے میری قوم	کیا	تم نے غور کیا	اگر	میں ہوں	ایک واضح (دلیل) پر	اپنے رب (کی طرف) سے

وَرَزَقَنِيْ	مِنْهُ	رِزْقًا حَسَنًاؕ	وَمَآ اُرِيْدُ	اَنْ	اُخَالِفَكُمْ
اور اس نے عطا کیا مجھ کو	اپنے پاس سے	ایک رزق حسن	اور میں ارادہ نہیں رکھتا	کہ	تمہاری مخالفت کروں

اِلٰى مَآ	اَنْهٰكُمْ	عَنْهُؕ	اِنْ اُرِيْدُ	اِلَّا	الْاِصْلَاحَ	مَا
اس کی طرف	میں منع کرتا ہوں تم کو	جس سے	میں ارادہ نہیں رکھتا	مگر	اصلاح کا	اتنی جتنی

اسْتَطَعْتُؕ	وَمَا	تَوْفِيْقِيْٓ	اِلَّا	بِاللّٰهِؕ	عَلَيْهِ	تَوَكَّلْتُ	وَاِلَيْهِ
میری استطاعت سے	اور نہیں ہے	میری توفیق	مگر	اللہ سے	اس پر ہی	میں نے بھروسہ کیا	اور اس کی طرف ہی

اُنِيْبُ ﴿٨٨﴾	وَيٰقَوْمِ	لَا يَجْرِمَنَّكُمْ	شِقَاقِيْٓ	اَنْ	يُّصِيْبَكُمْ	مِّثْلُ مَآ
میں رخ کرتا ہوں	اور اے میری قوم	ہرگز آمادہ نہ کرے تم کو	میری مخالفت کرنا	کہ	آ لگے تم کو	اس کے جیسا جو

اَصَابَ	قَوْمَ نُوْحٍ	اَوْ	قَوْمَ هُوْدٍ	اَوْ	قَوْمَ صٰلِحٍؕ	وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ	مِّنْكُمْ
آ لگا	نوحؑ کی قوم کو	یا	ھودؑ کی قوم کو	یا	صالحؑ کی قوم کو	اور نہیں ہے لوطؑ کی قوم	تم سے

بِبَعِيْدٍ ﴿٨٩﴾	وَاسْتَغْفِرُوْا	رَبَّكُمْ	ثُمَّ	تُوْبُوْٓا	اِلَيْهِؕ	اِنَّ	رَبِّيْ
کچھ دور	اور تم لوگ مغفرت مانگو	اپنے رب سے	پھر	تم لوگ پلٹو	اس کی طرف	بیشک	میرا رب

رَحِيْمٌ	وَّدُوْدٌ ﴿٩٠﴾	قَالُوْا	يٰشُعَيْبُ	مَا نَفْقَهُ
ہر حال میں رحم کرنے والا ہے	بے انتہا محبت کرنے والا ہے	ان لوگوں نے کہا	اے شعیبؑ	ہم پوری طرح نہیں سمجھ پاتے

كَثِيْرًا	مِّمَّا	تَقُوْلُ	وَاِنَّا	لَنَرٰىكَ	فِيْنَا	ضَعِيْفًاۚ
اکثر کو	اس میں سے جو	آپؑ کہتے ہیں	اور بیشک	ہم یقیناً دیکھتے ہیں آپؑ کو	ہم میں	کمزور

وَلَوۡلَا	رَهۡطُكَ	لَرَجَمۡنٰكَ	وَمَآ اَنۡتَ	عَلَيۡنَا	بِعَزِيۡزٍ ﴿۹۱﴾
اور اگر نہ ہوتا	آپؐ کا قبیلہ	تو ہم ضرور رجم کرتے آپؐ کو	اور آپؐ نہیں ہیں	ہم پر	کوئی بالادست

قَالَ	يٰقَوۡمِ	اَ	رَهۡطِىۡۤ	اَعَزُّ	عَلَيۡكُمۡ	مِّنَ اللّٰهِ ؕ	وَاتَّخَذۡتُمُوۡهُ
انہوںؑ نے کہا	اے میری قوم	کیا	میرا قبیلہ	زیادہ سخت ہے	تم لوگوں پر	اللہ سے	اور تم نے بنایا اس کو (یعنی اللہ کو)

وَرَآءَكُمۡ	ظِهۡرِيًّا ؕ	اِنَّ	رَبِّىۡ	بِمَا	تَعۡمَلُوۡنَ	مُحِيۡطٌ ﴿۹۲﴾
اپنے پیچھے	پیٹھ پیچھے ڈالا ہوا (یعنی بھلایا ہوا)	بیشک	میرا رب	اس کا جو	تم لوگ کرتے ہو	احاطہ کرنے والا ہے

وَيٰقَوۡمِ	اعۡمَلُوۡا	عَلٰى مَكَانَتِكُمۡ	اِنِّىۡ	عَامِلٌ ؕ	سَوۡفَ	تَعۡلَمُوۡنَ ۙ
اور اے میری قوم	تم لوگ عمل کرو	اپنی جگہ پر	بیشک میں (بھی)	عمل کرنے والا ہوں	عنقریب	تم لوگ جان لوگے

مَنۡ	يَّاۡتِيۡهِ	عَذَابٌ	يُّخۡزِيۡهِ	وَمَنۡ هُوَ	كَاذِبٌ ؕ
کون ہے	پہنچے گا جس کو	ایک ایسا عذاب جو	رسوا کرے گا اس کو	اور کون ہے وہ جو	جھوٹ کہنے والا ہے

وَارۡتَقِبُوۡۤا	اِنِّىۡ	مَعَكُمۡ	رَقِيۡبٌ ﴿۹۳﴾	وَلَمَّا	جَآءَ	اَمۡرُنَا
اور تم لوگ انتظار کرو	بیشک میں (بھی)	تمہارے ساتھ	انتظار کرنے والا ہوں	اور جب	آیا	ہمارا حکم

نَجَّيۡنَا	شُعَيۡبًا	وَّالَّذِيۡنَ	اٰمَنُوۡا	مَعَهٗ	بِرَحۡمَةٍ	مِّنَّا
تو ہم نے نجات دی	شعیبؑ کو	اور ان لوگوں کو جو	ایمان لائے	ان کے ساتھ	رحمت سے	ہماری (طرف سے)

وَاَخَذَتِ	الَّذِيۡنَ	ظَلَمُوا	الصَّيۡحَةُ	فَاَصۡبَحُوۡا	فِىۡ دِيَارِهِمۡ	جٰثِمِيۡنَ ۙ ﴿۹۴﴾
اور پکڑا	ان کو جنہوں نے	ظلم کیا	چنگھاڑ نے	تو وہ لوگ ہو گئے	اپنے گھروں میں	اوندھے گرنے والے

كَاَنۡ	لَّمۡ يَغۡنَوۡا	فِيۡهَا ؕ	اَلَا	بُعۡدًا	لِّمَدۡيَنَ	كَمَا	بَعِدَتۡ	ثَمُوۡدُ ﴿۹۵﴾ ع
جیسے کہ	وہ رہتے ہی نہ تھے	اس میں	سن لو	دوری ہے	مدین (والوں) کے لیے	جیسے	دور ہوئے	ثمود

نوٹ: 1

آیت نمبر۔87 میں اسلام کے مقابلہ میں جاہلیت کے نظریہ کی پوری ترجمانی ہے۔ اسلام کا نظریہ یہ ہے کہ اللہ کی بندگی کے سوا جو طریقہ بھی ہی وہ غلط ہے۔ کیونکہ دوسرے طریقے کے لیے کوئی دلیل نہیں ہے۔ اور یہ کہ اللہ کی بندگی صرف محدود مذہبی دائرے ہی میں نہیں ہونی چاہیے بلکہ زندگی کے تمام شعبوں میں ہونی چاہیے۔ اس لیے کہ دنیا میں انسان کے پاس جو کچھ بھی ہے، اللہ ہی کا ہے اور انسان کسی چیز پر بھی اللہ کی مرضی سے آزاد ہو کر تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ اس کے مقبلہ میں جاہلیت کا نظریہ یہ ہے کہ باپ دادا سے جو طریقہ چلا آ رہا ہے اس کی پیروی کے لیے اس دلیل کے سوا کسی مزید دلیل کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ باپ دادا کا طریقہ ہے۔ نیز یہ کہ دین و مذہب کا تعلق صرف پوجا پاٹ سے ہے، رہے دنیوی معاملات، تو ان میں ہم کو پوری آزادی ہونی چاہیے کہ ہم جس طرح چاہیں کام کریں۔

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مذہبی اور دنیوی دائروں میں تقسیم کرنے کا تخیل (یعنی Secularism) آج کا کوئی نیا تخیل نہیں ہے بلکہ آج سے تین، ساڑھے تین ہزار سال پہلے حضرت شعیبؑ کی قوم کو بھی اس تقسیم پر ویسا ہی اصرار تھا جیسا آج اہل مغرب اور ان کے مشرقی شاگردوں کو ہے۔ یہ فی الحقیقت کوئی نئی روشنی نہیں ہے جو انسان کو آج ذہنی ارتقاء کی بدولت نصیب ہوگئی ہے بلکہ یہ وہی پرانی تاریک خیالی ہے جو ہزار ہا برس پہلے کی جاہلیت میں پائی جاتی تھی اور اس کے خلاف اسلام کی کشمکش بھی آج کی نہیں ہے بلکہ بہت قدیم ہے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ:2 آیت نمبر۔88 میں رزق حسن سے مراد علم وحی ہے۔ جس طرح مادی رزق انسان کی مادی زندگی کے لیے باقی رہنے کے لیے ضروری ہے اسی طرح وحی الٰہی کا رزق حسن انسان کی روحانی زندگی کے لیے ضروری ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کا قول ہے کہ انسان صرف روٹی سے نہیں جیتا بلکہ اس کلمہ سے جیتا ہے جو اللہ کی طرف سے آتا ہے۔ (تدبر قرآن)

نوٹ:3 ممکن ہے حضرت شعیبؑ اپنی معاش کے لیے خود بھی تجارت کرتے ہوں اس چیز سے شریروں نے فائدہ اٹھا کر یہ شوشہ چھوڑا ہو کہ یہ ناپ تول میں ایمانداری کا وعظ اس لیے کرتے ہیں کہ ہم تو ایمانداری کے ہو کر رہ جائیں اور یہ اپنی من مانی کر کے پورے بازار پر قبضہ کر لیں۔ حضرت شعیبؑ نے ان کی یہ بدگمانی دور کرنے کے لیے فرمایا مَآ اُرِيۡدُ اَنۡ اُخَالِفَكُمۡ اِلٰى مَاۤ اَنۡهٰٮكُمۡ عَنۡهُ ؕ یعنی بعد میں خود میں وہ کام کروں جس سے تم کو منع کرتا ہوں۔ اصلاح کرنے کے علاوہ میرا اور کوئی ارادہ نہیں ہے۔ (تدبیر قرآن)

آیت نمبر (96 تا 104)

و ر د

(ض) **وُرُوْدًا**: پانی تک پہنچنا یا آنا۔ پھر کسی بھی جگہ تک پہنچنے کے لیے آتا ہے۔ (جَاءَ اور اَتٰی کی طرح اس کا بھی مفعول آتا ہے۔ (دیکھیں آیت۔ 2/البقرہ 23، نوٹ۔ 2)۔ ﴿وَ لَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدۡيَنَ﴾ (28/القصص:23) ''اور جب وہ پہنچے مدین کے پانی یعنی کنویں تک۔''

وَارِدٌ: اسم الفاعل ہے۔ (۱) پہنچنے والا۔ (۲) سقہ۔ بھشتی۔ ﴿وَاِنۡ مِّنۡكُمۡ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ﴾ (19/مریم:71) ''اور نہیں ہے کوئی تم میں سے مگر یہ کہ پہنچنے والا ہے اس تک یعنی دوزخ تک۔'' ﴿وَ جَآءَتۡ سَيَّارَةٌ فَاَرۡسَلُوۡا وَارِدَهُمۡ﴾ (12/یوسف:19) ''اور آیا ایک قافلہ تو انہوں نے بھیجا اپنے سقہ کو۔''

مَوْرُوْدٌ: اسم المفعول ہے۔ جس تک پہنچا جائے۔ زیر مطالعہ آیت۔98۔

وَرِيْدٌ: خون پہنچنے کا راستہ۔ گردن کی ایک رگ جس سے سارے بدن کو خون پہنچتا ہے، اسے حَبۡلُ الۡوَرِيۡد کہتے ہیں۔ جانور کو ذبح کرتے وقت یہی رگ کاٹ دیتے ہیں تو سارے بدن کا خون نکل جاتا ہے۔ ﴿وَنَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَيۡهِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِيۡدِ ﴿۱۶﴾﴾ (50/قٓ:16) ''اور ہم اس کے یعنی انسان کے زیادہ قریب ہیں بنسبت گردن کی رگ کے۔''

	وِرْدٌ	(۱) پانی تک پہنچنے کی جگہ۔ گھاٹ۔ زیر مطالعہ آیت۔98۔ (۲) پیاسا (پیا[illegible]ان اور جانور ہی گھاٹ پر آتے ہیں) ﴿وَّ نَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿٨٦﴾﴾ (19/مریم:86) ''اور ہم ہانکیں گے مجرموں کو جہنم کی طرف پیاسے ہوتے ہوئے۔''
(ک)	وُرُوْدَةً	کسی چیز کا زردی مائل سرخ ہونا۔ گلابی ہونا۔
	وَرْدٌ	گلاب کا پھول۔ یہ لفظ قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا۔
	وَرْدَةٌ	گلابی رنگت۔ ﴿فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿٣٧﴾ج﴾ (55/الرحمٰن:37) ''پھر جب پھٹے گا آسمان تو وہ ہوجائے گا گلابی جیسے تیل کی چکناہٹ۔''
(افعال)	اِيْرَادًا	کسی کو کسی جگہ پہنچانا۔ زیر مطالعہ آیت۔98

ر ف د

(ض)	رَفْدًا	بخشش دینا۔ عطیہ دینا۔
	رِفْدٌ	وہ چیز جس میں رکھ کر بخشش دی جائے۔ زیر مطالعہ آیت۔99۔
	مَرْفُوْدٌ	اسم المفعول ہے۔ بخشش میں دی ہوئی چیز۔ زیر مطالعہ آیت۔99۔

ت ب ب

(ن)	تَبًّا	تباہ وبرباد ہونا۔ ہلاکت میں پڑنا (فعل لازم) تباہ وبرباد کرنا۔ ہلاکت میں ڈالنا (فعل متعدی)۔ ﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ ﴿١﴾ط﴾ (111/اللھب:1) تباہ ہوں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ (خود بھی) تباہ ہو۔''
	تَبَابٌ	تباہی۔ ہلاکت۔ ﴿وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِىْ تَبَابٍ ﴿٣٧﴾ع﴾ (40/المؤمن:37) اور نہیں تھی فرعون کی تدبیر مگر ہلاکت میں۔''
(تفعیل)	تَتْبِيْبًا	انتہائی تباہی اور ہلاکت میں ڈالنا۔ زیر مطالعہ آیت۔101

ترجمہ

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا	مُوْسٰى	بِاٰيٰتِنَا	وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٩٦﴾لا	اِلٰى فِرْعَوْنَ
اور بیشک ہم بھیج چکے ہیں	موسیٰ کو	اپنی نشانیوں کے ساتھ	اور قطعی دلیل کے ساتھ	فرعون کی طرف

وَمَلَا۟ئِهٖ	فَاتَّبَعُوْٓا	اَمْرَ فِرْعَوْنَ ج	وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ
اور اس کے سرداروں کی طرف	پھر (بھی) ان لوگوں نے پیروی کی	فرعون کے حکم کی	اور نہیں تھا فرعون کا حکم

بِرَشِيْدٍ ﴿٩٧﴾	يَقْدُمُ	قَوْمَهٗ	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	فَاَوْرَدَهُمُ	النَّارَ ط
کوئی سوجھ بوجھ والا	وہ آگے ہوگا	اپنی قوم کے	قیامت کے دن	پھر وہ پہنچائے گا ان کو	آگ تک

وَبِئۡسَ	الۡوِرۡدُ الۡمَوۡرُوۡدُ ﴿۹۸﴾	وَاُتۡبِعُوۡا	فِیۡ هٰذِهٖ	لَعۡنَةً
اور کتنا برا ہے	پہنچے جانے والا گھاٹ	اور پیچھے لگائی گئی (ان کے)	اس (دنیا) میں	ایک لعنت

وَّیَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ ؕ	بِئۡسَ	الرِّفۡدُ الۡمَرۡفُوۡدُ ﴿۹۹﴾	ذٰلِكَ
اور قیامت کے دن (بھی)	کتنی بری ہے	وہ بخشش جو ان پر کی جائے گی	یہ

مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الۡقُرٰی	نَقُصُّهٗ	عَلَیۡكَ	مِنۡهَا
بستیوں کی خبروں میں سے (ایک خبر) ہے	ہم بیان کرتے ہیں جس کو	آپ پر	ان (بستیوں) میں سے

قَآىِٕمٌ	وَّحَصِیۡدٌ ﴿۱۰۰﴾	وَمَا ظَلَمۡنٰهُمۡ	وَلٰكِنۡ
کچھ قائم ہیں	اور کچھ تہس نہس کی ہوئی ہیں	اور ہم نے ظلم نہیں کیا ان پر	اور لیکن (یعنی بلکہ)

ظَلَمُوۡۤا	اَنۡفُسَهُمۡ	فَمَاۤ اَغۡنَتۡ	عَنۡهُمۡ	اٰلِهَتُهُمُ الَّتِیۡ	یَدۡعُوۡنَ
انہوں نے ظلم کیا	اپنی جانوں پر	تو کام نہ آئے	ان کے	ان لوگوں کے وہ الٰہ جن کو	وہ لوگ پکارتے تھے

مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ	مِنۡ شَیۡءٍ	لَّمَّا	جَآءَ	اَمۡرُ رَبِّكَ ؕ	وَمَا زَادُوۡهُمۡ
اللہ کے علاوہ	کچھ بھی	جب	آیا	آپ کے رب کا حکم	اور ان (خداؤں) نے نہیں زیادہ کیا ان کو

غَیۡرَ تَتۡبِیۡبٍ ﴿۱۰۱﴾	وَكَذٰلِكَ	اَخۡذُ رَبِّكَ	اِذَاۤ	اَخَذَ	الۡقُرٰی
انتہائی ہلاکت میں ڈالنے کے سوا	اور اس طرح	آپ کے رب کی پکڑ ہے	جب بھی	وہ پکڑتا ہے	بستیوں کو

وَ	هِیَ	ظَالِمَةٌ ؕ	اِنَّ	اَخۡذَهٗۤ	اَلِیۡمٌ شَدِیۡدٌ ﴿۱۰۲﴾	اِنَّ	فِیۡ ذٰلِكَ
اس حال میں کہ	وہ	ظلم کرنے والی ہوں	بیشک	اس کی پکڑ	شدید دردناک ہے	بیشک	اس میں

لَاٰیَةً	لِّمَنۡ	خَافَ	عَذَابَ الۡاٰخِرَةِ ؕ	ذٰلِكَ	یَوۡمٌ مَّجۡمُوۡعٌ ۙ
یقیناً ایک نشانی ہے	اس کے لئے جس نے	خوف کیا	آخرت کے عذاب کا	یہ	جمع کئے جانے والا ایک دن ہے

لَّهُ	النَّاسُ	وَذٰلِكَ	یَوۡمٌ مَّشۡهُوۡدٌ ﴿۱۰۳﴾	وَمَا نُؤَخِّرُهٗۤ
اس کے (یعنی اللہ کے) لئے	لوگوں کو	اور یہ	معائنہ کئے جانے والا ایک دن ہے	اور ہم مؤخر نہیں کرتے اس کو

اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعۡدُوۡدٍ ؕ ﴿۱۰۴﴾
مگر ایک گنی ہوئی مدت کے لئے

آیت نمبر (105 تا 111)

ش ق و

(س)

شَقَا — (۱) کسی مشقت یا سختی میں پڑنا۔ (۲) نامراد یا بدبخت ہونا۔ زیر مطالعہ آیت۔106۔

شَقِیٌّ — فَعِیۡلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ نامراد۔ بدبخت۔ زیر مطالعہ آیت۔105۔

اَشۡقٰی — اَفۡعَلُ التَّفۡضِیۡل۔ زیادہ یا سب سے زیادہ بدبخت۔ ﴿ وَ یَتَجَنَّبُهَا الۡاَشۡقَی ﴿۱۱﴾ الَّذِیۡ یَصۡلَی النَّارَ الۡكُبۡرٰی ﴿۱۲﴾ ﴾ (87/الاعلیٰ:11۔12) ''اور اس سے یعنی نصیحت سے اجتناب کرے گا وہ بڑا بدبخت جو داخل ہوگا بڑی آگ میں۔''

شِقۡوَةٌ — اسم ذات ہے۔ نامرادی۔ بدبختی۔ ﴿ قَالُوۡا رَبَّنَا غَلَبَتۡ عَلَیۡنَا شِقۡوَتُنَا ﴾ (23/المؤمنون:106) ''انہوں نے کہا اے ہمارے رب غالب ہوئی ہم پر ہماری بدبختی۔''

س ع د

(س)

سَعَادَةً — سَعِدَ اور سُعِدَ دونوں کے معنی ہیں ''نیک بخت ہونا'' زیر مطالعہ آیت۔108۔

سَعِیۡدٌ — نیک بخت۔ زیر مطالعہ آیت۔105

ز ف ر

(ض)

زَفۡرًا — روتے وقت سانس باہر نکالنا۔ آہ بھرنا۔ چیخنا۔

زَفِیۡرٌ — آہیں بھرنے والا۔ چیخنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔106۔

ش ھ ق

(ف۔س)

تَشۡهَاقًا — روتے وقت سانس اندر کھینچنا۔ سسکی لینا۔ رینکنا۔

شَهِیۡقٌ — سسکی لینے والا۔ رینکنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔106

ج ذ ذ

(ن)

جَذًّا — کسی چیز کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دینا۔ کاٹنا۔

جُذَاذٌ — ٹکڑے۔ ﴿ فَجَعَلَهُمۡ جُذٰذًا ﴾ (21/الانبیاء:58) ''پھر انہوں نے کر دیا ان کو ٹکڑے ٹکڑے۔''

مَجۡذُوۡذٌ — توڑا ہوا۔ کاٹا ہوا۔ زیر مطالعہ آیت۔108۔

ترکیب

(آیت۔105) یَاتِ دراصل یَاۡتِیۡ ہے کیونکہ یہاں پر جوازم مضارع میں سے کوئی عامل نہیں آیا ہے۔ یہاں پر اس کو یا گرا کر لکھنا قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔ تَكَلَّمُ واحد مؤنث کا صیغہ تَتَكَلَّمُ ہے۔ (آیت۔111) لَمَّا کے بعد ایک فعل محذوف ہے جو بُعِثُوۡا یا حُشِرُوۡا ہو سکتا ہے۔ کبھی لَمَّا بمعنی اِلَّا (مگر) بھی ہوتا ہے۔ ﴿ اِنۡ كُلُّ نَفۡسٍ لَّمَّا عَلَیۡهَا حَافِظٌ ﴿۴﴾ ﴾ (86/الطارق:4) ''نہیں ہے ہر ایک جان مگر ہے اس پر نگران۔''

ترجمہ

يَوْمَ	يَاْتِ	لَا تَكَلَّمُ	نَفْسٌ	اِلَّا	بِاِذْنِهٖ ۚ	فَمِنْهُمْ	شَقِيٌّ
جس دن	وہ (دن) آئے گا	تو بات نہیں کرے گی	کوئی جان	مگر	اس کی اجازت سے	تو ان میں سے	کوئی بد بخت ہوگا

وَّسَعِيْدٌ ﴿١٠٥﴾	فَاَمَّا	الَّذِيْنَ	شَقُوْا	فَفِي النَّارِ	لَهُمْ
اور کوئی نیک بخت ہوگا	پھر جہاں تک	وہ لوگ ہیں جو	بد بخت ہوئے	تو (وہ) آگ میں ہیں	وہ لوگ

فِيْهَا زَفِيْرٌ	وَّشَهِيْقٌ ﴿١٠٦﴾ لا	خٰلِدِيْنَ	فِيْهَا
اس میں آہیں بھرنے والے ہیں	اور سسکیاں لینے والے ہیں	ہمیشہ رہنے والے ہوتے ہوئے	اس میں

مَا دَامَتِ	السَّمٰوٰتُ	وَالْاَرْضُ	اِلَّا	مَا	شَآءَ	رَبُّكَ ؕ	اِنَّ	رَبَّكَ
جب تک رہیں	آسمان	اور زمین	سوائے اس کے	جو	چاہے	آپ کا رب	بیشک	آپ کا رب

فَعَّالٌ	لِّمَا	يُرِيْدُ ﴿١٠٧﴾	وَاَمَّا	الَّذِيْنَ	سُعِدُوْا	فَفِي الْجَنَّةِ
کر گزرنے والا ہے	اس کو جو	وہ ارادہ کرتا ہے	اور جہاں تک	وہ لوگ ہیں جو	نیک بخت ہوئے	تو (وہ) جنت میں ہیں

خٰلِدِيْنَ	فِيْهَا	مَا دَامَتِ	السَّمٰوٰتُ	وَالْاَرْضُ	اِلَّا	مَا	شَآءَ
ہمیشہ رہنے والے ہوتے ہوئے	اس میں	جب تک رہیں	آسمان	اور زمین	سوائے اس کے	جو	چاہے

رَبُّكَ ؕ	عَطَآءً	غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿١٠٨﴾	فَلَا تَكُ	فِيْ مِرْيَةٍ	مِّمَّا
آپؐ کا رب	بخشش ہوتے ہوئے	بغیر توڑی ہوئی (یعنی بے انتہا)	پس آپؐ مت ہوں	کسی شبہہ میں	اس سے جس کی

يَعْبُدُ	هٰٓؤُلَآءِ ؕ	مَا يَعْبُدُوْنَ	اِلَّا كَمَا	يَعْبُدُ	اٰبَآؤُهُمْ
بندگی کرتے ہیں	یہ لوگ	یہ لوگ بندگی نہیں کرتے	مگر اس طرح جیسے	بندگی کرتے تھے	ان کے آباواجداد

مِّنْ قَبْلُ ؕ	وَاِنَّا	لَمُوَفُّوْهُمْ	نَصِيْبَهُمْ	غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿١٠٩﴾ ع
پہلے	اور بیشک ہم	ضرور پورا پورا دینے والے ہیں ان کو	ان کا حصہ	بغیر کوئی کمی کیا ہوا

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا	مُوْسَى	الْكِتٰبَ	فَاخْتُلِفَ	فِيْهِ ؕ	وَلَوْلَا	كَلِمَةٌ	سَبَقَتْ
اور بیشک ہم دے چکے ہیں	موسیٰؑ کو	کتاب	پھر اختلاف کیا گیا	اس میں	اور اگر نہ ہوتا	ایک فرمان جو	پہلے ہوا

مِنْ رَّبِّكَ	لَقُضِيَ	بَيْنَهُمْ ؕ	وَاِنَّهُمْ	لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿١١٠﴾
آپؐ کے رب (کی طرف) سے	تو ضرور فیصلہ کر دیا جاتا	ان کے درمیان	اور یقیناً وہ	ایک شبہہ ڈالنے والے شک میں ضرور ہیں اس سے

وَاِنَّ	كُلًّا	لَّمَّا	لَيُوَفِّيَنَّهُمْ	رَبُّكَ	اَعْمَالَهُمْ ؕ
اور یقیناً	سب کے سب	جب (جمع کیے جائیں گے)	تو لازماً پورا پورا دے گا ان کو	آپؐ کا رب	ان کے اعمال (کا بدلہ)

اِنَّهٗ	بِمَا	يَعْمَلُوْنَ	خَبِيْرٌ
یقیناً وہ	اس سے جو	وہ لوگ کرتے ہیں	باخبر ہے

نوٹ:1 آیت۔107 میں جو الفاظ آئے ہیں ان سے یا تو عالم آخرت کے زمین وآسمان مراد ہیں یا محض محاورہ کے طور پر ان کو دوام اور ہیشگی کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ بہرحال موجودہ زمین وآسمان مراد نہیں ہوسکتے کیونکہ قرآن کی رو سے یہ قیامت کے روز بدل ڈالے جائیں گے اور یہاں جن واقعات کا ذکر ہو رہا ہے وہ قیامت کے بعد پیش انے والے ہیں۔ اس میں استثناء کا مطلب یہ ہے کہ کوئی اور طاقت ایسی نہیں ہے جو ان لوگوں کو اس دائمی عذاب سے بچا سکے۔ البتہ اللہ تعالیٰ خود ہی کسی کے انجام کو بدلنا چاہے یا کسی کو ہیشگی کا عذاب دینے کے بجائے ایک مدت تک عذاب دے کر معاف کر دینے کا فیصلہ فرمائے تو ایسا کرنے کا اسے پورا اختیار حاصل ہے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ:2 آیت۔108 میں جو استثناء ہے اس سے یہ اشارہ نکلتا ہے کہ جنتی لوگوں کے احوال ومراتب میں تبدیلیاں ہوں گی لیکن یہ تبدیلیاں خیر سے شر کے طرف نوعیت کی نہیں، بلکہ خوب سے خوب تر کی طرف ہوں گی کیونکہ ان کو جنت کبھی منقطع نہ ہونے والے عطیہ (عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ) کی حیثیت سے ملے گی۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر (112 تا 117)

ز ل ف

(ن) زُلْفًا: نزدیک ہونا۔ قریب ہونا۔

زُلْفَةٌ: ج زُلَفٌ (۱) نزدیکی۔ قربت۔ ﴿ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً ﴾ (67/الملک: 27) ''پھر جب انہوں نے دیکھا اس کو پاس میں۔'' (۲) کسی چیز کا وہ حصہ جو کسی چیز کے نزدیک ہو جیسے رات کا وہ حصہ جو دن کے نزدیک ہو یعنی سورج غروب ہونے کے بعد اور طلوع ہونے سے پہلے کا حصہ۔ زیر مطالعہ آیت۔114۔

زُلْفٰى: فُعْلٰی کے وزن پر افعل تفضیل ہے۔ زیادہ یا سب سے نزدیک۔ قریب ﴿ وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى ﴾ (34/سبا: 37) ''اور نہیں ہیں تمہارے مال اور نہ ہی تمہاری اولاد وہ جو قریب کرتے ہیں تم کو ہمارے پاس زیادہ قریب۔''

(افعال) اِزْلَافًا: نزدیک کرنا۔ قریب کرنا۔ ﴿ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ﴾ (26/الشعراء: 64) ''اور ہم نے نزدیک کیا پھر دوسروں کو۔''

ت ر ف

(س) تَرَفًا: خوش حال ہونا۔ عیش وآرام میں ہونا۔

(افعال) اِتْرَافًا: خوشحالی دینا۔ زیر مطالعہ آیت۔116۔

مُتْرَفٌ: اسم المفعول ہے۔ جس کو خوشحالی دی گئی۔ خوشحال۔ ﴿ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ﴾ (56/الواقعہ: 45) ''بیشک وہ لوگ تھے اس سے پہلے خوشحال۔''

ترکیب

(آیت۔114) طَرَفَيِ دراصل طَرَفٌ کا تثنیہ طَرَفَانِ تھا۔ پھر ظرف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں طَرَفَيْنِ ہوا اور مضاف ہونے کی وجہ سے نونِ اعرابی گرا تو طَرَفَيْ استعمال ہوا اور آگے ملانے کے لیے ی کو کسرہ دی گئی۔ زُلَفًا بھی ظرف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔

ترجمہ

فَاسْتَقِمْ	كَمَآ	اُمِرْتَ	وَمَنْ	تَابَ	مَعَكَ
پس آپؐ سیدھے رہیں (یعنی ڈٹے رہیں)	جیسے کہ	آپؐ کو حکم دیا گیا	اور وہ (بھی) جنھوں نے	توبہ کی	آپؐ کے ساتھ

وَلَا تَطْغَوْا ۭ	اِنَّهٗ	بِمَا	تَعْمَلُوْنَ	بَصِيْرٌ ﴿١١٢﴾	وَلَا تَرْكَنُوْٓا
اور تم لوگ سرکشی مت کرو	بیشک وہ (اللہ)	اس کو جو	تم لوگ کرتے ہو	دیکھنے والا ہے	اور تم لوگ مت مائل ہو

اِلَى الَّذِيْنَ	ظَلَمُوْا	فَتَمَسَّكُمُ	النَّارُ ۙ	وَمَا لَكُمْ	مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ
ان کی طرف جنھوں نے	ظلم کیا	ورنہ چھولے گی تم کو	آگ	اور نہیں ہے تمہارے لیے	اللہ کے علاوہ

مِنْ اَوْلِيَاۗءَ	ثُمَّ	لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿١١٣﴾	وَاَقِمِ	الصَّلٰوةَ	طَرَفَيِ النَّهَارِ
کوئی بھی کارساز	پھر	تم کو مدد نہیں دی جائے گی	اور آپؐ قائم رکھیں	نماز کو	دن کے دونوں کناروں پر

وَزُلَفًا	مِّنَ الَّيْلِ ۭ	اِنَّ	الْحَسَنٰتِ	يُذْهِبْنَ	السَّـيِّاٰتِ ۭ	ذٰلِكَ	ذِكْرٰى
اور کچھ حصوں میں	رات میں سے	یقیناً	نیکیاں	لے جاتی ہیں	برائیوں کو	یہ	ایک بڑی نصیحت ہے

لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿١١٤﴾ ۚ	وَاصْبِرْ	فَاِنَّ اللّٰهَ	لَا يُضِيْعُ	اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١١٥﴾
یاد رکھنے والوں کے لیے	اور آپؐ ثابت قدم رہیں	تو یقیناً اللہ	ضائع نہیں کرتا	خوبصورتی سے کام کرنے والوں کے اجر کو

فَلَوْلَا	كَانَ	مِنَ الْقُرُوْنِ	مِنْ قَبْلِكُمْ	اُولُوْا بَقِيَّةٍ	يَّنْهَوْنَ	عَنِ الْفَسَادِ
تو کیوں نہ ہوا کہ	ہوتے	امتوں میں سے	تم سے پہلے	ایسے باقی رہنے والے (یعنی سمجھ دار) جو	منع کرتے	فساد

فِي الْاَرْضِ	اِلَّا قَلِيْلًا	مِّمَّنْ	اَنْجَيْنَا	مِنْهُمْ ۚ
زمین میں	سوائے تھوڑے سے لوگوں کے	ان میں سے جن کو	ہم نے نجات دی	ان (قوموں) میں سے

وَاتَّبَعَ	الَّذِيْنَ	ظَلَمُوْا	مَآ	اُتْرِفُوْا	فِيْهِ	وَكَانُوْا	مُجْرِمِيْنَ ﴿١١٦﴾
اور پیچھے لگے	وہ لوگ جنھوں نے	ظلم کیا	اس کے	ان کو خوشحالی دی گئی	جس میں	اور وہ تھے	جرم کرنے والے

وَمَا كَانَ	رَبُّكَ	لِيُهْلِكَ	الْقُرٰى	بِظُلْمٍ	وَّ	اَهْلُهَا	مُصْلِحُوْنَ ﴿١١٧﴾
اور نہیں ہے	آپؐ کا رب	کہ وہ ہلاک کرے	بستیوں کو	کسی ظلم سے	حالانکہ	اس کے لوگ	اصلاح کرنے والے ہوں

نوٹ:1

آیت۔114 کی ہدایت اس زمانے کی ہے جب نماز کے لیے ابھی پانچ وقت مقرر نہیں کیے گئے تھے۔ معراج کا واقعہ اس کے بعد پیش آیا جس میں پانچ وقت کی نماز فرض ہوئی۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ:1

صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پانچ نمازیں اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک ان تمام گناہوں کا کفارہ ہو جاتے ہیں جو ان کے درمیان صادر ہوں جبکہ یہ شخص کبائر یعنی بڑے گناہوں سے بچا رہا ہو۔ روایات حدیث میں جتنے واقعات کفارہ ہو جانے کے مفعول ہیں ان سب میں یہ بھی ہے کہ ان کا کرنے والا جب اپنے فعل پر نادم ہو اور آئندہ کے لیے توبہ کرے (معارف القرآن)

نوٹ:2

آیت۔116 میں کسی قوم کے اہل خرد اور سمجھدار لوگوں کو لفظ اُولُوْا بَقِيَّةٍ سے تعبیر کیا ہے کیونکہ انسان اپنی عزیز و محبوب چیز کو ہر حال میں محفوظ رکھنے کا اہتمام کرتا ہے اور انسان کو اپنی عقل و بصیرت سب سے زیادہ عزیز ہے اس لیے اس کو بَقِيَّةٌ کہا جاتا ہے۔ (معارف القرآن)

نوٹ:3

آیات۔116۔117 میں ان قوموں کی تباہی کے اصل سبب پر روشنی ڈالی گئی ہے جن کی تاریخ گذشتہ چھ رکوعوں میں بیان ہوئی ہے۔ اس تاریخ پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا جاتا ہے کہ صرف انہیں قوموں کو نہیں، بلکہ انسانی تاریخ میں جتنی قومیں بھی تباہ ہوئی ہیں، ان سب کو جس چیز نے گرایا وہ یہ تھی کہ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی نعمتوں سے سرفراز کیا تو وہ خوشحالی کے نشے میں مست ہو کر زمین میں فساد برپا کرنے لگیں اور ان کی اجتماعیت اس درجہ بگڑ گئی کہ یا تو ان کے اندر ایسے لوگ باقی رہے ہی نہیں جو ان کو برائیوں سے روکتے، یا وہ اتنے کم تھے کہ ان کے روکنے سے فساد نہ رک سکا۔ یہی چیز ہے جس کی بدولت یہ قومیں اللہ تعالیٰ کے غضب کی مستحق ہوئیں ورنہ اللہ کو اپنے بندوں سے دشمنی نہیں ہے کہ وہ بھلے کام کر رہے ہوں اور اللہ ان کو عذاب میں مبتلا کر دے۔ (تفہیم القرآن)۔

آیت نمبر (12/یوسف:118 تا 123)

ترجمہ

وَلَوْ	شَآءَ	رَبُّكَ	لَجَعَلَ	النَّاسَ	اُمَّةً وَّاحِدَةً	وَّلَا يَزَالُوْنَ	مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾
اور اگر	چاہتا	آپ کا رب	تو ضرور بناتا	لوگوں کو	ایک (ہی) امت	اور ہمیشہ رہیں گے	اختلاف کرنے والے

اِلَّا مَنْ	رَّحِمَ	رَبُّكَ ؕ	وَلِذٰلِكَ	خَلَقَهُمْ ؕ	وَتَمَّتْ
سوائے اس کے جس پر	رحم کیا	آپ کے رب نے	اور اس کے لیے ہی	اس نے پیدا کیا ان کو	اور تمام ہوا

كَلِمَةُ رَبِّكَ	لَاَمْلَئَنَّ	جَهَنَّمَ	مِنَ الْجِنَّةِ	وَالنَّاسِ	اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾
آپ کے رب کا فرمان (کہ)	میں لازماً بھر دوں گا	جہنم کو	جنوں سے	اور انسانوں سے	سب سے

وَكُلًّا	نَّقُصُّ	عَلَيْكَ	مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ	مَا	نُثَبِّتُ	بِهٖ	فُؤَادَكَ ۚ
اور سب کچھ	ہم بیان کرتے ہیں	آپ پر	رسولوں کی خبروں میں سے	وہ	ہم جماتے ہیں	جس سے	آپ کے دل کو

وَجَآءَكَ	فِيْ هٰذِهِ	الْحَقُّ	وَمَوْعِظَةٌ	وَّذِكْرٰى	لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾	وَقُلْ
اور آچکا آپ کے پاس	اِن (قصوں) کے اندر	حق	اور نصیحت	اور بڑی یاددہانی	ایمان لانے والوں کے لیے	اور آپ کہہ دیجئے

لِّلَّذِيْنَ	لَا يُؤْمِنُوْنَ	اعْمَلُوْا	عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ؕ	اِنَّا	عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾
ان سے جو	ایمان نہیں لاتے	تم لوگ عمل کرو	اپنی جگہ پر	بیشک ہم (بھی)	عمل کرنے والے ہیں

وَانْتَظِرُوْا	اِنَّا	مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾	وَلِلّٰهِ	غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
اور تم لوگ انتظار کرو	بیشک ہم (بھی)	انتظار کرنے والے ہیں	اور اللہ ہی کے ہیں	زمین اور آسمانوں کے غیب

وَاِلَيْهِ	يُرْجَعُ	الْاَمْرُ	كُلُّهٗ	فَاعْبُدْهُ
اور اس ہی کی طرف	لوٹائے جاتے ہیں	تمام معاملات	ان کے سب کے سب	پس آپؐ بندگی کریں اس کی

وَتَوَكَّلْ	عَلَيْهِ	وَمَا رَبُّكَ	بِغَافِلٍ	عَمَّا	تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾
اور آپؐ بھروسہ کریں	اس پر	اور آپؐ کا رب	غافل نہیں ہے	اس سے جو	تم لوگ عمل کرتے ہو

نوٹ:1 آیت۔118 کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اگر چاہتا تو ایک امت بنا سکتا تھا۔لیکن اس نے ہدایت اور گمراہی کے معاملہ میں اس چیز کو پسند نہیں فرمایا بلکہ اس نے نیکی اور بدی دونوں کو ان کے انجام کی تفصیل کے ساتھ لوگوں کے سامنے رکھ دیا ہے اور انہیں اختیار دیا ہے کہ وہ ان میں سے جس کو چاہیں اختیار کرلیں۔ وَلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ یعنی جب اللہ نے لوگو کو اختیار دے دیا تو یہ توقع نہیں کرنی چاہیے کہ ہر شخص نیکی ہی کی راہ اختیار کرے گا بلکہ ایسے بھی نکلتے رہیں گے جو تعلیم و تذکیر کے باوجود اپنے نفس کی پیروی میں بدی کی راہ اختیار کریں گے۔اور بدی کی راہ اختیار کرنی سے وہی لوگ محفوظ رہیں گے جن پر تیرے رب کی رحمت ہو۔ یہ بات واضح ہے کہ رحمت خداوندی کے سزاوار وہی ہو سکتے ہیں جو عقل و فہم کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھائیں اور ان صلاحیتوں کے ہوتے ہوئے ٹھوکریں نہ کھائیں۔ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ یعنی اللہ نے لوگوں کو اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ اپنے اختیار اور انتخاب سے خود کو اللہ کے فضل اور رحمت کا سزاوار بنائیں۔ یہ امتحان انسان کی خلقت کا ایک لازمی جز ہے۔ پھر جو لوگ اس امتحان میں فیل ہو جائیں گے ان کے حق میں اللہ تعالیٰ کی یہ بات پوری ہو کر رہے گی کہ وہ جہنم کو جنوں اور انسانوں سے بھر دے گا۔ (تدبر قرآن)۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ یوسف (12)

آیت نمبر (1 تا 6)

ترکیب (آیت۔3) قَصَصٌ مصدر ہے اس لیے اَحْسَنَ الْقَصَصِ کو نَقُصُّ کا مفعول مطلق مانا جائے گا۔ اگر اَحْسَنَ الْقَصَصِ (قِصَّةٌ کی جمع) ہوتا تو پھر اس کو مفعول بِهٖ مانا جا سکتا تھا۔ اِنْ كُنْتَ کا اِنْ مخففہ ہے۔ (آیت۔4) يٰاَبَتِ دراصل يٰاَبِيْ کا خاص استعمال ہے۔ عرب لوگ زیادہ تر يٰاَبِيْ کی جگہ يٰاَبَتِ بولتے ہیں۔ اس میں تا زائدہ ہے اور مفہوم میں پیارے یا محترم کا اضافہ ہوتا ہے یعنی ''اے میرے محترم باپ''۔ رَاَيْتُهُمْ میں رَاَيْتُ کا مفعول هُمْ ہے جبکہ سٰجِدِيْنَ حال ہونے کی وجہ سے نصب میں آیا ہے۔ (آیت۔6)

اَبَوَانِ۔ اَبَوَيْنِ یعنی دو باپ زیادہ تر ماں باپ کے لیے آتا ہے لیکن یہاں اس کا بدل اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ آیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ یہاں اَبَوَيْنِ سے مراد باپ دادا ہیں۔

ترجمہ

الٓرٰ قف	تِلْكَ	اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝١	اِنَّآ	اَنْزَلْنٰهُ	قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا
....	یہ	واضح کتاب کی آیتیں ہیں	بیشک ہم نے	اتارا اس کو	عربی قرآن ہوتے ہوئے

لَعَلَّكُمْ	تَعْقِلُوْنَ ۝٢	نَحْنُ	نَقُصُّ	عَلَيْكَ	اَحْسَنَ الْقَصَصِ	بِمَآ
تاکہ تم لوگ	عقل سے کام لو	ہم	بیان کرتے ہیں	آپؐ پر	بہترین بیان	اس کے ساتھ جو

اَوْحَيْنَآ	اِلَيْكَ	هٰذَا الْقُرْاٰنَ	وَاِنْ	كُنْتَ	مِنْ قَبْلِهٖ	لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝٣
ہم نے وحی کیا	آپؐ کی طرف	اس قرآن کو	اور بیشک	آپؐ تھے	اس سے پہلے	یقیناً بے خبر رہنے والوں میں سے

اِذْ	قَالَ	يُوْسُفُ	لِاَبِيْهِ	يٰٓاَبَتِ	اِنِّيْ	رَاَيْتُ	اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا
جب	کہا	یوسفؑ نے	اپنے والد سے	اے میرے محترم باپ	بیشک میں نے	دیکھا	گیارہ ستاروں کو

وَّالشَّمْسَ	وَالْقَمَرَ	رَاَيْتُهُمْ	لِيْ	سٰجِدِيْنَ ۝٤	قَالَ
اور سورج کو	اور چاند کو	میں نے دیکھا ان کو	اپنے لیے	سجدہ کرنے والے ہوتے ہوئے	انہوںؑ نے کہا

يٰبُنَيَّ	لَا تَقْصُصْ	رُءْيَاكَ	عَلٰٓى اِخْوَتِكَ	فَيَكِيْدُوْا	لَكَ
اے میرے پیارے	تم بیان مت کرنا	اپنے خواب کو	اپنے بھائیوں پر	ورنہ وہ خفیہ تدبیر کریں گے	تیرے لیے

كَيْدًا ط	اِنَّ	الشَّيْطٰنَ	لِلْاِنْسَانِ	عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝٥	وَكَذٰلِكَ
جیسے خفیہ تدبیر کرتے ہیں	یقیناً	شیطان	انسان کے لیے	ایک کھلا دشمن ہے	اور اس طرح

يَجْتَبِيْكَ	رَبُّكَ	وَيُعَلِّمُكَ	مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ	وَيُتِمُّ
چن لے گا تم کو	تمہارا رب	اور وہ سکھائے گا تم کو	باتوں کا انجام نکالنا (یعنی خوابوں کی تعبیر بتانا)	اور وہ تمام کرے گا

نِعْمَتَهٗ	عَلَيْكَ	وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ	كَمَآ	اَتَمَّهَا	عَلٰٓى اَبَوَيْكَ
اپنی نعمت کو	تم پر	اور یعقوبؑ کے پیروکاروں پر	جیسے کہ	اس نے تمام کیا اس کو	تمہارے دونوں دادا پردادا پر

مِنْ قَبْلُ	اِبْرٰهِيْمَ	وَاِسْحٰقَ ط	اِنَّ	رَبَّكَ	عَلِيْمٌ	حَكِيْمٌ ۝٦ ع
پہلے	ابراہیمؑ پر	اور اسحاقؑ پر	بیشک	آپ کا رب	جاننے والا ہے	حکمت والا ہے

آیت نمبر (7 تا 14)

ط ر ح

(ف) طَرْحًا پھینکنا۔ دور کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔9

ج ب ب

(ن) جَبًّا کسی چیز کو اس کے اصل سے کاٹ دینا۔
جُبٌّ کنواں۔ گہرا گڑھا۔ زیر مطالعہ آیت۔10

ل ق ط

(ن) لَقْطًا زمین سے کسی چیز کو اٹھانا۔
(افتعال) اِلْتِقَاطًا گری پڑی چیز کو اٹھانا۔ زیر مطالعہ آیت۔10

ر ت ع

(ف) رَتْعًا (1) جانوروں کا چرنا (2) انسانوں کا جی بھر کے کھانا پینا۔ زیر مطالعہ آیت۔12

ترکیب

(آیت۔7) کَانَ کی خبر مَوْجُوْدًا محذوف ہے اور اٰیٰتٌ اس کا اسم ہے اس میں آفاقی صداقت کا بیان ہے کیونکہ جب یہ واقعہ ہوا تھا اس وقت بھی اس میں نشانیاں تھیں۔ نزول قرآن کے وقت بھی تھیں۔ آج بھی ہیں اور ہمیشہ رہیں گی۔ اس لئے کَانَ کا ترجمہ حال میں ہوگا۔ (آیت۔9) طَرَحَ کا ایک مفعول آتا ہے۔ اِطْرَحُوْا کا مفعول ہُ کی ضمیر ہے جبکہ اَرْضًا ظرف ہونے کی وجہ سے نصب میں ہے، فعل امر اُقْتُلُوْ اور اِطْرَحُوْا کا جواب امر ہونے کی وجہ سے یَخْلُ مجزوم ہوا ہے۔ اس لئے یَخْلُوْ کی واو گری ہوئی ہے۔ اسی طرح تَکُوْنُوْا بھی جواب امر ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے اور تَکُوْنُوْنَ کا نون اعرابی گرا ہوا ہے۔ ان دونوں کا ترجمہ جواب امر کے لحاظ سے ہوگا۔ (آیت۔10) غَیٰبَتٌ عربی میں گول تا سے غَیٰبَۃٌ لکھتے ہیں۔ اس کو لمبی تا سے لکھنا قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔ یَلْتَقِطْ جواب امر ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔

ترجمہ

لَقَدْ کَانَ	فِیْ یُوْسُفَ	وَاِخْوَتِہٖ	اٰیٰتٌ
بیشک (موجود) رہی ہیں	یوسفؑ (کے قصے) میں	اور انؑ کے بھائیوں (کے قصے) میں	کچھ نشانیاں

لِّلسَّآئِلِیْنَ ﴿۷﴾	اِذْ	قَالُوْا	لَیُوْسُفُ	وَاَخُوْہُ	اَحَبُّ	اِلٰٓی اَبِیْنَا
پوچھنے والوں کے لئے	جب	انہوں نے کہا	بیشک یوسفؑ	اور ان کا بھائی	زیادہ محبوب ہیں	ہمارے والد کو

مِنَّا	وَ	نَحْنُ	عُصْبَۃٌ	اِنَّ	اَبَانَا	لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنِ ﴿۸﴾
ہم سے	حالانکہ	ہم	ایک مضبوط گروہ ہیں	بیشک	ہمارے والد	یقیناً ایک واضح بھول میں ہیں

اُقْتُلُوْا	یُوْسُفَ	اَوِ	اطْرَحُوْہُ	اَرْضًا	یَّخْلُ	لَکُمْ
تم لوگ قتل کرو	یوسفؑ کو	یا	پھینک دو انؑ کو	کسی زمین میں	تو خالی ہو جائے گا	(صرف) تمہارے لئے

وَجْهُ اَبِيْكُمْ	وَتَكُوْنُوْا	مِنْۢ بَعْدِهٖ	قَوْمًا صٰلِحِيْنَ (9)	قَالَ
تمہارے والد کا چہرہ (یعنی توجہ)	اور تم لوگ ہو جانا	اس کے بعد	ایک نیک قوم	کہا

قَآئِلٌ	مِّنْهُمْ	لَا تَقْتُلُوْا	يُوْسُفَ	وَاَلْقُوْهُ	فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ
ایک کہنے والے نے	ان میں سے	تم لوگ قتل مت کرو	یوسفؑ کو	اور ڈال دو انؑ کو	کنویں کی گہرائی میں

يَلْتَقِطْهُ	بَعْضُ السَّيَّارَةِ	اِنْ	كُنْتُمْ	فٰعِلِيْنَ (10)	قَالُوْا
تو اٹھا لے گا انؑ کو	قافلہ والوں کا کوئی (شخص)	اگر	تم لوگ	کچھ کرنے والے ہو	انہوں نے کہا

يٰۤاَبَانَا	مَا لَكَ	لَا تَاْمَنَّا	عَلٰى يُوْسُفَ
اے ہمارے والد	آپ کو کیا ہے	(کہ) آپ اعتبار نہیں کرتے ہمارا	یوسفؑ پر (یعنی ان کے بارے میں)

وَ	اِنَّا	لَهٗ	لَنٰصِحُوْنَ (11)	اَرْسِلْهُ	مَعَنَا	غَدًا
حالانکہ	بیشک ہم	انؑ کے لئے	یقیناً خیر خواہی کرنے والے ہیں	آپ بھیجیں ان کو	ہمارے ساتھ	کل

يَّرْتَعْ	وَيَلْعَبْ	وَاِنَّا	لَهٗ	لَحٰفِظُوْنَ (12)	قَالَ
تو وہ کھائیں پئیں گے	اور کھیلیں گے	اور بیشک ہم	ان کے لئے	یقیناً حفاظت کرنے والے ہیں	کہا (یعقوبؑ نے)

اِنِّيْ	لَيَحْزُنُنِيْۤ	اَنْ	تَذْهَبُوْا بِهٖ	وَاَخَافُ	اَنْ	يَّاْكُلَهُ
بیشک	مجھ کو یقیناً غمگین کرتی ہے	(یہ بات) کہ	تم لے جاؤ ان کو	اور میں ڈرتا ہوں	کہ	کھا لے ان کو

الذِّئْبُ	وَ	اَنْتُمْ	عَنْهُ	غٰفِلُوْنَ (13)	قَالُوْا	لَئِنْ	اَكَلَهُ
بھیڑیا	اس حال میں کہ	تم لوگ	ان سے	غافل ہو	انہوں نے کہا	یقیناً اگر	کھا لے گا ان کو

الذِّئْبُ	وَ	نَحْنُ	عُصْبَةٌ	اِنَّاۤ	اِذًا	لَّخٰسِرُوْنَ (14)
بھیڑیا	حالانکہ	ہم	ایک مضبوط گروہ ہیں	تو بیشک ہم	پھر تو	یقیناً خسارہ پانے والے ہیں

آیت نمبر (15 تا 20)

س و ل

(ف) سَوَالًا پوچھنا۔ سوال کرنا۔

(تفعیل) تَسْوِيْلًا کسی قبیح چیز کو خوشنما بنا کر پیش کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔18

ب ض ع

(ف) بَضْعًا کسی چیز کا کچھ حصہ کاٹ کر الگ کرنا۔

بِضَاعَةً	مال کا وہ حصہ جو تجارت کے لئے الگ کر لیا گیا ہو۔سرمایہ۔پونجی۔تجارتی سامان۔زیر مطالعہ آیت۔19
بِضْعُ	کسی چیز کے چند حصے۔یہ تین سے نو تک کی تعداد کے لئے بولا جاتا ہے۔﴿ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ﴾ (12/یوسف:42) ''تو وہ رہے جیل میں چند سال۔''

ز	ھ	د

(ف۔س)

زُهْدًا	کسی چیز میں رغبت نہ رکھنا۔
زَاهِدٌ	اسم الفاعل ہے۔رغبت نہ رکھنے والا۔زیر مطالعہ آیت۔20

ترکیب

(آیت۔16) جَاءُوْ کا مفعول اَبَاهُمْ ہے جبکہ عِشَاءً ظرف زمان ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہیں۔(آیت۔18) فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ کسی مبتداء محذوف کی خبر ہے۔وَاللّٰهُ مبتداء ہے اور اَلْمُسْتَعَانُ اس کی خبر معرفہ تاکید کے لئے آئی ہے۔(آیت۔20) دَرَاهِمُ غیر منصرف ہے یہاں بِثَمَنٍ بَخْسٍ کا بدل ہونے کی وجہ سے دَرَاهِمَ حالت جر میں ہے۔مَعْدُوْدَةٍ اس کی صفت ہے۔

ترجمہ

فَلَمَّا	ذَهَبُوْا بِهٖ	وَاَجْمَعُوْٓا	اَنْ	يَّجْعَلُوْهُ	فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ
پھر جب	وہ لوگ لے گئے انؑ کو	اور انہوں نے اتفاق کیا	کہ	وہ ڈالیں انؑ کو	کنویں کی گہرائی میں

وَاَوْحَيْنَآ	اِلَيْهِ	لَتُنَبِّئَنَّهُمْ	بِاَمْرِهِمْ هٰذَا	وَ
اور ہم نے وحی کی	انؑ کی طرف (کہ)	آپؑ لازماً آگاہ کریں گے ان کو	ان کے اس کام پر	اس حال میں کہ

هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ⑮	وَجَآءُوْ	اَبَاهُمْ	عِشَآءً	يَّبْكُوْنَ ⑯	قَالُوْا
وہ شعور نہ رکھتے ہوں گے	اور وہ آئے	اپنے والد کے پاس	عشا کے وقت	روتے ہوئے	انہوں نے کہا

يٰٓاَبَانَآ	اِنَّا	ذَهَبْنَا	نَسْتَبِقُ	وَتَرَكْنَا	يُوْسُفَ
اے ہمارے والد	بیشک	ہم گئے (کہ)	ہم دوڑ لگاتے ہیں	اور ہم نے چھوڑا	یوسفؑ کو

عِنْدَ مَتَاعِنَا	فَاَكَلَهُ	الذِّئْبُ	وَمَآ اَنْتَ	بِمُؤْمِنٍ لَّنَا	وَلَوْ
اپنے سامان کے پاس	تو کھا لیا اس کو	بھیڑیئے نے	اور آپ نہیں ہیں	ہماری بات ماننے والے	اور اگرچہ

كُنَّا	صٰدِقِيْنَ ⑰	وَجَآءُوْ	عَلٰى قَمِيْصِهٖ	بِدَمٍ كَذِبٍ	قَالَ
ہم ہوں	سچ کہنے والے	اور وہ آئے	انؑ کے کُرتے	کچھ جھوٹے خون کے ساتھ	کہا (یعقوبؑ نے)

بَلْ	سَوَّلَتْ	لَكُمْ	اَنْفُسُكُمْ	اَمْرًا	فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ
بلکہ	خوشنما بنا کر پیش کیا	تمہارے لئے	تمہارے نفسوں نے	ایک کام کو	تو (اب) خوبصورت صبر کرنا ہے

وَاللّٰهُ	الْمُسْتَعَانُ	عَلٰى مَا	تَصِفُوْنَ ⑱	وَجَآءَتْ	سَيَّارَةٌ
اور اللہ	ہی سے مدد مانگتا ہوں	اس پر جو	تم لوگ بتاتے ہو	اور آیا	ایک قافلہ

فَاَرۡسَلُوۡا	وَارِدَهُمۡ	فَاَدۡلٰى	دَلۡوَهٗ	قَالَ	يٰبُشۡرٰى
پھرانہوں نے بھیجا	اپنے پانی بھرنے والے کو	تو اس نے کنویں میں لٹکایا	اپنا ڈول	اس نے کہا	ارے! خوشخبری

هٰذَا	غُلٰمٌ	وَاَسَرُّوۡهُ	بِضَاعَةً	وَاللّٰهُ	عَلِيۡمٌۢ
یہ	ایک لڑکا ہے	اور انہوں نے چھپایا ان ؑ کو	بطور تجارت کے سامان کے	اور اللہ	جاننے والا ہے

بِمَا	يَعۡمَلُوۡنَ ۝19	وَشَرَوۡهُ	بِثَمَنٍۢ بَخۡسٍ	دَرَاهِمَ مَعۡدُوۡدَةٍ
اس کو جو	یہ لوگ کرتے ہیں	اور انہوں نے سودا کیا ان ؑ کا	کم قیمت پر	جو کچھ گنتی کے درہم تھے

وَكَانُوۡا	فِيۡهِ	مِنَ الزّٰهِدِيۡنَ ۝20
اور وہ	ان کے بارے میں	بیزار تھے

نوٹ:1

آیت 15 میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف ؑ کی طرف وحی کیا۔ یہاں وحی سے مراد اصطلاحی وحی نہیں ہے بلکہ اس سے مراد دل میں بات ڈال دینا ہے۔ صالحین کو ظالموں اور شریروں کے ہاتھوں جب بھی کوئی آزمائش پیش آتی ہے تو اللہ تعالیٰ جہاں ظالموں کو ڈھیل دیتا ہے، وہیں مظلوم کے دل پر غیب سے سکینت اور طمانیت نازل فرماتا ہے۔ اس کا تجربہ کم وبیش ہر اس شخص کو ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی تکلیف اٹھانے کی سعادت حاصل ہوئی ہو۔ حضرت یوسف ؑ کے دل میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بات ڈال دی گئی کہ یہ آزمائش وقتی اور عارضی ہے۔ وہ وقت آئے گا کہ تم ان لوگوں کو ان کی کارستانی سے آگاہ کرو گے اور تم اس وقت ایسے منصب پر ہو گے کہ یہ گمان بھی نہ کرسکیں گے کہ یہ ان کا وہی بھائی ہے جس کو انہوں نے کنویں میں پھینکا تھا۔ (تدبر قرآن)

بائیل اور تلمود اس ذکر سے خالی ہیں کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف یوسف ؑ کو کوئی تسلی بھی دی گئی تھی۔ اس کے بجائے تلمود میں جو روایت بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ جب حضرت یوسف کنویں میں ڈالے گئے تو وہ بہت بلبلائے اور چیخ چیخ کر بھائیوں سے فریاد کی۔ قرآن کا بیان پڑھئے تو محسوس ہو گا کہ ایسے نوجوان کا بیان ہو رہا ہے جو آگے چل کر تاریخ کی عظیم ترین شخصیتوں میں شمار ہونے والا ہے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ:2

حضرت یوسف ؑ کے متعلق خبر سن کر حضرت یعقوب ؑ نے جس تاثر کا اظہار کیا اس کا ذکر آیت۔ 18 میں ہے اس بھی بائیل اور تلمود سے موازنہ بہت سبق آموز ہے۔

بائیل کا بیان ہے کہ ”تب یعقوب ؑ نے اپنا پیراہن چاک کیا اور ٹاٹ اپنی کمر سے لپیٹا اور بہت دنوں تک اپنے بیٹے کے لئے ماتم کرتا رہا۔ اور تلمود کا بیان ہے کہ ”یعقوب ؑ بیٹے کی قمیص پہچانتے ہی اوندھے منہ زمین پر گر پڑا اور دیر تک بے حس وحرکت پڑا رہا پھر اٹھ کر زور سے چیخا کہ ہاں یہ میرے بیٹے ہی کا قمیص ہے......اور وہ سالہا سال تک یوسف ؑ کا ماتم کرتا رہا۔“ اس نقشے میں حضرت یعقوب ؑ وہی کچھ کرتے نظر آتے ہیں جو ایک عام انسان بحیثیت باپ کے ایسے موقع پر کرے گا۔ لیکن قرآن جو نقشہ پیش کر رہا ہے اس سے ہمارے سامنے ایک ایسے غیر معمولی انسان کی تصویر آتی ہے جو کمائی درجہ کا بردبار اور باقاعدہ ہے۔ وہ اتنی بڑی غم انگیز خبر سن کر بھی اپنے دماغ کا توازن نہیں کھولتا۔ وہ اپنی

فراست سے معاملہ کی ٹھیک ٹھیک نوعیت کو بھانپ جاتا ہے کہ یہ ایک بناوٹی بات ہے جو ان حاسد بیٹوں نے بنا کر پیش کی ہے۔ اور پھر ایک عالی ظرف انسان کی طرح صبر جمیل کرتا ہے اور اللہ پر بھروسہ کرتا ہے۔ صبر جمیل سے مراد ایسا صبر ہے جس میں شکایت نہ ہو، فریاد نہ ہو اور جزع فزع نہ ہو۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (21 تا 24)

ک ر م

(ک) كَرَامَةً: (1) بزرگ ہونا۔ معزز ہونا۔ (2) مہربانی سے فائدہ دینا۔ بخشش کرنا۔ فیاض ہونا۔

كَرِيْمٌ: ج كِرَامٌ۔ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ (1) بزرگ۔ معزز۔ مہربان (2) باعزت۔ (3) مفید۔ نفیس و پاکیزہ۔ (1) ﴿فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ﴾ (27/النمل: 40) ''تو بیشک میرا رب غنی ہے، بزرگ و برتر ہے۔'' ﴿وَجَاۗءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ﴾ (44/الدخان: 17) ''اور آیا ان کے پاس ایک معزز و مہربان رسول۔'' (2) ﴿لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ﴾ (8/انفال: 74) ''ان کے لئے مغفرت اور باعزت رزق ہے۔'' (3) ﴿فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ﴾ (31/لقمٰن: 10) ''پھر ہم نے اگایا اس میں ہر ایک نفیس و پاکیزہ جوڑے میں سے۔'' ﴿وَّ ظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ۝ لَّا بَارِدٍ وَّ لَا كَرِيْمٍ﴾ (56/الواقعہ: 43-44) ''اور کچھ چھاؤں میں، دھویں میں سے جو نہ ٹھنڈا کرے اور نہ مہربان ہو۔'' ﴿وَ اِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ﴾ (82/الانفطار: 10-11) ''اور بیشک تم لوگوں پر نگہبان ہیں جو معزز ہیں، لکھنے والے ہیں۔''

اَكْرَمُ: افعل تفضیل ہے۔ زیادہ معزز۔ زیادہ مہربان۔ ﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ﴾ (49/حجرات: 13) ''بیشک تم میں سے زیادہ معزز اللہ کے یہاں تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے۔''

(افعال) اِكْرَامًا: کسی کو عزت دینا۔ کسی پر مہربانی کرنا۔ ﴿اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ﴾ (89/الفجر: 15) ''جب کبھی بھی اس کو آزماتا ہے اس کا رب تو وہ مہربانی کرتا ہے اس پر اور نعمت دیتا ہے اس کو۔''

اَكْرِمْ: فعل امر ہے۔ تو عزت دے۔ تو مہربان ہو۔ زیر مطالعہ آیت۔ 21

مُكْرِمٌ: اسم الفاعل ہے۔ عزت دینے والا۔ مہربانی کرنے والا۔ ﴿فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ﴾ (22/الحج: 18) ''تو نہیں ہے اس کے لئے کوئی بھی عزت دینے والا۔''

مُكْرَمٌ: اسم المفعول ہے۔ عزت دیا ہوا۔ ﴿بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ﴾ (21/الانبیاء: 26) ''بلکہ وہ عزت دیئے ہوئے بندے ہیں۔''

(تفعیل) تَكْرِيْمًا: عزت دینا۔ مہربانی کرنا۔ ﴿وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ﴾ (17/بنی اسرائیل: 70) ''اور بیشک ہم نے عزت دی ہے آدمؑ کی اولاد کو۔''

مُكَرَّمٌ: اسم المفعول ہے۔ عزت دیا ہوا۔ ﴿فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ﴾ (80/عبس: 13) ''عزت دیئے ہوئے صحیفوں میں۔''

غ ل ق

(س)	غَلْقًا	تنگ دل ہونا۔
(تفعیل)	تَغْلِیْقًا	تنگ کرنا۔ بند کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔23

ھ ی ت

(x)	x	ثلاثی مجرد سے فعل نہیں آتا۔
(تفعیل)	تَھْیِیْتًا	چلانا۔ پکارنا۔
	ھَیْتَ	یہ عربی محاورہ ہے اور اس کے ساتھ مخاطب کی ضمیریں آتی ہیں۔ یعنی ھَیْتَ لَکَ، لَکِ، لَکُمَا، لَکُمْ اور لَکُنَّ۔ ان سب کے ایک معنی ہیں۔ یہاں آ۔ آ۔ زیر مطالعہ آیت۔23۔

ترکیب

(آیت۔24) لَوْلَا اَنْ رَّاٰ بُرْھَانَ رَبِّہٖ جملہ شرطیہ ہے اور وَھَمَّ بِھَا اس کا جواب شرط ہے۔ جو کہ مقدم ہے۔ قاعدہ یہی ہے کہ لَوْلَا کا جواب شرط عموماً اس کے بعد آتا ہے لیکن کبھی پہلے بھی آسکتا ہے۔ قرآن مجید میں اس کی اور بھی مثالیں ہیں۔ مثلاً لَوْکَانَ اِنْ رَّبَطْنَا عَلٰی قَلْبِھَا کا جواب شرط اِنْ کَادَتْ لَتُبْدِیْ بِہٖ مقدم ہے۔ اس بنیاد پر استاد محترم پروفیسر حافظ احمد یار صاحب مرحوم کا کہنا ہے کہ ہمارے قرآن مجید کے نسخوں میں وَھَمَّ بِھَا کے بعد جو وقف کی علامت (ج) بنی ہوتی ہے یہ بالکل غلط ہے۔ اس کا صحیح مقام ھَمَّتْ بِہٖ کے بعد ہے اس لیے ھَمَّ بِھَا کا ترجمہ ہم جواب شرط کے طور پر کریں گے۔

ترجمہ

وَقَالَ	الَّذِی	اشْتَرٰىہُ	مِنْ مِّصْرَ	لِامْرَاَتِہٖٓ	اَکْرِمِیْ	مَثْوٰىہُ	عَسٰٓی
اور کہا	اس نے جس نے	خریدا ان ؑ کو	مصر میں	اپنی عورت سے	تو عزت دے	اس ؑ کے ٹھکانہ کو	ہوسکتا ہے

اَنْ	یَّنْفَعَنَآ	اَوْ	نَتَّخِذَہٗ	وَلَدًا ط	وَکَذٰلِکَ	مَکَّنَّا	لِیُوْسُفَ	فِی الْاَرْضِ ز
کہ	وہ نفع دے ہم کو	یا	ہم بنالیں اس ؑ کو	بیٹا	اور اس طرح	ہم نے جگہ دی	یوسف ؑ کو	اس سرزمین میں

وَلِنُعَلِّمَہٗ	مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ط	وَاللّٰہُ	غَالِبٌ	عَلٰٓی اَمْرِہٖ	وَلٰکِنَّ
اور تاکہ ہم تعلیم دیں ان ؑ کو	خوابوں کی تعبیر میں سے	اور اللہ	غالب ہے	اپنے کام پر	اور لیکن

اَکْثَرَ النَّاسِ	لَا یَعْلَمُوْنَ ۝۲۱	وَلَمَّا	بَلَغَ	اَشُدَّہٗٓ	اٰتَیْنٰہُ	حُکْمًا
لوگوں کی اکثریت	جانتی نہیں ہے	اور جب	وہ پہنچے	اپنی پختگی کو	تم ہم نے دیا ان کو	فیصلہ کرنے (کی صلاحیت)

وَّعِلْمًا ط	وَکَذٰلِکَ	نَجْزِی	الْمُحْسِنِیْنَ ۝۲۲	وَرَاوَدَتْہُ
اور علم	اور اس طرح	جزا دیتے ہیں	احسان کرنے والوں کو	اور پھسلایا ان ؑ کو

الَّتِیْ	ھُوَ	فِیْ بَیْتِھَا	عَنْ نَّفْسِہٖ	وَغَلَّقَتِ	الْاَبْوَابَ
اس عورت نے	وہ (یعنی یوسف ؑ)	جس کے گھر میں تھے	اپنے نفس (کو تھامنے) سے	اور اس نے بند کئے	دروازے

وَقَالَتْ	هَيْتَ لَكَ ط	قَالَ	مَعَاذَ اللّٰهِ	اِنَّهٗ	رَبِّيْٓ	اَحْسَنَ
اور کہا	یہاں آؤ	انہوںؑ نے کہا	اللہ کی پناہ	بیشک وہ (عزیز)	مالک ہے میرا	اس نے اچھی طرح رکھا

مَثْوَايَ ط	اِنَّهٗ	لَا يُفْلِحُ	الظّٰلِمُوْنَ ۝٢٣	وَلَقَدْ هَمَّتْ	بِهٖ ج
مجھ کو	حقیقت یہ ہے کہ	فلاح نہیں پاتے	ظلم کرنے والے	اور بیشک وہ ارادہ کر چکی تھی	انؑ کا

وَهَمَّ	بِهَا	لَوْلَآ	اَنْ	رَّاٰ	بُرْهَانَ رَبِّهٖ ط	كَذٰلِكَ
اور وہؑ (بھی) ارادہ کرتے	اس عورت کا	اگر نہ ہوتا	کہ	انہوںؑ نے دیکھا	اپنے رب کی روشن دلیل کو	اسی طرح ہوا

لِنَصْرِفَ	عَنْهُ	السُّوْٓءَ	وَالْفَحْشَاۗءَ ط	اِنَّهٗ	مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۝٢٤
تاکہ ہم دور رکھیں	انؑ سے	برائی کو	بے حیائی کو	بیشک وہؑ	میرے پاک کئے ہوئے بندوں میں سے تھے

نوٹ:1

بائبل میں اس شخص کا نام فوطیفار لکھا ہے جس نے یوسفؑ کو خریدا تھا۔ قرآن مجید نے آگے چل کر عزیز کے لقب سے اس کا ذکر کیا ہے وہ شاہی خزانے کا یا باڈی گارڈوں کا افسر تھا۔ تلمود میں اس کی بیوی کا نام زلیخا لکھا ہے۔ مگر یہ جو ہمارے ہاں عام شہرت ہے کہ بعد میں اس عورت سے حضرت یوسفؑ کا نکاح ہوا، اس کی کوئی اصل نہیں ہے، نہ قرآن میں اور نہ اسرائیلی تاریخ میں۔ فوطیفار حضرت یوسفؑ کو دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ یہ لڑکا کسی شریف خاندان کا چشم و چراغ ہے۔ اس لئے اس نے یوسفؑ سے غلاموں کا سا برتاؤ نہیں کیا اور بائبل کے بیان کے مطابق انہیں اپنے گھر اور اپنی املاک کا مختار بنا دیا۔

اب تک حضرت یوسف کی تربیت صحرا میں نیم خانہ بدوشی ورگلہ بانی کے ماحول میں ہوئی تھی۔ مگر اس وقت کے سب سے زیادہ ترقی یافتہ ملک مصر میں اللہ تعالیٰ ان سے جو کام لینا چاہتا تھا اور اس کے لئے جس تجربہ اور بصیرت کی ضرورت تھی، اس کے نشوونما کا کوئی موقع بدوی زندگی میں نہ تھا اس لئے اس نے اپنی قدرت کاملہ سے یہ انتظام فرمایا کہ انہیں سلطنت مصر کے ایک بڑے عہدہ دار کے ہاں پہنچا دیا جس نے انہیں اپنی جاگیر کا مختار بنا دیا۔ اس طرح یہ موقع پیدا ہوا کہ انہیں ایک جاگیر کے انتظام سے وہ تجربہ حاصل ہو جائے جو آئندہ ایک بڑی سلطنت کا نظم و نسق چلانے کے لئے درکار تھا۔ واللہ غالب علی امرہٖ میں اسی طرف اشارہ ہے۔ (تفہیم القرآن)

یہاں سے حضرت یوسفؑ کی زندگی کا نیا دور شروع ہوتا ہے۔ اب تک وہ نفرت اور حسد کا شکار تھے، اس سے جان چھوٹی تو عشق و ہوس نے ان پر دام پھینکنے کی کوشش کی اور یہ امتحان پہلے امتحان سے بھی زیادہ سخت ثابت ہوا (تدبر قرآن)

نوٹ:2

قرآن کریم نے یہ واضح نہیں فرمایا کہ جو برہان حضرت یوسفؑ کے سامنے آئی وہ کیا چیز تھی۔ اسی لئے اس میں مفسرین حضرات کے مختلف اقوال ہیں۔ امام تفسیر ابن جریرؒ نے ان تمام اقوال کو نقل کرنے کے بعد جو بات فرمائی ہے وہ سب اہل تحقیق کے نزدیک پسندیدہ ہے کہ جتنی بات قرآن کریم نے بتلا دی ہے صرف اسی پر اکتفا کیا جائے۔ اس کے تعین میں وہ سب احتمال ہو سکتے ہیں جو حضرات مفسرین نے ذکر کئے ہیں، لیکن قطعی طور پر کسی کو متعین نہیں کیا جا سکتا۔ (معارف القرآن)

سبق۔68/4
25/12 تا 76

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آیت نمبر (25 تا 29)

ق د د

(ن) قَدًّا کسی چیز کو لمبائی میں کاٹنا یا چیرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔25۔

قِدَّةٌ ج قِدَدٌ۔ کسی چیز کا ٹکڑا۔ مختلف الرّائے لوگ۔ ﴿ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ﴾ (72/الجن: 11) ''ہم مختلف الرّائے طریقوں پر تھے۔''

س ج ن

(ن) سَجْنًا کسی کو قید کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔25

سِجْنٌ اسم ذات ہے۔ قید خانہ۔ ﴿ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ ﴾ (12/یوسف: 33) ''انہوںؑ نے کہا اے میرے رب قید خانہ زیادہ پسندیدہ ہے میرے لیے۔''

مَسْجُوْنٌ اسم المفعول ہے۔ قید کیا ہوا۔ ﴿ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ﴾ (26/الشعراء: 29) ''میں لازماً بنادوں گا تجھ کو قید کئے ہوئے لوگوں میں سے۔''

سِجِّيْنٌ دائمی سخت جگہ۔ جہنم کی ایک وادی۔ بدکاروں کا اعمال نامہ رکھنے کی جگہ۔ ﴿ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ﴾ (83/المطففین: 7) ''بیشک بدکاروں کی کتاب یقیناً سِجّین میں ہے۔''

ترجمہ

وَاسْتَبَقَا	الْبَابَ	وَقَدَّتْ	قَمِيْصَهٗ	مِنْ دُبُرٍ	وَّ اَلْفَيَا
اور وہ دونوں دوڑے	دروازے کو	اور اس عورت نے چیرا	انؑ کی قمیص کو	پیچھے سے	اور دونوں نے پایا

سَيِّدَهَا	لَدَا الْبَابِ ؕ	قَالَتْ	مَا	جَزَآءُ مَنْ	اَرَادَ	بِاَهْلِكَ
عورت کے آقا کو	دروازے کے پاس	اس عورت نے کہا	کیا	اس کی سزا ہے جس نے	ارادہ کیا	تیرے گھر والوں سے

سُوْٓءًا	اِلَّآ اَنْ	يُّسْجَنَ	اَوْ	عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۲۵	قَالَ
ایک برائی کا	سوائے اس کے کہ	وہ قید کیا جائے	یا	(سوائے) ایک دردناک عذاب (کے)	انہوںؑ نے کہا

هِيَ	رَاوَدَتْنِيْ	عَنْ نَّفْسِيْ	وَشَهِدَ	شَاهِدٌ
اس عورت نے ہی	پھسلایا مجھ کو	اپنا نفس (تھامنے) سے	اور گواہی دی	ایک گواہی دینے والے نے

مِّنْ اَهْلِهَا ۚ	اِنْ	كَانَ	قَمِيْصُهٗ	قُدَّ	مِنْ قُبُلٍ
اس عورت کے گھر والوں میں سے	اگر	یہ ہے (کہ)	اس کی قمیص	چیری گئی	سامنے سے

فَصَدَقَتْ	وَهُوَ	مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٢٦﴾	وَاِنْ	كَانَ	قَمِيْصُهٗ
تو عورت نے سچ کہا	اور یہ مرد	جھوٹ کہنے والوں میں سے ہے	اور اگر	یہ ہے (کہ)	اس کی قمیض
قُدَّ	مِنْ دُبُرٍ	فَكَذَبَتْ	وَهُوَ	مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٢٧﴾	فَلَمَّا
چیری گئی	پیچھے سے	تو عورت نے جھوٹ کہا	اور یہ مرد	سچ کہنے والوں میں سے ہے	پھر جب

رَاٰ	قَمِيْصَهٗ	قُدَّ	مِنْ دُبُرٍ	قَالَ	اِنَّهٗ	مِنْ كَيْدِكُنَّ ۭ
اس (شوہر) نے دیکھا	اس کی قمیض کو	کہ چیری گئی	پیچھے سے	تو اس نے کہا	بیشک یہ	تم عورتوں کی چالبازی میں سے ہے

اِنَّ	كَيْدَكُنَّ	عَظِيْمٌ ﴿٢٨﴾	يُوْسُفُ	اَعْرِضْ	عَنْ هٰذَا ۫
بیشک	تم عورتوں کی چالبازی	عظیم ہے	(اے) یوسف	آپؑ اعراض کریں	اس سے

وَاسْتَغْفِرِيْ	لِذَنْۢبِكِ ښ	اِنَّكِ	كُنْتِ	مِنَ الْخٰطِــِٕيْنَ ﴿٢٩﴾ ۧ
اور (اے عورت) تو مغفرت مانگ	اپنے گناہ کے لئے	بیشک تو (ہی)	ہے	خطا کرنے والوں میں سے

نوٹ۔1

یہ واقعہ تلمود میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ فوطیفار نے جب اپنی بیوی کی شکایت سنی تو اس نے یوسفؑ کو خوب پٹوایا، پھر ان کے خلاف عدالت میں استغاثہ دائر کیا۔ عدالت نے یوسفؑ کی قمیص کا جائزہ لے کر فیصلہ کیا کہ قصور عورت کا ہے کیونکہ قمیص پیچھے سے پھٹی ہے نہ کہ آگے سے۔ لیکن ہر صاحبِ عقل بآسانی یہ بات سمجھ سکتا ہے کہ قرآن کی روایت تلمود کی روایت سے زیادہ قرین قیاس ہے۔ آخر کس طرح یہ باور کر لیا جائے کہ ایک اتنا بڑا ذی وجاہت آدمی اپنی بیوی پر اپنے غلام کی دست درازی کا معاملہ عدالت میں لے گیا ہوگا۔ (کیونکہ آقا کو غلام پر ہر طرح کا اختیار حاصل ہوتا تھا۔ مرتب) یہ ایک نمایاں ترین مثال ہے قرآن اور اسرائیلی روایات کے فرق کی۔ اس سے مغربی مستشرقین کے اس الزام کی لغویت صاف واضح ہو جاتی ہے کہ محمد (ﷺ) نے یہ قصّے بنی اسرائیل سے نقل کئے ہیں۔ سچ یہ ہے کہ قرآن نے تو اسرائیلی روایات کی اصلاح کی ہے اور اصل واقعات دنیا کو بتائے ہیں۔
(تفہیم القرآن)

آیت نمبر (30 تا 35)

ش غ ف

(ف) شَغْفًا (۱) دل کی جھلی کو صدمہ پہنچانا۔ (۲) کسی کے دل پر چھا جانا۔ زیر مطالعہ آیت۔30۔

و ک ء

(س) تَكَئًا ثلاثی مجرد میں اس کی واو کو تا میں بدل دیتے ہیں۔ اور یہ لفظ وَكَاَ، يَوْكَاُ، وَكَئًا کے بجائے تَكَاَ، يَتْكَاُ، تَكَئًا استعمال ہوتا ہے۔ معنی ہیں کسی چیز کا سہارا لینا۔

(تفعّل) تَوَكُّئًا بتکلف سہارا لینا۔ ﴿قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا﴾ (20/ طٰہٰ:18) ''انہوںؑ نے کہا یہ میری لاٹھی ہے میں ٹیک لگاتا ہوں اس پر۔''

(افتعال) **اِتِّكَاءً** اہتمام سے ٹیک لگا کر بیٹھنا۔اس میں آرام و آسائش (LUXURY) کا مفہوم شامل ہے۔ ﴿وَ سُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ﴾ (43/الزخرف:34) ''اور کچھ تخت جن پر وہ لوگ ٹیک لگا کر آرام سے بیٹھیں گے۔''

مُتَّكِئٌ اسم الفاعل ہے۔ آرام سے ٹیک لگا کر بیٹھنے والا۔ ﴿ مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ﴾ (56/الواقعہ:16) ''آرام سے ٹیک لگا کر بیٹھنے والے ان پر آمنے سامنے ہوتے ہوئے۔''

مُتَّكَأٌ اسم المفعول ہے۔ظرف کے طور پر آتا ہے۔(۱) آرام سے ٹیک لگا کر بیٹھنے کی جگہ۔ پر تکلف مجلس۔زیر مطالعہ آیت 31۔

ص ب و

(ن) **صُبُوًّا** (۱) کسی کے لئے مشتاق ہونا۔کسی کی طرف مائل ہونا۔زیر مطالعہ آیت 33۔
(۲) بچپن کی طرف مائل ہونا۔نابالغ ہونا۔

صَبِيٌّ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ بچوں کی خصلت والا یعنی بچہ۔ نابالغ لڑکا۔ ﴿وَ اٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ﴾ (19/مریم:12) ''اور ہم نے دی ان ؑ کو حکمت لڑکپن میں۔''

ترکیب

(آیت۔30) نِسْوَةٌ عاقل کی جمع مکسر ہے۔اس کے لئے قَالَتْ اور قَالَ دونوں جائز ہیں۔شَغَفَهَا کا فاعل اس میں شامل هُوَ کی ضمیر ہے جو فَتٰى کے لئے ہے۔هَا کی ضمیر مفعولی اِمْرَاَتُ الْعَزِيْزِ کے لئے ہے جب کہ حُبًّا تمیز ہے۔(آیت۔32) لَيَكُوْنًا دراصل نون خفیفہ کے ساتھ لَيَكُوْنَنْ ہے۔اس کو تنوین سے لکھنا قرآن کا املا ہے۔(آیت۔33) وَ اِلَّا دراصل وَ اِنْ لَا ہے۔اور اَصْبُ مضارع میں واحد متکلم اَصْبُوْ تھا۔جواب شرط ہونے کی وجہ سے مضارع مجزوم ہوا تو واو گر گئی۔

ترجمہ

وَقَالَ	نِسْوَةٌ	فِي الْمَدِيْنَةِ	امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ	تُرَاوِدُ	فَتٰىهَا
اور کہا	کچھ عورتوں نے	اُس شہر میں	(کہ) عزیز کی عورت	پھسلاتی ہے	اپنے نوعمر خادم کو

عَنْ نَّفْسِهٖ	قَدْ شَغَفَهَا	حُبًّا	اِنَّا	لَنَرٰىهَا
اپنے نفس (کو تھامنے) سے	وہ دل پر چھا گیا ہے اس کے	بلحاظ محبت کے	بیشک ہم	ضرور دیکھتی ہیں اس کو

فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ	فَلَمَّا	سَمِعَتْ	بِمَكْرِهِنَّ	اَرْسَلَتْ
ایک کھلی گمراہی میں	پھر جب	اس عورت نے سنا	ان عورتوں کے مکر کے بارے میں	تو اس نے پیامبر بھیجا

اِلَيْهِنَّ	وَاَعْتَدَتْ	لَهُنَّ	مُتَّكَاً	وَّاٰتَتْ	كُلَّ وَاحِدَةٍ	مِّنْهُنَّ
ان عورتوں کی طرف	اور اس نے تیار کی	ان کے لئے	ایک مجلس	اور اس نے دی	ہر ایک کو	ان میں سے

سِكِّيْنًا	وَّقَالَتِ	اخْرُجْ	عَلَيْهِنَّ	فَلَمَّا	رَاَيْنَهٗ	اَكْبَرْنَهٗ
ایک چھری	اور اس نے کہا	تو نکل	ان پر	پھر جب	عورتوں نے دیکھا ان ؑ کو	تو وہ ششدر رہ گئیں ان پر

وَقَطَّعْنَ	اَيْدِيَهُنَّ	وَقُلْنَ	حَاشَ لِلّٰهِ	مَا	هٰذَا	بَشَرًا ط	
اور انہوں نے کاٹ ڈالا	اپنے ہاتھوں کو	اور انہوں نے کہا	پاکیزگی اللہ کی ہے	نہیں ہے	یہ	کوئی بشر	
اِنْ	هٰذَآ	اِلَّا	مَلَكٌ كَرِيْمٌ (31)	قَالَتْ	فَذٰلِكُنَّ	الَّذِيْ	لُمْتُنَّنِيْ
نہیں ہے	یہ	مگر	کوئی بزرگ فرشتہ	اس نے کہا	تو یہ ہے	وہ	تم لوگوں نے ملامت کی مجھ پر
فِيْهِ ط	وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ	عَنْ نَّفْسِهٖ	فَاسْتَعْصَمَ ط				
جس (کے بارے) میں	اور بیشک میں نے پھسلایا ہے اس کو	اپنے نفس کو (تھامنے سے)	تو وہ باز رہا				
وَلَئِنْ	لَّمْ يَفْعَلْ	مَآ	اٰمُرُهٗ	لَيُسْجَنَنَّ	وَلَيَكُوْنًا		
اور بیشک اگر	اس نے نہ کیا	وہ جو	میں نے کہا اس کو	تو وہ لازماً قید کیا جائے گا	اور وہ لازماً ہو گا		
مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ (32)	قَالَ	رَبِّ	السِّجْنُ	اَحَبُّ	اِلَيَّ		
حقیر ہونے والوں میں سے	انہوںؑ نے کہا	اے میرے رب	قید خانہ	زیادہ پسندیدہ ہے	میرے لیے		
مِمَّا	يَدْعُوْنَنِيْٓ	اِلَيْهِ ج	وَاِلَّا تَصْرِفْ	عَنِّيْ	كَيْدَهُنَّ		
اس سے	یہ عورتیں بلاتی ہیں مجھ کو	جس کی طرف	اور اگر تو نے نہ پھیرا	مجھ سے	ان کی چالبازی کو		
اَصْبُ	اِلَيْهِنَّ	وَاَكُنْ	مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ (33)	فَاسْتَجَابَ	لَهٗ		
تو میں جھک جاؤں گا	ان عورتوں کی طرف	اور میں ہو جاؤں گا	جاہلوں میں سے	تو قبول کی	انؑ کی بات		
رَبُّهٗ	فَصَرَفَ	عَنْهُ	كَيْدَهُنَّ ط	اِنَّهٗ	هُوَ السَّمِيْعُ		
انؑ کے رب نے	پس اس نے پھیر دیا	انؑ سے	ان عورتوں کو چالبازی کو	بیشک وہ	ہی سننے والا ہے		
الْعَلِيْمُ (34)	ثُمَّ	بَدَا	لَهُمْ	مِّنْۢ بَعْدِ مَا	رَاَوُا		
جاننے والا ہے	پھر	آشکارا ہوا	ان لوگوں کے لئے	اس کے بعد (بھی کہ) جو	ان لوگوں نے دیکھا		
الْاٰيٰتِ	لَيَسْجُنُنَّهٗ	حَتّٰى حِيْنٍ (35) ع					
نشانیوں کو (یعنی یوسفؑ کی بیگناہی کے ثبوتوں کو)	کہ وہ لازماً قید میں رکھیں گے انؑ کو	ایک مدت تک					

نوٹ۔1

آیت۔33۔ میں حکام مصر کی خواتین کے لئے يَدْعُوْنَنِيْٓ، كَيْدَهُنَّ اور اِلَيْهِنَّ میں جمع کے صیغے آئے ہیں۔ پھر آیت۔35 میں حکام مصر کے لئے لَهُمْ اور رَاَوُا میں جمع کے صیغے آئے ہیں۔ اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ آیت۔31 میں دیئے گئے واقعہ کے بعد دوسری خواتین بھی حضرت یوسفؑ کے پیچھے پڑ گئیں۔ انہیں بہلانا پھسلانا شروع کر دیا اور لوگوں میں اس بات کا چرچا پھیل گیا۔ اس صورتحال سے حکام مصر پریشان ہوگئے اور اپنی خواتین کو کنٹرول کرنے سے زیادہ آسان راستہ انہیں یہ نظر آیا کہ بے گناہی کا یقین ہونے کے باوجود یوسفؑ کو کچھ عرصہ کے لئے جیل بھیج دیا جائے۔

آیت نمبر (36 تا 42)

ترکیب

(آیت 38) مِلَّةَ کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے اٰبَآءِ حالت جر میں ہے اور اس کا بدل ہونے کی وجہ سے اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ حالت جر میں ہیں۔ (آیت۔39) صَاحِبَانِ کو حرف ندا نے نصب دی تو صَاحِبَيْنِ ہوا اور مضاف ہونے کی وجہ سے يٰصَاحِبِيْ ہوا۔ پھر آگے ملانے کے لئے یا کو کسرہ دی گئی۔ (آیت۔42) بِضْعَ ظرف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے اور سِنِيْنَ تمیز ہے۔

ترجمہ

وَدَخَلَ	مَعَهُ	السِّجْنَ	فَتَيٰنِ	قَالَ	اَحَدُهُمَآ	اِنِّيْٓ
اور داخل ہوئے	انؑ کے ساتھ	قید خانہ میں	دو نوجوان	کہا	دونوں میں سے ایک نے	کہ میں

اَرٰىنِيْٓ	اَعْصِرُ	خَمْرًا	وَقَالَ	الْاٰخَرُ	اِنِّيْٓ	اَرٰىنِيْٓ
دیکھتا ہوں خود کو	(کہ) میں نچوڑتا ہوں	شراب	اور کہا	دوسرے نے	کہ میں	دیکھتا ہوں خود کو

اَحْمِلُ	فَوْقَ رَاْسِيْ	خُبْزًا	تَاْكُلُ	الطَّيْرُ	مِنْهُ	نَبِّئْنَا
(کہ) میں اٹھاتا ہوں	اپنے سر کے اوپر	کچھ روٹی	کھاتے ہیں	پرندے	اس میں سے	تو خبر دے ہم کو

بِتَاْوِيْلِهٖ	اِنَّا	نَرٰىكَ	مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝٣٦	قَالَ
اس کے انجام (یعنی تعبیر) کی	بیشک ہم	دیکھتے ہیں تجھ کو	بزرگوں میں سے	انہوںؑ نے کہا

لَا يَاْتِيْكُمَا	طَعَامٌ	تُرْزَقٰنِهٖٓ	اِلَّا	نَبَّاْتُكُمَا
نہیں آئے گا تم دونوں کے پاس	وہ کھانا	جو تم دونوں کو دیا جاتا ہے	مگر (یہ) کہ	میں بتا دوں گا تم دونوں کو

بِتَاْوِيْلِهٖ	قَبْلَ	اَنْ	يَّاْتِيَكُمَا	ذٰلِكُمَا	مِمَّا	عَلَّمَنِيْ
اس کی تعبیر	اس سے پہلے	کہ	وہ آئے تمہارے پاس	یہ	اس میں سے ہے جس کا	علم دیا مجھ کو

رَبِّيْ	اِنِّيْ	تَرَكْتُ	مِلَّةَ قَوْمٍ	لَّا يُؤْمِنُوْنَ	بِاللّٰهِ	وَهُمْ
میرے رب نے	بیشک میں نے	چھوڑا	اس قوم کے مذہب کو	جو ایمان نہیں لاتے	اللہ پر	اور وہ لوگ

بِالْاٰخِرَةِ	هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝٣٧	وَاتَّبَعْتُ	مِلَّةَ اٰبَآءِيْٓ
آخرت کا	ہی انکار کرنے والے ہیں	اور میں نے پیروی کی	اپنے آباء اجداد کے دین کی

اِبْرٰهِيْمَ	وَاِسْحٰقَ	وَيَعْقُوْبَ	مَا كَانَ	لَنَآ	اَنْ	نُّشْرِكَ
جو ابراہیمؑ کا ہے	اور اسحاقؑ کا ہے	اور یعقوبؑ کا ہے	نہیں ہے	ہمارے لئے	کہ	ہم شریک کریں

بِاللّٰهِ	مِنْ شَيْءٍ	ذٰلِكَ	مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ	عَلَيْنَا	وَعَلَى النَّاسِ	وَلٰكِنَّ
اللہ کے ساتھ	کسی بھی چیز کو	یہ	اللہ کے فضل میں سے ہے	ہم پر	اور لوگوں پر	اور لیکن

اَكْثَرَ النَّاسِ	لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾	يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ	ءَ	اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ
لوگوں کی اکثریت	شکر نہیں کرتی	اے جیل کے دونوں ساتھیو	کیا	الگ الگ کئی پرورش کرنے والے

خَيْرٌ	اَمِ	اللّٰهُ الْوَاحِدُ	الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾	مَا تَعْبُدُوْنَ	مِنْ دُوْنِهٖٓ
بہتر ہیں	یا	واحد اللہ	جو پوری طرح غالب ہے	تم لوگ بندگی نہیں کرتے	اس کے علاوہ (کسی کی)

اِلَّآ	اَسْمَآءً	سَمَّيْتُمُوْهَآ	اَنْتُمْ	وَاٰبَآؤُكُمْ	مَّآ اَنْزَلَ
مگر	کچھ ایسے ناموں کی	تم لوگوں نے نام رکھے جن کے	تم نے	اور تمہارے آباء واجداد نے	نہیں اتاری

اللّٰهُ	بِهَا	مِنْ سُلْطٰنٍ	اِنِ	الْحُكْمُ	اِلَّا	لِلّٰهِ	اَمَرَ	اَلَّا تَعْبُدُوْٓا
اللہ نے	جس کی	کوئی بھی سند	نہیں ہے	فیصلے کا اختیار	مگر	اللہ کا	اس نے حکم دیا	کہ بندگی مت کرو

اِلَّآ	اِيَّاهُ	ذٰلِكَ	الدِّيْنُ الْقَيِّمُ	وَلٰكِنَّ	اَكْثَرَ النَّاسِ	لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾
مگر	اس کی ہی	یہ	ہی سیدھا دین ہے	اور لیکن	لوگوں کی اکثریت	علم نہیں رکھتی

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ	اَمَّآ	اَحَدُكُمَا	فَيَسْقِيْ	رَبَّهٗ	خَمْرًا	وَاَمَّا
ایک جیل کے دونوں ساتھیو	وہ جو	تم دونوں میں سے ایک	تو وہ پلائے گا	اپنے آقا کو	شراب	اور وہ جو

الْاٰخَرُ	فَيُصْلَبُ	فَتَاْكُلُ	الطَّيْرُ	مِنْ رَّاْسِهٖ	قُضِيَ	الْاَمْرُ
دوسرا ہے	تو وہ پھانسی دیا جائے گا	پھر کھائیں گے	پرندے	اس کے سر میں سے	فیصلہ کیا گیا	کام کا

الَّذِيْ	فِيْهِ	تَسْتَفْتِيٰنِ ﴿۴۱﴾	وَقَالَ	لِلَّذِيْ	ظَنَّ
وہ	جس کے بارے میں	تم دونوں پوچھتے ہو	اور انہوںؑ نے کہا	اس سے جس کے لئے	انہوںؑ نے گمان کیا

اَنَّهٗ	نَاجٍ	مِّنْهُمَا	اذْكُرْنِيْ	عِنْدَ رَبِّكَ	فَاَنْسٰىهُ
کہ وہ	نجات پانے والا ہے	دونوں میں سے	تم ذکر کرنا میرا	اپنے آقا کے پاس	تو بھلا دیا اس کو

الشَّيْطٰنُ	ذِكْرَ رَبِّهٖ	فَلَبِثَ	فِي السِّجْنِ	بِضْعَ	سِنِيْنَ ﴿۴۲﴾
شیطان نے	اپنے آقا سے ذکر کرنے کو	تو وہ رہے	جیل میں	چند	سالوں (تک)

نوٹ۔1

خواب کی تعبیر بتانے سے پہلے آیات ۳۷ تا ۴۰ میں جو حضرت یوسفؑ کی تقریر دی ہے وہ اس پورے قصے کی جان ہے اور خود قرآن میں توحید کی بہترین تقریروں میں سے ہے۔ بائبل اور تلمود میں کہیں اس کا اشارہ تک نہیں ہے۔ وہ حضرت یوسفؑ کو محض ایک دانشمند اور پرہیزگار آدمی کی حیثیت سے پیش کرتی ہیں، مگر قرآن نہ صرف ان کی سیرت کے ان پہلوؤں کو زیادہ روشن کر کے پیش کرتا ہے، بلکہ یہ بھی بتاتا ہے کہ وہ ایک پیغمبرانہ مشن رکھتے تھے۔ اور اس کی دعوت کا کام انہوں نے قید میں ہی شروع کر دیا تھا۔ پھر حضرت یوسفؑ نے جس طرح اپنی تبلیغ کے لئے موقع نکالا اس میں ہم کو حکمت تبلیغ کا ایک سبق ملتا ہے۔ دو آدمی اپنے خواب کی تعبیر پوچھتے ہیں۔ جواب

میں آپؑ فرماتے ہیں کہ تعبیر تو میں تمہیں ضرور بتاؤں گا مگر پہلے یہ سن لو کہ یہ علم مجھے کہاں سے ملا ہے۔ یہ ان علوم میں سے ہے جو میرے رب نے مجھے دیا ہے۔ اس طرح ان کی بات میں سے اپنی بات کہنے کا موقع نکال کر آپؑ ان کے سامنے اپنا دین پیش کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ اگر کسی کے دل میں تبلیغ حق کی دھن سمائی ہو اور وہ حکمت بھی رکھتا ہو تو کیسی خوبصورتی کے ساتھ وہ گفتگو کا رخ اپنی دعوت کی طرف پھیر سکتا ہے۔ البتہ بہت فرق ہے حکیم کی موقع شناسی میں اور ایک ناداں مبلغ کی بھونڈی تبلیغ میں جو موقع محل کا لحاظ کئے بغیر لوگوں کے کانوں میں اپنی دعوت ٹھونسنے کی کوشش کرتا ہے اور پھر لیچڑ پن اور جھگڑالو پن سے انہیں الٹا متنفر کر کے چھوڑ تا ہے۔ (تفہیم القرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر (43 تا 49)

س م ن

(س) سِمَنًا — موٹا ہونا۔ فربہ ہونا۔

سَمِیْنٌ — ج سِمَانٌ۔ فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ موٹا۔ فربہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 43

(افعال) اِسْمَانًا — موٹا کرنا۔ ﴿لَّا یُسْمِنُ وَلَا یُغْنِیْ مِنْ جُوْعٍ﴾ (88/ الغاشیۃ:7) ''وہ نہ موٹا کرے اور نہ ہی بے نیاز کرے بھوک سے۔''

ع ج ف

(س) عَجَفًا — دبلا ہونا۔ پتلا یا باریک ہونا۔

عَجِفٌ — ج عِجَافٌ۔ صفت ہے۔ دبلا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 43۔

غ ی ث

(ض) غَیْثًا — بارش برسانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 39۔

غَیْثٌ — اسم ذات بھی ہے۔ بارش۔ ﴿وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ﴾ (31/ لقمان:34) ''اور وہ اتارتا ہے بارش کو۔''

ض غ ث

(ف) ضَغْثًا — (۱) بات کو خلط ملط کرنا۔ (۲) سوکھی اور ہری گھاس کو ملانا۔

ضِغْثٌ — ج اَضْغَاثٌ (۱) پراگندہ خیالات۔ زیر مطالعہ آیت۔ 44۔ (۲) سوکھی اور ہری گھاس کا مٹھا۔ ﴿وَخُذْ بِیَدِكَ ضِغْثًا﴾ (38/ ص:44) ''اور آپؑ پکڑیں ایک مٹھی گھاس۔''

ترجمہ

وَقَالَ	الْمَلِكُ	اِنِّیْٓ	اَرٰی	سَبْعَ	بَقَرٰتٍ سِمَانٍ	یَّاْكُلُهُنَّ
اور کہا	اُس بادشاہ نے	کہ میں	دیکھتا ہوں (خواب میں)	سات	موٹی گائیں	کھاتی ہیں ان کو

سَبْعٌ	عِجَافٌ	وَّسَبْعَ	سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ	وَّاُخَرَ	یٰبِسٰتٍ	یٰٓاَیُّهَا الْمَلَاُ
سات	دبلی (گائیں)	اور سات	سبز خوشے	اور دوسرے	سوکھے	اے سردارو

اَفْتُوْنِيْ	فِيْ رُءْيَايَ	اِنْ	كُنْتُمْ	لِلرُّءْيَا	تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾	قَالُوْٓا
تم لوگ بتاؤ مجھ کو	میرے خواب (کے بارے) میں	اگر	تم لوگ	خواب کی	تعبیر بتاتے ہو	انہوں نے کہا

اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ	وَمَا نَحْنُ	بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ	بِعٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾	وَقَالَ
یہ خیالی خواب ہیں	اور ہم نہیں ہیں	ایسے خوابوں کی تعبیر کے	جاننے والے	اور کہا

الَّذِيْ	نَجَا	مِنْهُمَا	وَادَّكَرَ	بَعْدَ اُمَّةٍ	اَنَا	اُنَبِّئُكُمْ
اس نے جس نے	نجات پائی	ان دونوں میں سے	اور اس نے یاد کیا	ایک مدت کے بعد	میں	خبر دوں گا تم لوگوں کو

بِتَاْوِيْلِهٖ	فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾	يُوْسُفُ	اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ	اَفْتِنَا	فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ
اس کی تعبیر کی	پس تم لوگ بھیجو مجھ کو	یوسف	اے سچے	آپ بتائیں ہم کو	سات موٹی گائیوں (کے بارے) میں

يَّاْكُلُهُنَّ	سَبْعٌ عِجَافٌ	وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ	وَّاُخَرَ	يٰبِسٰتٍ ۙ
کھاتی ہیں ان کو	سات دبلی (گائیں)	اور سات سبز خوشوں (کے بارے میں)	اور دوسرے	سوکھے

لَّعَلِّيْٓ	اَرْجِعُ	اِلَى النَّاسِ	لَعَلَّهُمْ	يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾	قَالَ	تَزْرَعُوْنَ
شائد میں	لوٹوں	لوگوں کی طرف	شائد وہ لوگ	جان لیں	انہوںؑ نے کہا	تم لوگ کھیتی اگاؤ گے

سَبْعَ سِنِيْنَ	دَاَبًا ۚ	فَمَا	حَصَدْتُّمْ	فَذَرُوْهُ	فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ	اِلَّا	قَلِيْلًا	مِّمَّا
سات سال	لگاتار	پھر جو	تم لوگ کاٹو	تو چھوڑ دو اس کو	اس کے خوشے میں	مگر	تھوڑا سا	جن میں سے

تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾	ثُمَّ	يَاْتِيْ	مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ	سَبْعٌ شِدَادٌ	يَّاْكُلْنَ	مَا
تم لوگ کھاؤ گے	پھر	آئیں گے	اس کے بعد	سات شدید (سال)	وہ کھائیں گے	اس کو جو

قَدَّمْتُمْ	لَهُنَّ	اِلَّا	قَلِيْلًا	مِّمَّا	تُحْصِنُوْنَ ﴿۴۸﴾
تم لوگوں نے آگے بھیجا (یعنی بچا رکھا)	ان (سالوں) کے لیے	مگر	تھوڑا سا	اس میں سے جو	تم لوگ محفوظ رکھو گے (بیج کے لئے)

ثُمَّ	يَاْتِيْ	مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ	عَامٌ	فِيْهِ	يُغَاثُ
پھر	آئے گا	اس کے بعد	ایک ایسا سال	جس میں	بارش برسائی جائے گی

النَّاسُ	وَفِيْهِ	يَعْصِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ ع
لوگوں پر	اور اس میں	وہ لوگ رس نچوڑیں گے

آیت نمبر (50 تا 57)

ب و ل

(ن) بَوْلًا اندر کی چیز کو باہر نکالنا۔ جیسے بلغم تھوکنا، ناک صاف کرنا وغیرہ۔

بَالٌ (۱)دل میں چھپی ہوئی بات۔حقیقت۔زیر مطالعہ آیت۔۵۰۔(۲)ظاہری حالت۔حال۔ ﴿سَیَهۡدِیۡهِمۡ وَیُصۡلِحُ بَالَهُمۡ﴾(47/محمد:5)''وہ ہدایت دے گا ان کو اور اصلاح کرے گا ان کے حال کی۔''

ح ص ح ص

(رباعی) حَصۡحَصَةً پوشیدہ بات کا ظاہر ہونا۔سامنے آنا۔زیر مطالعہ آیت 51۔

ترکیب

(آیت۔51)ما مبتدا خَطۡبُکُنَّ خبر ہے،لیکن اِذۡ کی وجہ سے اس جملہ اسمیہ کا ترجمہ ماضی میں ہوگا۔(آیت۔52)۔لِیَعۡلَمَ کی ضمیر فاعلی عزیز مصر کے لئے ہے۔اور اَنِّیۡ کی ضمیر متکلم حضرت یوسفؑ کے لئے ہے۔(آیت۔53)اِلَّا مَارَحِمَ میں جو مَا ہے،اس کے لئے حافظ احمد یار صاحب مرحوم کی ترجیح یہ ہے کہ اس کو مَا ظرفیہ مانا جائے جیسے مَادَامَ میں ہے۔

ترجمہ

وَقَالَ	الۡمَلِكُ	ائۡتُوۡنِیۡ	بِهٖ	فَلَمَّا	جَآءَهُ	الرَّسُوۡلُ	قَالَ
اور کہا	اس بادشاہ نے	تم لوگ لاؤ میرے پاس	اس کو	پھر جب	آیا ان کے پاس	پیغام لانے والا	تو انہوں نے کہا

ارۡجِعۡ	اِلٰی رَبِّكَ	فَسۡـَٔلۡهُ	مَا بَالُ النِّسۡوَةِ الّٰتِیۡ	قَطَّعۡنَ	اَیۡدِیَهُنَّ
تو واپس جا	اپنے آقا کی طرف	پھر پوچھ اس سے	ان عورتوں کی کیا حقیقت ہے جنہوں نے	کاٹا	اپنے ہاتھوں کو

اِنَّ	رَبِّیۡ	بِكَیۡدِهِنَّ	عَلِیۡمٌ ۵۰	قَالَ	مَا	خَطۡبُكُنَّ
بیشک	میرا رب	ان عورتوں کی چال بازی کو	جاننے والا ہے	(بادشاہ نے) کہا	کیا	تم عورتوں کی حقیقت ہے

اِذۡ	رَاوَدۡتُّنَّ	یُوۡسُفَ	عَنۡ نَّفۡسِهٖ	قُلۡنَ	حَاشَ لِلّٰهِ	مَا عَلِمۡنَا
جب	تم عورتوں نے پھسلایا	یوسف کو	اس کے نفس سے	انہوں نے کہا	پاکیزگی اللہ کی ہے	ہم نے نہیں جانی

عَلَیۡهِ	مِنۡ سُوۡٓءٍ	قَالَتِ	امۡرَاَتُ الۡعَزِیۡزِ	الۡـٰٔنَ	حَصۡحَصَ	الۡحَقُّ	اَنَا
اس کے بارے میں	کوئی بھی برائی	کہا	عزیز کی عورت نے	اب	سامنے آگیا	حق	میں نے

رَاوَدۡتُّهٗ	عَنۡ نَّفۡسِهٖ	وَاِنَّهٗ	لَمِنَ	الصّٰدِقِیۡنَ ۵۱	ذٰلِكَ
پھسلایا اس کو	اس کے نفس سے	اور بیشک وہ	یقیناً	سچ کہنے والوں سے ہے	یہ (اس لئے) ہے

لِیَعۡلَمَ	اَنِّیۡ	لَمۡ اَخُنۡهُ	بِالۡغَیۡبِ	وَاَنَّ	اللّٰهَ
تاکہ وہ (عزیز مصر) جان لے	کہ میں (یوسفؑ) نے	اس کی خیانت نہیں کی	پوشیدگی میں	اور یہ کہ	اللہ

لَا یَهۡدِیۡ	كَیۡدَ الۡخَآئِنِیۡنَ	وَمَآ اُبَرِّئُ	نَفۡسِیۡ	اِنَّ	النَّفۡسَ
منزل تک نہیں پہنچاتا	خیانت کرنے والوں کی چالبازی کو	اور میں بری نہیں کرتا	اپنے نفس کو	بیشک	نفس

لَاَمَّارَةٌۢ	بِالسُّوۡٓءِ	اِلَّا	مَا	رَحِمَ	رَبِّیۡ	اِنَّ	رَبِّیۡ	غَفُوۡرٌ	رَّحِیۡمٌ ۵۳
یقیناً بار بار اکسانے والا ہے	برائی پر	مگر	جب	رحم کرے	میرا رب	بیشک	میرا رب	بخشنے والا ہے	رحم کرنے والا

وَقَالَ	الْمَلِكُ	ائْتُوْنِيْ	بِهٖٓ	اَسْتَخْلِصْهُ	لِنَفْسِيْ	فَلَمَّا
اور کہا	اس بادشاہ نے	لاؤ میرے پاس	اس کو	میں چن لوں گا اس کو	اپنے لئے	پھر جب

كَلَّمَهٗ	قَالَ	اِنَّكَ	الْيَوْمَ	لَدَيْنَا	مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ﴿٥٤﴾	قَالَ
اس نے بات کی ان سے	تو اس نے کہا	بیشک تو	آج سے	ہمارے پاس	ایک امانتدار معزز ہے	انہوں نے کہا

اجْعَلْنِيْ	عَلٰي خَزَاۗىِٕنِ الْاَرْضِ	اِنِّيْ	حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ﴿٥٥﴾	وَكَذٰلِكَ
تو بنادے مجھ کو	زمین کے خزانوں پر (وزیر)	بیشک میں	علم رکھنے والا نگران ہوں	اس طرح

مَكَّنَّا	لِيُوْسُفَ	فِي الْاَرْضِ	يَتَبَوَّاُ	مِنْهَا	حَيْثُ
ہم نے اختیار دیا	یوسفؑ کو	اس سرزمین میں	(کہ) وہ اقامت اختیار کریں	اُس میں سے	جہاں

يَشَاۗءُ	نُصِيْبُ	بِرَحْمَتِنَا	مَنْ	نَّشَاۗءُ	وَلَا نُضِيْعُ	اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٥٦﴾
وہ چاہیں	ہم پہنچاتے ہیں	اپنی رحمت کو	اسے جسے	ہم چاہتے ہیں	اور ہم ضائع نہیں کرتے	خوب کاروں کے اجر کو

وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ	خَيْرٌ	لِّلَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٥٧﴾
اور یقیناً آخرت کا اجر	بہتر ہے	ان کے لئے جو	ایمان لائے	اور تقویٰ کرتے رہے

نوٹ۔1

آیت نمبر ۵۰ تک جو کچھ قرآن نے بیان کیا ہے اس کا کوئی ذکر بائبل اور تلمود میں نہیں ہے، حالانکہ وہ اس قصہ کا ایک بڑا ہی اہم باب ہے۔ بائبل کا بیان ہے کہ بادشاہ کی طلبی پر حضرت یوسفؑ فوراً چلنے کو تیار ہو گئے۔ تلمود اس سے بھی زیادہ گھٹیا صورت میں اس واقعے کو پیش کرتی ہے، اس کا بیان ہے کہ بادشاہ نے اپنے کارندوں کو حکم دیا کہ یوسفؑ کو میرے حضور پیش کرو۔ چنانچہ شاہی کارندوں نے یوسفؑ کو قید سے نکالا حجامت بنوائی، کپڑے بدلوائے اور دربار میں لاکر پیش کر دیا، وہاں زروجواہر کی چمک دمک اور دربار کی شان دیکھ کر یوسفؑ ہکا بکا رہ گیا۔ شاہی تخت کی سات سیڑھیاں تھیں۔ قاعدہ یہ تھا کہ جب کوئی معزز آدمی بادشاہ سے کچھ عرض کرنا چاہتا تھا تو وہ چھ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر جاتا اور بادشاہ سے ہم کلام ہوتا۔ اور ادنیٰ طبقہ کا کوئی آدمی بلایا جاتا تو وہ نیچے کھڑا رہتا اور بادشاہ تیسری سیڑھی تک اتر کر اس سے بات کرتا۔ یوسفؑ اس قاعدے کے مطابق نیچے کھڑا ہوا اور زمین بوس ہو کر اس نے بادشاہ کو سلامی دی اور بادشاہ نے تیسری سیڑھی تک اتر کر اس سے گفتگو کی۔ اس تصویر میں بنی اسرائیل نے اپنے پیغمبر کو جتنا گرا کر پیش کیا ہے اس کو نگاہ میں رکھئے اور پھر دیکھئے کہ قرآن ان کی قید سے نکلنے اور بادشاہ سے ملنے کا واقعہ کس شان کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ اب یہ فیصلہ کرنا ہر صاحب نظر کا اپنا کام ہے کہ ان دونوں تصویروں میں سے کون سی تصویر پیغمبری کے مرتبے سے زیادہ مناسبت رکھتی ہے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (58 تا 64)

ج	ھ	ز

(ف) جَهَزًا کسی ادھورے کام کو پورا کرنا جیسے زخمی کو مار کر اس کا کام تمام کر دینا۔

	جَهَازٌ	کسی کی ضرورت پوری کرنے والا سامان۔ زیر مطالعہ آیت۔59
(تفعیل)	تَجْهِیْزًا	کسی کے لئے ضرورت کا سامان مہیا کرنا۔ تیار کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔59۔

ر ح ل

(ف)	رَحْلًا	(۱) اونٹ یا گھوڑے کی پیٹھ پر کجاوہ باندھنا۔ (۲) سفر کرنا۔
	رَحْلٌ	ج رِحَالٌ۔ سامان رکھنے کا تھیلا یا بوری وغیرہ۔ زیر مطالعہ آیت 62۔
	رِحْلَةٌ	کوچ۔ سفر۔ ﴿رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ﴾ (106 / القریش: 2) ''جاڑے اور گرمی کا سفر۔''

ترکیب

(آیت۔63) نَكْتَلْ۔ باب افتعال کا مضارع مجزوم ہے جو فعل امر اَرْسِلْ کا جواب امر ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا ہے۔

ترجمہ

وَجَآءَ	اِخْوَةُ یُوْسُفَ	فَدَخَلُوْا عَلَیْهِ	فَعَرَفَهُمْ
اور آئے	یوسف کے بھائی	پھر وہ لوگ داخل ہوئے ان پر (یعنی حاضر ہوئے)	تو انہوں نے پہچانا ان لوگوں کو

وَهُمْ	لَهٗ	مُنْكِرُوْنَ ۝۵۸	وَلَمَّا	جَهَّزَهُمْ	بِجَهَازِهِمْ
اور وہ لوگ	ان کو	نہ پہچاننے والے تھے	اور جب	انہوں نے تیار کیا ان کے لئے	ان کی ضرورت کے سامان کو

قَالَ	ائْتُوْنِیْ	بِاَخٍ لَّكُمْ	مِّنْ اَبِیْكُمْ	اَ	لَا تَرَوْنَ	اَنِّیْٓ
تو انہوں نے کہا	تم لوگ آنا میرے پاس	اپنے اس بھائی کے ساتھ جو	تمہارے والد سے ہے	کیا	تم لوگ دیکھتے نہیں	کہ میں

اُوْفِی	الْكَیْلَ	وَاَنَا	خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ۝۵۹	فَاِنْ	لَّمْ تَاْتُوْنِیْ
پورا کرتا ہوں	پیمانہ بھرنے کو	اور میں	مہمان نوازی خوب کرتا ہوں	پھر اگر	تم نہ آئے میرے پاس

بِهٖ	فَلَا كَیْلَ	لَكُمْ	عِنْدِیْ	وَلَا تَقْرَبُوْنِ ۝۶۰	قَالُوْا
اس کے ساتھ	تو کوئی پیمانہ بھرنا نہیں ہے	تمہارے لئے	میرے پاس	اور تم لوگ قریب مت آنا میرے	ان لوگوں نے کہا

سَنُرَاوِدُ	عَنْهُ	اَبَاهُ	وَاِنَّا	لَفٰعِلُوْنَ ۝۶۱	وَقَالَ
ہم پھسلائیں گے	اس کو (روکنے) سے	اس کے والد کو	اور بیشک ہم	(یہ) ضرور کرنے والے ہیں	اور انہوں نے کہا

لِفِتْیٰنِهِ	اجْعَلُوْا	بِضَاعَتَهُمْ	فِیْ رِحَالِهِمْ	لَعَلَّهُمْ
اپنے نوجوان خادموں سے	تم لوگ رکھ دو	ان کی پونجی کو	ان کی بوریوں میں	شائد وہ لوگ

یَعْرِفُوْنَهَآ	اِذَا	انْقَلَبُوْٓا	اِلٰٓی اَهْلِهِمْ	لَعَلَّهُمْ	یَرْجِعُوْنَ ۝۶۲	فَلَمَّا
پہچانیں اس کو	جب	وہ لوگ پلٹیں	اپنے گھر والوں کی طرف	شائد وہ لوگ	واپس آئیں	پھر جب

رَجَعُوْٓا	اِلٰٓی اَبِیْهِمْ	قَالُوْا	یٰٓاَبَانَا	مُنِعَ	مِنَّا	الْكَیْلُ	فَاَرْسِلْ
وہ لوگ واپس پہنچے	اپنے والد کے پاس	تو ان لوگوں نے کہا	اے ہمارے والد	روکا گیا	ہم سے	پیمانہ بھرنے کو	تو آپ بھیجیں

مَعَنَآ	اَخَانَا	نَكْتَلْ	وَاِنَّا	لَهٗ	لَحٰفِظُوْنَ ﴿۶۳﴾
ہمارے ساتھ	ہمارے بھائی کو	تو ہم اپنے لئے پیمانہ بھریں	اور بیشک ہم	اس کی	یقیناً حفاظت کرنے والے ہیں

قَالَ	هَلْ	اٰمَنُكُمْ	عَلَيْهِ	اِلَّا	كَمَآ	اَمِنْتُكُمْ
(یعقوبؑ نے) کہا	کیا	میں اعتبار کروں تم لوگوں کا	اس (بات) پر	سوائے اس کے کہ	جس طرح	میں نے اعتبار کیا تمہارا

عَلٰٓى اَخِيْهِ	مِنْ قَبْلُ	فَاللّٰهُ	خَيْرٌ	حٰفِظًا	وَّهُوَ
اس کے بھائی کے بارے میں	اس سے پہلے	پس اللہ	سب سے بہتر ہے	بطور حفاظت کرنے والے کے	اور وہ

اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۶۴﴾
رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے

نوٹ۔1

آیت ۵۹۔۶۰ کو سمجھنے کے لئے یہ بات ذہن میں رکھیں کہ قحط کے زمانے میں مصر میں غلہ کی ضابطہ بندی تھی اور ہر شخص ایک مقرر مقدار میں غلہ لے سکتا تھا۔ غلہ لینے کے لئے دس بھائی آئے تھے مگر وہ اپنے والد اور اپنے گیارہویں بھائی کا حصہ بھی مانگتے ہوں گے۔ اس پر حضرت یوسفؑ نے کہا ہوگا کہ تمہارے والد کے نہ آنے کا عذر تو معقول ہوسکتا ہے کہ وہ بہت بوڑھے اور نابینا ہیں مگر بھائی کے نہ آنے کا معقول سبب نہیں ہے۔ اس وقت تو ہم تمہاری زبان کا اعتبار کر کے پورا غلہ دے دیتے ہیں مگر آئندہ اگر تم اس کو ساتھ نہ لائے تو تمہارا اعتبار جاتا رہے گا اور تمہیں یہاں سے کوئی غلہ نہیں مل سکے گا۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔2

حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کی پونجی ان کے سامان میں رکھوا دی تھی۔ اس کی کیا وجہ تھی۔ ابن کثیر نے اس کے کئی احتمال بیان کئے ہیں۔ ایک یہ کہ ان کو خیال آیا کہ شاید ان کے بھائیوں کے پاس اس نقد اور زیور کے سوا اور کچھ نہ ہو تو پھر دوبارہ غلہ لینے کے لئے نہیں آسکیں گے۔ دوسرے یہ کہ اپنے والد اور بھائیوں سے کھانے کی قیمت لینا گوارہ نہ ہو۔ اس لئے شاہی خزانہ میں اپنے پاس سے رقم جمع کر کے ان کی رقم واپس کر دی۔ تیسرے یہ کہ وہ جانتے تھے کہ جب ان کی پونجی ان کو واپس ملے گی اور والد کو علم ہوگا تو وہ اللہ کے رسول ہیں۔ اُس پونجی کو مصری خزانے کی امانت سمجھ کر ضرور واپس بھیجیں گے۔ اس طرح بھائیوں کا واپس آنا یقینی ہو جائے گا۔ بہر حال حضرت یوسفؑ نے یہ انتظام اس لئے کیا کہ آئندہ بھی بھائیوں کے آنے کا سلسلہ جاری رہے اور اپنے سگے چھوٹے بھائی سے ملاقات بھی ہو جائے۔ (منقول از معارف القرآن)

آیت نمبر (65 تا 68)

م	ی	ر

(ض) مَيْرًا — کسی کے لئے خوراک لانا۔ زیر مطالعہ آیت۔65

ب	ع	ر

(س) بَعَرًا — اونٹ کا چار سال یا نو سال کا ہونا۔

بَعِيْرٌ اونٹ (مذکر و مونث دونوں کے لئے آتا ہے)۔ زیر مطالعہ آیت۔65

ح و ج

(ن)

حَوِجَا ضرورت مند ہونا۔ کسی چیز کی خواہش کرنا۔

حَاجَةٌ ایسی ضرورت جس کی دل میں خواہش ہو۔ (۱) ضرورت (۲) دلی خواہش۔ زیر مطالعہ آیت۔68

ترکیب

(آیت 65) نَزْدَادُ دراصل مادہ ''ز ی د'' سے باب افتعال کے مضارع کا جمع متکلم کا صیغہ ہے۔ جو اصل میں نَزْتَادُ تھا تاءِ افتعال کی ''ت'' کو دال سے بدل دیا گیا ہے۔ (آیت۔67) بَنِيَّ دراصل بَنِيْنَ تھا۔ مضاف ہونے کی وجہ سے نون گرا تو بَنِيْ باقی بچی۔ اس پر مضاف الیہ یائے متکلم داخل ہوئی تو بَنِيَّ ہو گیا۔ (آیت۔68) قَضٰهَا کی ضمیر فاعلی هُوَ کی ضمیر ہے جو یعقوبؑ کے لئے ہے اور هَا کی ضمیر مفعولی حَاجَةً کے لئے ہے۔

ترجمہ

وَلَمَّا	فَتَحُوْا	مَتَاعَهُمْ	وَجَدُوْا	بِضَاعَتَهُمْ	رُدَّتْ	اِلَيْهِمْ
اور جب	انہوں نے کھولا	اپنے سامان کو	تو انہوں نے پایا	اپنی پونجی کو	جو لوٹائی گئی	ان کی طرف

قَالُوْا	يٰۤاَبَانَا	مَا نَبْغِيْ	هٰذِهٖ	بِضَاعَتُنَا	رُدَّتْ	اِلَيْنَا
انہوں نے کہا	اے ہمارے باپ	ہم (اور) کیا چاہیں	یہ	ہماری پونجی ہے	جو لوٹائی گئی	ہماری طرف

وَنَمِيْرُ	اَهْلَنَا	وَنَحْفَظُ	اَخَانَا	وَنَزْدَادُ
اور ہم خوراک لائیں گے	اپنے گھر والوں کے لئے	اور ہم حفاظت کریں گے	اپنے بھائی کی	اور ہم زیادہ ہوں گے

كَيْلَ بَعِيْرٍ ؕ	ذٰلِكَ	كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ﴿۶۵﴾	قَالَ	لَنْ اُرْسِلَهٗ
ایک اونٹ کے پیمانے (بوجھ) کے لحاظ سے	یہ	آسان پیمانہ بھرنا ہے	انہوں نے کہا	میں ہرگز نہیں بھیجوں گا اس کو

مَعَكُمْ	حَتّٰى	تُؤْتُوْنِ	مَوْثِقًا	مِّنَ اللّٰهِ	لَتَاْتُنَّنِيْ
تم لوگوں کے ساتھ	یہاں تک کہ	تم لوگ دو مجھ کو	ایک پختہ وعدہ	اللہ سے	(کہ) تم لوگ لازماً آؤ گے میرے پاس

بِهٖۤ	اِلَّاۤ اَنْ	يُّحَاطَ	بِكُمْ ۚ	فَلَمَّاۤ	اٰتَوْهُ	مَوْثِقَهُمْ
اس کے ساتھ	سوائے اس کے کہ	گھیر لیا جائے	تم لوگوں کو	پھر جب	ان لوگوں نے دیا انؑ کو	اپنا پختہ وعدہ

قَالَ	اللّٰهُ	عَلٰى مَا	نَقُوْلُ	وَكِيْلٌ ﴿۶۶﴾	وَقَالَ	يٰبَنِيَّ
تو انہوں نے کہا	اللہ	اس پر جو	ہم کہتے ہیں	نگہبان ہے	اور انہوں نے کہا	اے میرے بیٹو

لَا تَدْخُلُوْا	مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ	وَّادْخُلُوْا	مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ
تم لوگ داخل مت ہونا	ایک دروازے سے	اور تم لوگ داخل ہونا	الگ الگ دروازوں سے

وَمَاۤ اُغْنِيْ	عَنْكُمْ	مِّنَ اللّٰهِ	مِنْ شَيْءٍ ؕ	اِنِ	الْحُكْمُ	اِلَّا	لِلّٰهِ ؕ
اور میں کام نہیں آؤں گا	تمہارے	اللہ سے	کسی بھی چیز سے	نہیں ہے	حکم دینا	مگر	اللہ کے لئے

عَلَيْهِ	تَوَكَّلْتُ	وَعَلَيْهِ	فَلْيَتَوَكَّلِ	الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿٦٧﴾	وَلَمَّا
اس پر ہی	میں نے بھروسہ کیا	اور اس پر ہی	پس چاہیے کہ بھروسہ کریں	بھروسہ کرنے والے	اور جب

دَخَلُوْا	مِنْ حَيْثُ	اَمَرَهُمْ	اَبُوْهُمْ ط	مَا كَانَ	يُغْنِيْ	عَنْهُمْ	مِّنَ اللّٰهِ
وہ داخل ہوئے	جہاں سے	حکم دیا ان کو	ان کے والد نے	تو وہ نہیں تھا (کہ)	کام آتا	ان کے	اللہ سے

مِنْ شَيْءٍ	اِلَّا	حَاجَةً	فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ	قَضٰىهَا ط	وَاِنَّهٗ
کسی بھی چیز سے	مگر	ایک خواہش	یعقوبؑ کے جی میں	انہوں نے پورا کیا اس کو	اور بیشک وہ
لَذُوْ عِلْمٍ	لِّمَا	عَلَّمْنٰهُ	وَلٰكِنَّ	اَكْثَرَ النَّاسِ	لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٨﴾ ع
یقیناً صاحب علم تھے	اس کے جو	ہم نے علم دیا ان کو	اور لیکن	لوگوں کے اکثر	جانتے نہیں ہیں۔

نوٹ۔1

آیت۔ ۶۸ میں ہے کہ حضرت یعقوبؑ صاحب علم تھے اور یہ علم اللہ نے ان کو دیا تھا، لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تدبیر اور توکل کے درمیان اتنا ٹھیک اور صحیح توازن جو حضرت یعقوبؑ کے مذکورہ بالا اقوال میں پایا جاتا ہے۔ وہ در اصل اس علم حقیقت کا فیض ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کیا تھا۔ ایک طرف وہ عالم اسباب کے قوانین کے مطابق تمام ایسی تدبیریں کرتے ہیں جو عقل وفکر اور تجربہ کی بنیاد پر اختیار کرنی ممکن تھیں۔ بیٹوں کا ان کا پہلا جرم یاد دلا کر تنبیہ کرتے ہیں، خدا کے نام پر عہد و پیمان لیتے ہیں اور وقت کے سیاسی حالات کے تحت تاکید کرتے ہیں کہ تم سب ایک دروازے سے داخل مت ہونا۔ مگر دوسری طرف بار بار اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں کہ کوئی انسانی تدبیر اللہ کی مشیت کو نافذ ہونے سے نہیں روک سکتی۔ اور اصل حفاظت اللہ کی حفاظت ہے اور بھروسہ اپنی تدبیروں پر نہیں بلکہ اللہ ہی کے فضل پر ہونا چاہیے۔

اپنی باتوں اور اپنے کاموں میں یہ صحیح توازن صرف وہی شخص قائم کرسکتا ہے جو حقیقت کا علم رکھتا ہو۔ جو یہ بھی جانتا ہو کہ دنیا کے ظاہری اسباب وعدل کے نظام کے پیچھے اصل کارفرما طاقت کون سی ہے اور اس کے ہوتے ہوئے اپنی سعی وعمل پر انسان کا بھروسہ کس قدر بے بنیاد ہے۔ یہی وہ بات ہے جس کو اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (69 تا 76)

ع ی ر

(ض)

عَيْرًا — ادھر ادھر آنا جانا۔

عِيْرٌ — قافلہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 70

ف ق د

(ض) فُقْدَانًا — (۱) کسی چیز کا گم ہوجانا۔ (۲) کسی چیز کو نہ پانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 71۔

(تفعّل)	تَفَقُّدًا	(۱) تلاش کرنا۔ (۲) کسی چیز کا جائزہ لینا کہ کچھ کم یا گم تو نہیں ہوا۔ ﴿وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ﴾ (27/النمل: 20) ''اور اس نے جائزہ لیا پرندوں کا۔''

ص و ع

(ن)	صَوْعًا	کسی پیمانے سے ناپنا۔
	صُوَاعٌ	پینے کا پیالہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 72۔

و ع ی

(ض)	وَعْيًا	جمع کرنا۔ یاد رکھنا۔ ﴿لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّ تَعِيَهَا اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ﴾ (69/الحاقۃ: 12) ''تاکہ ہم بنائیں اس کو تمہارے لئے ایک یاددہانی اور تاکہ یاد رکھیں اس کو یاد رکھنے والے کان۔''
	وَاعِيَةٌ	اسم الفاعل وَاعٍ کا مونث ہے۔ یاد رکھنے والا۔ اور آیت۔ 69/12 دیکھیں۔
	وِعَاءٌ	ج اَوْعِيَةٌ۔ وہ چیز جس میں کوئی چیز جمع کی جائے۔ تھیلا۔ بوری وغیرہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 76۔
(افعال)	اِيْعَاءً	جمع کی ہوئی چیز کو محفوظ رکھنا۔ ﴿وَجَمَعَ فَاَوْعٰى﴾ (70/المعارج: 18) ''اور اس نے جمع کیا پھر محفوظ رکھا۔''

ترجمہ

وَلَمَّا	دَخَلُوْا	عَلٰى يُوْسُفَ	اٰوٰٓى	اِلَيْهِ	اَخَاهُ
اور جب	وہ لوگ داخل (حاضر) ہوئے	یوسفؑ پر	تو انہوں نے جگہ دی	اپنے پاس	اپنے بھائی کو

قَالَ	اِنِّىْٓ اَنَا	اَخُوْكَ	فَلَا تَبْتَئِسْ	بِمَا
(پھر) انہوں نے کہا	کہ میں ہی	تمہارا بھائی ہوں	پس تم دل برداشتہ مت ہو	اس سے جو
كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۹﴾	فَلَمَّا	جَهَّزَهُمْ	بِجَهَازِهِمْ	جَعَلَ
یہ لوگ کرتے تھے	پھر جب	انہوں نے تیار کیا ان کے لئے	ان ضرورت کے سامان کو	تو انہوںؑ نے رکھا

السِّقَايَةَ	فِىْ رَحْلِ اَخِيْهِ	ثُمَّ	اَذَّنَ	مُؤَذِّنٌ	اَيَّتُهَا الْعِيْرُ
پینے کے پیالے کو	اپنے بھائی کے تھیلے میں	پھر	پکارا	ایک پکارنے والے نے	اے قافلے والو
اِنَّكُمْ	لَسٰرِقُوْنَ ﴿۷۰﴾	قَالُوْا	وَاَقْبَلُوْا	عَلَيْهِمْ	مَّاذَا
بیشک تم لوگ	یقیناً چوری کرنے والے ہو	ان لوگوں نے کہا	اور وہ لوگ سامنے ہوئے	ان کے	وہ کیا ہے جو
تَفْقِدُوْنَ ﴿۷۱﴾	قَالُوْا	نَفْقِدُ	صُوَاعَ الْمَلِكِ	وَلِمَنْ	جَآءَ بِهٖ
تم لوگ نہیں پاتے	ان لوگوں نے کہا	ہم نہیں پاتے	بادشاہ کا پینے کا پیالہ	اور اس کے لئے جو	لائے گا اس کو

حِمْلُ بَعِيْرٍ	وَّاَنَا	بِهٖ	زَعِيْمٌ ﴿۷۲﴾	قَالُوْا	تَاللّٰهِ	لَقَدْ عَلِمْتُمْ
ایک اونٹ کا بوجھ (انعام) ہے	اور میں	اس کا	ضامن ہوں	ان لوگوں نے کہا	اللہ کی قسم	بیشک تم لوگ جان چکے ہو

مَّا جِئْنَا	لِنُفْسِدَ	فِي الْاَرْضِ	وَمَا كُنَّا	سٰرِقِيْنَ ﴿٧٣﴾	قَالُوْا	فَمَا
ہم نہیں آئے	فساد مچانے	زمین میں	اور ہم نہیں ہیں	چوری کرنے والے	ان لوگوں نے کہا	تو کیا

جَزَآؤُهٗٓ	اِنْ	كُنْتُمْ	كٰذِبِيْنَ ﴿٧٤﴾	قَالُوْا	جَزَآؤُهٗ	مَنْ	وُّجِدَ
اس کا بدلہ ہے	اگر	تم لوگ	جھوٹ کہنے والے ہو	ان لوگوں نے کہا	اس کا بدلہ	وہ ہے	وہ (پیالہ) پایا گیا

فِيْ رَحْلِهٖ	فَهُوَ	جَزَآؤُهٗ ۭ	كَذٰلِكَ	نَجْزِي	الظّٰلِمِيْنَ ﴿٧٥﴾
جس کے تھیلے میں	تو وہ ہی	اس کا بدلہ ہے	اس طرح	ہم بدلہ دیتے ہیں	ظلم کرنے والوں کو

فَبَدَاَ	بِاَوْعِيَتِهِمْ	قَبْلَ وِعَاۗءِ اَخِيْهِ	ثُمَّ	اسْتَخْرَجَهَا
تو انہوںؑ نے ابتدا کی	ان لوگوں کے تھیلوں (کی تلاشی) سے	اپنے بھائی کے تھیلے سے پہلے	پھر	انہوںؑ نے نکالا اس (پیالے) کو

مِنْ وِّعَاۗءِ اَخِيْهِ ۭ	كَذٰلِكَ	كِدْنَا	لِيُوْسُفَ ۭ	مَا كَانَ
اپنے بھائی کے تھیلے سے	اس طرح	ہم نے (یعنی اللہ نے) خفیہ تدبیر کی	یوسفؑ کے لئے	(ممکن) نہیں تھا

لِيَاْخُذَ	اَخَاهُ	فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ	اِلَّآ اَنْ	يَّشَاۗءَ	اللّٰهُ ۭ	نَرْفَعُ
کہ وہؑ پکڑیں	اپنے بھائی کو	بادشاہ کے دستور میں	سوائے اس کے کہ (جو)	چاہے	اللہ	ہم بلند کرتے ہیں

دَرَجٰتٍ	مَّنْ	نَّشَاۗءُ ۭ	وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ	عَلِيْمٌ ﴿٧٦﴾
درجوں کے لحاظ سے	اس کو جسے	ہم چاہتے ہیں	اور ہر علم والے کے اوپر	ایک علیم (ذات) ہے

نوٹ: 1

اپنے بھائی کو روکنے کے لئے یوسفؑ نے جو تدبیر کی اس سے ذہن میں کچھ الجھنیں پیدا ہوتی ہیں اور اس کے مختلف جوابات دیئے گئے ہیں لیکن صحیح جواب وہی ہے جو قرطبی اور مظہری وغیرہ نے دیا ہے کہ اس واقعہ میں جو کچھ کیا گیا اور کہا گیا وہ سب بامر الٰہی تھے اور اس ہی کی حکمت بالغہ کے مظاہر تھے۔ اس جواب کی طرف خود قرآن کی اس آیت میں اشارہ موجود ہے کہ ''اس طرح ہم نے خفیہ تدبیر کی یوسفؑ کے لئے۔'' اس آیت میں واضح طور پر اللہ تعالیٰ نے اس تدبیر کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ جب یہ سب کچھ بامر خداوندی ہوا تو اس کو ناجائز کہنے کے کوئی معنی نہیں رہتے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے حضرت خضرؑ کا کشتی توڑنا، لڑکے کا قتل کرنا وغیرہ جو بظاہر گناہ تھے۔ اسی لئے حضرت موسیٰؑ نے ان پر اعتراض کیا تھا۔ مگر حضرت خضرؑ یہ سب کام باذنِ خداوندی خاص مصلحتوں کے تحت کر رہے تھے اس لئے ان کا کوئی گناہ نہ تھا۔ (معارف القرآن)

[illegible]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

1085

آیت نمبر (77 تا 82)

ب ر ح

(س) بَرِحَا کسی چیز کو چھوڑ دینا۔ کسی جگہ سے ہٹ جانا۔ زیر مطالعہ آیت۔80۔

ترجمہ

قَالُوْٓا	اِنْ	يَّسْرِقْ	فَقَدْ سَرَقَ	اَخٌ	لَّهٗ	مِنْ قَبْلُ ۚ
ان لوگوں نے کہا	اگر	اس نے چوری کی ہے	تو چوری کر چکا ہے	ایک بھائی	اس کا	اس سے پہلے

فَاَسَرَّهَا	يُوْسُفُ	فِيْ نَفْسِهٖ	وَلَمْ يُبْدِهَا	لَهُمْ ۚ
تو چھپایا اس (بات) کو	یوسفؑ نے	اپنے جی میں	اور ظاہر نہیں کیا اس (بات) کو	ان کے لئے

قَالَ	اَنْتُمْ	شَرٌّ	مَّكَانًا ۚ	وَاللّٰهُ	اَعْلَمُ	بِمَا
انہوں نے (اپنے جی میں) کہا	تم لوگ	سب سے گھٹیا ہو	بلحاظ درجہ کے	اور اللہ	خوب جاننے والا ہے	اس کو جو

تَصِفُوْنَ ۝٧٧	قَالُوْا	يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ	اِنَّ لَهٗٓ	اَبًا	شَيْخًا كَبِيْرًا
تم لوگ بتاتے ہو	ان لوگوں نے کہا	اے عزیز	اس کے	والد	بہت بوڑھے ہیں

فَخُذْ	اَحَدَنَا	مَكَانَهٗ ۚ	اِنَّا	نَرٰىكَ	مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝٧٨
پس آپؐ پکڑیں	ہمارے ایک کو	اس کی جگہ	بیشک	ہم دیکھتے ہیں آپؐ کو	احسان کرنے والوں میں سے

قَالَ	مَعَاذَ اللّٰهِ	اَنْ	نَّاْخُذَ	اِلَّا	مَنْ	وَّجَدْنَا	مَتَاعَنَا	عِنْدَهٗٓ ۙ
انہوں نے کہا	اللہ کی پناہ	کہ	ہم پکڑیں	مگر	اس کو	ہم نے پایا	اپنا سامان	جس کے پاس

اِنَّآ	اِذًا	لَّظٰلِمُوْنَ ۝٧٩ ع	فَلَمَّا	اسْتَيْـَٔسُوْا	مِنْهُ	خَلَصُوْا
بیشک ہم	پھر تو	ضرور ظلم کرنے والے ہیں	پھر جب	وہ مایوس ہوئے	ان سے	تو وہ لوگ الگ ہوئے

نَجِيًّا ۭ	قَالَ	كَبِيْرُهُمْ	اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا	اَنَّ	اَبَاكُمْ	قَدْ اَخَذَ
سرگوشی کرتے ہوئے	کہا	ان کے بڑے نے	کیا تم لوگوں نے نہیں جانا	کہ	تمہارے والد نے	لیا ہے

عَلَيْكُمْ	مَّوْثِقًا	مِّنَ اللّٰهِ	وَمِنْ قَبْلُ	مَا	فَرَّطْتُّمْ	فِيْ يُوْسُفَ ۚ
تم لوگوں سے	ایک پختہ وعدہ	اللہ سے (یعنی اللہ کی قسم کھلا کر)	اور اس سے پہلے	جو	تم نے کوتاہی کی	یوسفؑ (کے معاملہ) میں

فَلَنْ اَبْرَحَ	الْاَرْضَ	حَتّٰى	يَاْذَنَ	لِيْٓ	اَبِيْٓ	اَوْ	1085 يَحْكُمَ
پس میں ہرگز نہیں ہٹوں گا	اس سرزمین سے	یہاں تک کہ	اجازت دیں	مجھ کو	میرے والد	یا	حکم دے

اللّٰهُ	لِيْ ج	وَهُوَ	خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝۸۰	اِرْجِعُوْٓا	اِلٰٓى اَبِيْكُمْ
اللہ	مجھ کو	اور وہ	حکم دینے والوں کا بہترین ہے	تم لوگ لوٹو	اپنے والد کی طرف

فَقُوْلُوْا	يٰٓاَبَانَآ	اِنَّ	ابْنَكَ	سَرَقَ ج	وَمَا شَهِدْنَآ	اِلَّا	بِمَا
پھر کہو	اے ہمارے والد	بیشک	آپ کے بیٹے نے	چوری کی	اور ہم نے گواہی نہیں دی	مگر	اس کی جو

عَلِمْنَا	وَمَا كُنَّا	لِلْغَيْبِ	حٰفِظِيْنَ ۝۸۱	وَسْــَٔلِ	الْقَرْيَةَ الَّتِيْ	كُنَّا
ہم نے جانا	اور ہم نہیں تھے	غیب کی	حفاظت کرنے والے	اور آپ پوچھ لیں	اس بستی والوں سے	ہم تھے

فِيْهَا	وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ	اَقْبَلْنَا	فِيْهَا ط	وَاِنَّا	لَصٰدِقُوْنَ ۝۸۲
جس میں	اور اس قافلہ سے	ہم آگے بڑھے (یعنی آئے)	جس میں	اور بیشک ہم	یقیناً سچ کہنے والے ہیں۔

آیت نمبر (83 تا 87)

ف ت ء

(ف۔س) فَتْئًا کسی کام کو کرتے رہنا۔ زیر مطالعہ آیت۔85

ش ک و

(ن) شَكْوًا کسی چیز کو ظاہر کرنا۔ بیان کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔86

مِشْكٰوةٌ ظاہر کرنے کا آلہ۔ چراغ رکھنے کا طاق۔ ﴿مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ﴾ (24/النور:35) ''اس کے نور کی مثال ایک طاق جیسی ہے جس میں ایک چراغ ہے۔''

(افتعال) اِشْتِكَاءً اہتمام سے بیان کرنا۔ فریاد کرنا۔ ﴿وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ﴾ (58/المجادلہ:1) ''اور وہ فریاد کرتی ہے اللہ سے۔''

ترکیب

(آیت۔84) يٰٓاَسَفٰى میں اَسَفٌ پر یائے متکلم لگی ہوئی ہے۔ منادیٰ پر جب یائے متکلم لگاتے ہیں تو عموماً اسے الف مقصوریٰ کی طرح لکھتے ہیں جیسے يٰوَيْلَتٰى۔ يٰحَسْرَتٰى وغیرہ۔

ترجمہ:

قَالَ	بَلْ	سَوَّلَتْ	لَكُمْ	اَنْفُسُكُمْ	اَمْرًا ط
(یعقوبؑ نے) کہا	بلکہ	خوشنما بنا کر پیش کیا	تمہارے لئے	تمہاری نفسوں نے	ایک کام کو

فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ط	عَسَى اللّٰهُ اَنْ	يَّاْتِيَنِيْ	بِهِمْ	جَمِيْعًا ط	اِنَّهٗ
تو (اب) خوبصورت صبر کرنا ہے	امید ہے کہ اللہ	لے آئے گا میرے پاس	ان کو	سب کو	بیشک وہ

هُوَ الْعَلِيْمُ	الْحَكِيْمُ ۝	وَتَوَلّٰى	عَنْهُمْ	وَقَالَ	يٰاَسَفٰى 1085
ہی جاننے والا ہے	حکمت والا ہے	اور انہوں نے منہ پھیرا	ان سے	اور کہا	ہائے افسوس

عَلٰى يُوْسُفَ	وَابْيَضَّتْ	عَيْنٰهُ	مِنَ الْحُزْنِ	فَهُوَ كَظِيْمٌ ۝
یوسفؑ (کی جدائی) پر	اور سفید ہوگئیں	ان کی دونوں آنکھیں	غم سے	اور وہ گھٹ گھٹ کر رہتے تھے

قَالُوْا	تَاللّٰهِ	تَفْتَؤُا	تَذْكُرُ يُوْسُفَ	حَتّٰى	تَكُوْنَ
ان لوگوں نے کہا	اللہ کی قسم	آپ کرتے رہیں گے	یوسفؑ کا تذکرہ	یہاں تک کہ	آپ ہوجائیں

حَرَضًا	اَوْ	تَكُوْنَ	مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ۝	قَالَ	اِنَّمَا
لاغر	یا	آپ ہوجائیں	ہلاک ہونے والوں میں سے	(یعقوبؑ نے) کہا	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ

اَشْكُوْا	بَثِّىْ	وَحُزْنِىْٓ	اِلَى اللّٰهِ	وَاَعْلَمُ	مِنَ اللّٰهِ	مَا	لَا تَعْلَمُوْنَ ۝
میں کھولتا ہوں	اپنا رنج	اور اپنا غم	اللہ کے سامنے	اور میں جانتا ہوں	اللہ (کی طرف) سے	اس کو جو	تم لوگ نہیں جانتے

يٰبَنِىَّ	اذْهَبُوْا	فَتَحَسَّسُوْا	مِنْ يُّوْسُفَ	وَاَخِيْهِ	وَلَا تَايْـَٔسُوْا
اے میرے بیٹو	تم لوگ جاؤ	پھر سراغ لگاؤ	یوسفؑ کا	اور ان کے بھائی کا	اور مایوس مت ہو

مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ	اِنَّهٗ	لَا يَايْـَٔسُ	مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ
اللہ کی رحمت سے	حقیقت یہ ہے کہ	مایوس نہیں ہوتے	اللہ کی رحمت سے

اِلَّا	الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝
مگر	کفر کرنے والے لوگ

نوٹ۔1

آیت۔۸۶ میں یعقوبؑ نے کہا کہ اللہ کی طرف سے جو میں جانتا ہوں وہ تم لوگ نہیں جانتے۔ یہ دراصل اشارہ ہے کہ اللہ نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ وہ یوسفؑ کو ان سے ملا دے گا۔ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ اللہ کے وعدہ کے ظہور کے لئے کوشش ضروری ہے۔ اس لئے اپنے بیٹوں کو ہدایت کی کہ تم لوگ جاؤ اور یوسفؑ کو تلاش کرو۔

آیت نمبر (88 تا 93)

ز ج و

(ن) زَجْوًا: کسی کو ہانکنا۔ چلانا۔

(افعال) اِزْجَاءً: یہ ثلاثی مجرد کا ہم معنی ہے۔ ہانکنا۔ چلانا۔ ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِىْ سَحَابًا﴾ (24/النور:23) ”کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ ہانکتا ہے بادل کو۔“

مُزْجٰىةٌ: اسم المفعول ہے۔ ہانکی ہوئی چیز۔ حقیر و ذلیل چیز۔ زیر مطالعہ آیت۔88۔

1085

ث ر ب

(ض) ثَرَبًا کسی کے کام کو برا سمجھنا۔

(تفعیل) تَثْرِیبًا کسی کو اس کے کام پر سرزنش کرنا۔عتاب کرنا۔زیر مطالعہ آیت ۔۹۲۔

ترجمہ

فَلَمَّا	دَخَلُوْا	عَلَيْهِ	قَالُوْا	يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ	مَسَّنَا
پھر جب	وہ لوگ داخل (حاضر) ہوئے	ان پر	تو انہوں نے کہا	اے عزیز	چھوا ہم کو

وَاَهْلَنَا	الضُّرُّ	وَجِئْنَا	بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ	فَاَوْفِ	لَنَا
اور ہمارے گھر والوں کو	سختی نے	اور آئے ہم	ایک حقیر سی پونجی کے ساتھ	پس آپؑ پورا کریں	ہمارے لئے

الْكَيْلَ	وَتَصَدَّقْ	عَلَيْنَا ؕ	اِنَّ	اللّٰهَ	يَجْزِي
پیمانہ بھرنے کو	اور آپؑ حق سے زیادہ نچھاور کریں	ہم پر	بیشک	اللہ	جزا دیتا ہے

الْمُتَصَدِّقِيْنَ	قَالَ	هَلْ	عَلِمْتُمْ	مَّا	فَعَلْتُمْ	بِيُوْسُفَ
حق سے زیادہ دینے والوں کو	(یوسفؑ نے) کہا	کیا	تم لوگوں نے جانا	اس کو جو	تم لوگوں نے کیا	یوسف کے ساتھ

وَاَخِيْهِ	اِذْ	اَنْتُمْ	جٰهِلُوْنَ ﴿۸۹﴾	قَالُوْٓا	ءَ	اِنَّكَ
اور اس کے بھائی کے ساتھ	جب	تم لوگ	نادان تھے	ان لوگوں نے کہا	کیا	بیشک

لَاَنْتَ يُوْسُفُ ؕ	قَالَ	اَنَا	يُوْسُفُ	وَهٰذَآ	اَخِيْ	قَدْ مَنَّ	اللّٰهُ
تو ہی یوسف ہے	انہوں نے کہا	میں	یوسف ہوں	اور یہ	میرا بھائی ہے	احسان کیا ہے	اللہ نے

عَلَيْنَا ؕ	اِنَّهٗ	مَنْ	يَّتَّقِ	وَيَصْبِرْ	فَاِنَّ	اللّٰهَ	لَا يُضِيْعُ
ہم پر	حقیقت یہ ہے کہ	جو	تقویٰ کرتا ہے	اور صبر کرتا ہے	تو بیشک	اللہ	ضائع نہیں کرتا

اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۰﴾	قَالُوْا	تَاللّٰهِ	لَقَدْ اٰثَرَكَ	اللّٰهُ	عَلَيْنَا
خوب کاروں کے اجر کو	ان لوگوں نے کہا	اللہ کی قسم	یقیناً ترجیح دی ہے آپ کو	اللہ نے	ہم پر

وَاِنْ	كُنَّا	لَخٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۱﴾	قَالَ	لَا تَثْرِيْبَ	عَلَيْكُمُ
اور بیشک	ہم تھے	یقیناً غلطی کرنے والے	انہوں نے کہا	کوئی بھی الزام نہیں ہے	تم لوگوں پر

اَلْيَوْمَ ؕ	يَغْفِرُ	اللّٰهُ	لَكُمْ	وَهُوَ	اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾
آج	مغفرت کرے گا	اللہ	تم لوگوں کی	اور وہ	رحم کرنے والوں کا سب سے زیادہ رحم کرنے والا

اِذْهَبُوْا	بِقَمِيْصِيْ هٰذَا	فَاَلْقُوْهُ	عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ	يَاْتِ
تم لوگ جاؤ	میرے اس کرتہ کے ساتھ	پھر ڈالو اس کو	میرے والد کے چہرے پر	تو وہ آئیں گے

بَصِيْرًا ۚ	وَاْتُوْنِيْ	1085 بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝٩٣
دیکھنے والا ہوتے ہوئے	اور تم لوگ آؤ میرے پاس	اپنے تمام گھر والوں کے ساتھ

نوٹ۔1

قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا سے معلوم ہوا کہ جب انسان کسی تکلیف ومصیبت میں گرفتار ہو اور پھر اللہ تعالیٰ اسے نجات عطا فرما کر اپنی نعمت سے نوازیں تو اب اس کو گذشتہ مصائب کا ذکر کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کے اس انعام واحسان کا ذکر کرنا چاہئے جو اب حاصل ہوا ہے۔ مصیبت سے نجات اور انعام الٰہی کے حصول کے بعد بھی پچھلی تکلیف ومصیبت کو روتے رہنا ناشکری ہے اور ایسے ناشکرے کو قرآن مجید میں کَنُوْدٌ کہا گیا ہے۔ (۱۱۰/۶) یعنی ایسا شخص جو احسانات کو یاد نہ رکھے، صرف تکلیفوں اور مصیبتوں کو ہی یاد رکھے۔ (معاف القرآن)

آیت نمبر (94 تا 98)

ف ن د

(س) فَنَدًا ضعیف العقل ہونا۔ بہکی بہکی باتیں کرنا۔

(تفعیل) تَفْنِيْدًا کسی کو بہکا ہوا قرار دینا یا سمجھنا۔ زیر مطالعہ آیت۔94۔

ترجمہ:

وَلَمَّا	فَصَلَتِ	الْعِيْرُ	قَالَ	اَبُوْهُمْ	اِنِّيْ	لَاَجِدُ	رِيْحَ يُوْسُفَ
اور جب	روانہ ہوا،	قافلہ	کہا	ان لوگوں کے والد نے	کہ میں	پاتا ہوں	یوسفؑ کی مہک کو

لَوْلَآ	اَنْ	تُفَنِّدُوْنِ ۝٩٤	قَالُوْا	تَاللّٰهِ	اِنَّكَ	لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ۝٩٥
اگر نہ ہو	کہ	تم لوگ بہکا ہوا سمجھو مجھ کو	ان لوگوں نے کہا	اللہ کی قسم	بیشک آپ	اپنی پرانی گمراہی میں ہی ہیں

فَلَمَّآ اَنْ	جَآءَ	الْبَشِيْرُ	اَلْقٰىهُ	عَلٰى وَجْهِهٖ	فَارْتَدَّ
پھر جیسے ہی	آیا	بشارت دینے والا	تو اس نے ڈالا اس کو	ان کے چہرے پر	تو وہ لوٹے

بَصِيْرًا ۚ	قَالَ	اَ	لَمْ اَقُلْ	لَّكُمْ ۚ	اِنِّيْٓ	اَعْلَمُ
دیکھنے والے ہوتے ہوئے	انہوں نے کہا	کیا	میں نے نہیں کہا تھا	تم لوگوں سے	کہ میں	جانتا ہوں

مِنَ اللّٰهِ	مَا	لَا تَعْلَمُوْنَ ۝٩٦	قَالُوْا	يٰٓاَبَانَا	اسْتَغْفِرْ
اللہ (کی طرف) سے	اس کو جو	تم لوگ نہیں جانتے	ان لوگوں نے کہا	اے ہمارے والد	آپؐ مغفرت مانگیں

لَنَا	ذُنُوْبَنَآ	اِنَّا كُنَّا	خٰطِـِٕيْنَ ۝٩٧	قَالَ	سَوْفَ	اَسْتَغْفِرُ
ہمارے لئے	ہمارے گناہوں کی	بیشک ہم تھے	غلطی کرنے والے	انہوں نے کہا	عنقریب	میں مغفرت مانگوں گا

لَكُمْ	رَبِّيْ ۭ	اِنَّهٗ	هُوَ الْغَفُوْرُ	الرَّحِيْمُ ۝٩٨
تم لوگوں کے لئے	اپنے رب سے	بیشک وہ	ہی بخشنے والا ہے	رحم کرنے والا ہے

1085

آیت نمبر (99 تا 101)

ترکیب

(آیت-99) مِصْرَ غیر منصرف آیا ہے اس لئے اسے مراد ملکِ مصر ہے۔ دیکھیں آیت نمبر 2/61 مادہ "م ص ر"
(آیت-۱۰۰) مِنْ قَبْلُ کے آگے رَءَ یْتُھَا محذوف ہے۔ (آیت-۱۰۱) فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ میں فَاطِرَ کی نصب منادیٰ مضاف ہونے کی وجہ سے ہے یعنی اس سے پہلے حرف ندا "یا" محذوف ہے۔

ترجمہ:

فَلَمَّا	دَخَلُوْا	عَلٰى يُوْسُفَ	اٰوٰٓى	اِلَيْهِ	اَبَوَيْهِ
پھر جب	وہ لوگ داخل (حاضر) ہوئے	یوسفؑ پر	تو انہوں نے جگہ دی	اپنے پاس	اپنے والدین کو

وَقَالَ	ادْخُلُوْا	مِصْرَ	اِنْ	شَآءَ	اللّٰهُ	اٰمِنِيْنَ ﴿٩٩﴾
اور انہوں نے کہا	آپ لوگ داخل ہوں	ملک مصر میں	اگر	چاہا	اللہ نے (تو)	امن میں ہونے والے ہوتے ہوئے

وَرَفَعَ	اَبَوَيْهِ	عَلَى الْعَرْشِ	وَخَرُّوْا	لَهٗ	سُجَّدًا
اور انہوں نے بلند کیا	اپنے والدین کو	تخت پر	اور وہ لوگ گر پڑے	ان کے لئے	سجدہ کرنے والے ہوتے ہوئے

وَقَالَ	يٰٓاَبَتِ	هٰذَا	تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ	مِنْ قَبْلُ	قَدْ جَعَلَهَا
اور انہوں نے کہا	اے میرے والد	یہ	میرے خواب کی تعبیر ہے	اس سے پہلے (جو میں نے دیکھا)	بنا دیا ہے اس کو

رَبِّيْ	حَقًّا	وَقَدْ اَحْسَنَ	بِيْٓ	اِذْ	اَخْرَجَنِيْ	مِنَ السِّجْنِ
میرے رب نے	سچ	اور اس نے احسان کیا ہے	مجھ پر	جب	اس نے نکالا مجھ کو	قید خانہ سے

وَجَآءَ بِكُمْ	مِّنَ الْبَدْوِ	مِنْ بَعْدِ	اَنْ	نَّزَغَ	الشَّيْطٰنُ	بَيْنِيْ
اور وہ لایا آپ لوگوں کو	گاؤں سے	اس کے بعد	کہ	ناچاقی ڈالی	شیطان نے	میرے درمیان

وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ	اِنَّ	رَبِّيْ	لَطِيْفٌ	لِّمَا	يَشَآءُ
اور میرے بھائیوں کے درمیان	بیشک	میرا رب	غیر محسوس تدبیر کرنے والا ہے	اس کی جو	وہ چاہتا ہے

اِنَّهٗ	هُوَ الْعَلِيْمُ	الْحَكِيْمُ	رَبِّ	قَدْ اٰتَيْتَنِيْ	مِنَ الْمُلْكِ
بیشک وہ	ہی جاننے والا ہے	حکمت والا ہے	اے میرے رب	تو نے دیا ہے مجھ کو	حکومت میں سے

وَعَلَّمْتَنِيْ	مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ	فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
اور تو نے علم دیا مجھ کو	خوابوں کی تعبیر میں سے	اے زمین اور آسمانوں کو وجود بخشنے والے

اَنْتَ	وَلِيّٖ	فِي الدُّنْيَا	وَالْاٰخِرَةِ	تَوَفَّنِيْ	مُسْلِمًا
تو	میرا ولی ہے	دنیا میں	اور آخرت میں	تو وفات دے مجھ کو	فرمانبردار ہوتے ہوئے

وَّ اَلۡحِقۡنِیۡ	بِالصّٰلِحِیۡنَ ﴿۱۰۱﴾ 1085
اورتو ملا دے مجھ کو	صالح لوگوں کے ساتھ

نوٹ۔1

بائبل کا بیان ہے کہ حضرت یعقوبؑ کے خاندان کے جو افراد مصر گئے وہ ۶۷ تھے۔اس وقت حضرت یعقوبؑ کی عمر ۱۳۰ سال تھی اور اس کے بعد وہ مصر میں ۱۷ سال زندہ رہے۔پھر جب تقریباً پانچ سو سال کے بعد وہ لوگ مصر سے نکلے تو لاکھوں کی تعداد میں تھے۔ بائبل میں ہے کہ خروج کے بعد دوسرے سال صحرائے سینا میں حضرت موسیٰؑ نے ان کی جو مردم شماری کرائی تھی اس میں صرف قابل جنگ مردوں کی تعداد = ۶،۰۳،۵۵۱ تھی، اس کے معنی یہ ہیں کہ عورت،مرد، بچے سب ملا کر وہ کم از کم بیس لاکھ ہوں گے۔

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کسی حساب سے پانچ سو سال میں ۶۸ آدمیوں کی اتنی اولاد ہوسکتی ہے؟ اس سوال پر غور کرنے سے ایک اہم حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے۔ظاہر بات ہے کہ پانچ سو سال میں ایک خاندان تو اتنا نہیں بڑھ سکتا لیکن بنی اسرائیل پیغمبروں کی اولاد تھے۔حضرت یوسفؑ خود بھی پیغمبر تھے اور چار، پانچ صدی تک اقتدار انہیں لوگوں کے ہاتھ میں رہا۔اس دوران یقیناً انہوں نے مصر میں اسلام کی تبلیغ کی ہوگی۔اہل مصر میں سے جو لوگ اسلام لائے ہوں گے ان کا مذہب ہی نہیں بلکہ ان کا پورا طرز زندگی غیر مسلم مصریوں سے الگ اور بنی اسرائیل سے ہم رنگ ہو گیا ہوگا۔مصریوں سے وہ سب ایسے ہی الگ ہو گئے ہوں گے جیسے ہندوستان میں ہندی مسلمان ہندوؤں سے الگ ہیں۔ان کے اوپر اسرائیلی کا لفظ اسی طرح چسپاں کر دیا گیا ہو گا جس طرح غیر عرب مسلمانوں پر محمڈن کا لفظ آج چسپاں کیا جاتا ہے۔اور وہ خود بھی دینی وتہذیبی روابط اور شادی بیاہ کے تعلقات کی وجہ سے غیر مسلم مصریوں سے کٹ کر بنی اسرائیل سے وابستہ ہو کر رہ گئے ہوں گے۔پھر جب مصر میں قوم پرستی کا طوفان اٹھا تو مظالم صرف بنی اسرائیل ہی پر نہیں ہوئے بلکہ مصری مسلمان بھی ان کے ساتھ لپیٹ لئے گئے اور جب بنی اسرائیل نے ملک چھوڑا تو مصری مسلمان بھی ان کے ساتھ نکلے۔

ہمارے اس قیاس کی تائید بائبل کے متعدد اشارات سے ہوتی ہے۔مثلاً خروج میں جہاں بنی اسرائیل کے مصر سے نکلنے کا حال بیان ہوا ہے بائبل کا مصنف کہتا ہے کہ ’’ان کے ساتھ ایک ملی جلی گروہ بھی گئی‘‘ (۳۸:۱۲)۔اسی طرح گنتی میں وہ پھر کہتا ہے کہ ’’جو ملی جلی اصطلاحیں استعمال ہونے لگیں۔چنانچہ توراۃ میں حضرت موسیٰؑ کو جو احکام دیئے گئے ان میں ہم کو یہ تصریح ملتی ہے کہ ’’تمہارے لئے اور اس پردیسی کے لئے جو تم میں رہتا ہے نسل در نسل سدا ایک ہی آئین رہے گا۔خداوندی کے آگے پردیسی بھی ویسے ہی ہوں جیسے تم ہو۔تمہارے لئے اور پردیسیوں کے لئے جو تمہارے ساتھ رہتے ہیں ایک ہی شرع اور ایک ہی قانون ہو(گنتی۔۱۵:۱۵۔۱۶)۔’’جو شخص بے باک ہو کر گناہ کرے خواہ وہ دیسی ہو یا پردیسی وہ خداوند کی اہانت کرتا ہے۔وہ شخص اپنے لوگوں میں سے کاٹ ڈالا جائے گا (گنتی۔۱۵:۳۰)۔’’خواہ بھائی بھائی کا معاملہ ہو یا پردیسی کا تم ان کا فیصلہ انصاف کے ساتھ کرنا‘‘(استثناء۔۱:۲۱)

اب یہ تحقیق کرنا مشکل ہے کہ کتاب الٰہی میں غیر اسرائیلیوں کے لئے وہ اصل لفظ کیا استعمال کیا گیا تھا جسے ترجمہ کرنے والوں نے پردیسی بنا کر رکھ دیا۔(تفہیم القرآن)

آیت نمبر (102 تا 108)

ترکیب

(آیت۔102) نُوۡحِیۡهِ کی ضمیر مفعولی ذٰلِكَ کے لئے ہے اگر اَنۡبَآءِ کے لئے ہوتی تو ھا کی ضمیر آتی۔اَجۡمَعُوۡۤا میں شامل ھُمۡ

کی ضمیر فاعلی یوسفؑ کے بھائیوں کے لئے ہے۔ (آیت۔105)۔ اَیٌّ پر حرف جار ''ك'' داخل ہوا تو یہ 1085 کَاَیٍّ ہے جسے نون تنوین ظاہر کر کے کَاَیِّنْ لکھا گیا ہے اور یہ کَمْ خبریہ کا ہم معنی ہے۔ فرق یہ ہے کہ کَمْ خبریہ مِنْ کے ساتھ بھی آتا ہے اور مِنْ کے بغیر بھی جبکہ کَاَیٍّ عام طور پر مِنْ کے ساتھ آتا ہے۔ (آیت۔108)۔ ایک امکان یہ ہے کہ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ کو اَدْعُوْا کا حال مانا جائے۔ ایسی صورت میں اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ کو اَدْعُوْا کی وضاحت مانا جائے گا۔ دوسرا امکان یہ ہے اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ کو مبتدا مؤخر اور عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اس کی قائم مقام خبر مقدم مانا جائے۔ دونوں طرح کے ترجمے درست تسلیم کئے جائیں گے۔ ہم پہلے امکان کی ترجیح دیں گے۔

ترجمہ:

ذٰلِكَ	مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ	نُوْحِيْهِ	اِلَيْكَ ۚ	وَمَا كُنْتَ
یہ	غیب کی خبروں میں سے ہے	ہم وحی کرتے ہیں اس کو	آپ کی طرف	اور آپ نہیں تھے

لَدَيْهِمْ	اِذْ	اَجْمَعُوْٓا	اَمْرَهُمْ	وَ	هُمْ	يَمْكُرُوْنَ ﴿١٠٢﴾
ان کے پاس	جب	ان لوگوں نے اتفاق کیا	اپنے کام پر	اس حال میں کہ	وہ لوگ	خفیہ تدبیر کر رہے تھے

وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ	وَلَوْ حَرَصْتَ	بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٣﴾	وَمَا تَسْــَٔلُهُمْ
اور نہیں ہے لوگوں کی اکثریت	اور اگرچہ آپ شدید خواہش کریں	ایمان لانے والے	اور آپ نہیں مانگتے ان سے

عَلَيْهِ	مِنْ اَجْرٍ ۭ	اِنْ	هُوَ	اِلَّا	ذِكْرٌ	لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٤﴾ ع
اس پر	کوئی بھی معاوضہ	نہیں ہے	یہ	مگر	ایک یاددہانی	تمام جہانوں کے لئے

وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ	فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	يَمُرُّوْنَ	عَلَيْهَا	وَ
اور کتنی ہی نشانیاں	آسمانوں اور زمین میں ہیں	یہ لوگ گزرتے ہیں	جن پر سے	اس حال میں کہ

هُمْ	عَنْهَا	مُعْرِضُوْنَ ﴿١٠٥﴾	وَمَا يُؤْمِنُ	اَكْثَرُهُمْ	بِاللّٰهِ	اِلَّا
وہ لوگ	ان سے	اعراض کرنے والے ہوتے ہیں	اور ایمان نہیں لاتے	ان کے اکثر	اللہ پر	مگر

وَ	هُمْ	مُّشْرِكُوْنَ ﴿١٠٦﴾	اَفَاَمِنُوْٓا	اَنْ
اس حال میں کہ	وہ لوگ	شرک کرنے والے ہوتے ہیں	تو کیا وہ لوگ امن میں ہو گئے	(اس سے) کہ

تَاْتِيَهُمْ	غَاشِيَةٌ	مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ	اَوْ	تَاْتِيَهُمُ
پہنچے ان کے پاس	کوئی چھا جانے والی (آفت)	اللہ کے عذاب میں سے	یا	پہنچے ان کے پاس

السَّاعَةُ	بَغْتَةً	وَّ	هُمْ	لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٠٧﴾	قُلْ
وہ گھڑی (یعنی قیامت)	بے گمان	اس حال میں کہ	وہ لوگ	شعور نہ رکھتے ہوں	آپ کہہ دیجئے

هٰذِهٖ	سَبِيْلِيْٓ	اَدْعُوْٓا	اِلَى اللّٰهِ ۣ	عَلٰي بَصِيْرَةٍ	اَنَا	وَمَنِ
یہ	میرا راستہ ہے	میں بلاتا ہوں	اللہ کی طرف	دلیل پر قائم ہوں	میں (بھی)	اور وہ (بھی) جس نے

مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٠٨﴾	وَمَآ اَنَا	وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ	اتَّبَعَنِيْ ؕ
شرک کرنے والوں میں سے	اور میں نہیں ہوں	اور پاکی اللہ کی ہے	پیروی کی میری

نوٹ۔1

آیت۔۱۰۶ میں ہے کہ اکثر لوگ اللہ پر ایمان تو رکھتے ہیں لیکن اس کے ساتھ دوسروں کو شریک بھی کرتے ہیں۔ابن کثیر نے فرمایا کہ اس ایت کے مفہوم میں وہ مسلمان بھی داخل ہیں جو ایمان کے باوجود مختلف قسم کے شرک میں مبتلا ہیں۔ایک حدیث میں غیر اللہ کی قسم کھانے کو شرک فرمایا (بحوالہ ترمذی) ریاء کو بھی شرک اصغر فرمایا (بحوالہ مسند احمد) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کے نام کی منت اور نیاز ماننا بھی باتفاق فقہاء اس میں داخل ہے۔(منقول از معارف القرآن)

مذکورہ مسلمانوں کے علاوہ اس آیت میں بہت سے دیگر مذاہب کے لوگ بھی شامل ہیں کیونکہ تمام مذاہب میں اس کائنات کی ایک خالق اور مالک ہستی کو تسلیم کیا جاتا ہے۔قریش مکہ بھی اللہ کو تو مانتے تھے۔البتہ اس کے ساتھ پھر دوسروں کو شریک کرتے ہیں۔(ترجمہ قرآن کیسٹ) حافظ احمد یار صاحب مرحوم کی اس بات کو مزید سمجھنے کے لئے آیت نمبر ۲ / ۶۲، نوٹ۔۱ کو دوبارہ دیکھ لیں۔

نوٹ۔2

آیت۔۱۰۸ میں وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ میں صحابہ کرامؓ بھی شامل ہیں اور ہر وہ شخص شامل ہیں جو قیامت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو لوگوں تک پہنچانے کی خدمت میں مشغول ہو۔جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا دعویٰ کرے اس پر لازم ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو لوگوں میں پھیلائے اور قرآن مجید کی تعلیم کو عام کرے (معارف القرآن) یہ بات ظاہر ہے کہ ہر شخص کی ذمہ داری اور جوابدہی اس کے ظروف واحوال اور استعداد کے مطابق ہوگی۔

آیت نمبر (109 تا 111)

ترکیب:

(آیت۔۱۱۰) اَلرُّسُلُ کے بعد مِنْهُمْ محذوف ہے۔وَظَنُّوْا میں هُمْ کی ضمیر فاعلی اَهْلِ الْقُرٰى یعنی رسولوں کے امتیوں کے لئے ہے جبکہ جَآءَهُمْ میں هُمْ کی ضمیر رسولوں کے لئے ہے (آیت۔۱۱۱) لَقَدْ كَانَ میں كَانَ کا اسم عِبْرَةٌ ہے۔اس کی خبر محذوف ہے اور فِيْ قَصَصِهِمْ قائم مقام خبر مقدم ہے۔مَا كَانَ کا اسم اس میں هُوَ کی ضمیر ہے اور حَدِيْثًا اس کی خبر ہے۔تَصْدِيْقَ سے پہلے كَانَ محذوف ہے اور تَصْدِيْقَ اس کی خبر ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔جبکہ تَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ هُدًى، رَحْمَةً، یہ سب بھی اسی كَانَ کی خبر ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہیں۔

ترجمہ

اِلَيْهِمْ	نُّوْحِيْٓ	رِجَالًا	اِلَّا	مِنْ قَبْلِكَ	وَمَآ اَرْسَلْنَا
جن کی طرف	ہم وحی کرتے تھے	کچھ ایسے مرد	مگر	آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے	اور نہیں بھیجا ہم نے

كَيْفَ	فَيَنْظُرُوْا	فِي الْاَرْضِ	اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا	مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ؕ
کیسا	تاکہ وہ دیکھتے	زمین میں	تو کیا ان لوگوں نے سیر نہیں کی	بستیوں والوں میں سے

لِّلَّذِيْنَ	خَيْرٌ	وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ	مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ	عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ	كَانَ
ان کے لئے جنہوں نے	بہترین ہے	اور یقیناً آخرت کا گھر	ان سے پہلے تھے	ان لوگوں کا انجام جو	تھا

الرُّسُلُ	اسْتَيْـَٔسَ	اِذَا	حَتّٰٓى	اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿١٠٩﴾	اتَّقَوْا ؕ
رسول (لوگوں سے)	مایوس ہوئے	جب	یہاں تک کہ	تو کیا تم لوگ عقل سے کام نہیں لیتے	تقویٰ کیا

1085

وَظَنُّوْٓا	اَنَّهُمْ	قَدْ كُذِبُوْا	جَآءَهُمْ	نَصْرُنَا	فَنُجِّيَ	مَنْ
اور لوگوں نے گمان کیا	کہ ان سے	جھوٹ کہا گیا ہے	تو آئی ان کے پاس	ہماری مدد	پھر بچا لیا گیا	اس کو جس کو

نَّشَآءُ ؕ	وَلَا يُرَدُّ	بَاْسُنَا	عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۰﴾	لَقَدْ كَانَ
ہم نے چاہا	اور لوٹائی نہیں جاتی	ہماری سختی	جرم کرنے والے لوگوں سے	یقیناً ہو چکی ہے

فِيْ قَصَصِهِمْ	عِبْرَةٌ	لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ؕ	مَا كَانَ
ان لوگوں کا قصہ سنانے میں	ایک عبرت	عقل والوں کے لئے	یہ نہیں ہے

حَدِيْثًا	يُّفْتَرٰى	وَلٰكِنْ	تَصْدِيْقَ الَّذِيْ	بَيْنَ يَدَيْهِ
کوئی ایسی بات جو	گھڑی گئی	اور لیکن	(یہ ہے) تصدیق کرنا اسی کی جو	اس سے پہلے ہے

وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ	وَّهُدًى	وَّرَحْمَةً	لِّقَوْمٍ	يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱۱﴾
اور ہر چیز کی تفصیل بیان کرنا ہے	اور ہدایت	اور رحمت	ایسے لوگوں کے لئے جو	ایمان لاتے ہیں

نوٹ۔1 آیت۔۱۰۹ سے معلوم ہوا کہ نبوت خواتین میں نہیں رہی۔ اس کی وضاحت آیت۔۵/۵، نوٹ۔۲ میں کی جا چکی ہے۔

نوٹ۔2 آیت۔۱۱۱ میں تَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ کا مطلب ہے ہر اس چیز کی تفصیل جو انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے ضروری ہو۔ بعض لوگ اس سے دنیا بھر کی چیزوں کی تفصیل لے لیتے ہیں پھر ان کو یہ پریشانی لاحق ہوتی ہے کہ قرآن میں دوسرے علوم وفنون کے متعلق کوئی تفصیل نہیں ملتی۔ (تفہیم القرآن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ الرّعد (13)

آیت نمبر (1 تا 4)

ص ن و

(x) ثلاثی مجرد سے فعل نہیں آتا۔

(افعال) اِصْنَاءً : درخت کا جڑ سے دو شاخیں نکالنا۔

صِنْوٌ : کسی درخت کی جڑ سے پھوٹنے والی مختلف شاخوں میں سے ہر ایک کو صِنْوٌ کہتے ہیں۔ تثنیہ صِنْوَانِ۔ جمع صِنْوَانٌ۔ زیر مطالعہ آیت۔4۔

ترکیب (آیت۔۱) اَلْحَقُّ خبر معرفہ ہے۔ اس سے پہلے هُوَ محذوف ہے۔ (آیت۔2) تَرَوْنَهَا کی ضمیر مفعولی اَلسَّمٰوٰتِ کے لئے ہے۔

1085

ترجمہ

الٓمّٓرٰ قف	تِلْكَ	اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ط	وَالَّذِيْٓ	اُنْزِلَ	اِلَيْكَ
	یہ	کتاب کی آیات ہیں	اور جو	اتارا گیا	آپؐ کی طرف

مِنْ رَّبِّكَ	الْحَقُّ	وَلٰكِنَّ	اَكْثَرَ النَّاسِ	لَا يُؤْمِنُوْنَ ①
آپ ﷺ کے رب (کی طرف) سے	(وہ ہی) حق ہے	اور لیکن	لوگوں کے اکثر	ایمان نہیں لاتے

اَللّٰهُ	الَّذِيْ	رَفَعَ	السَّمٰوٰتِ	بِغَيْرِ عَمَدٍ	تَرَوْنَهَا	ثُمَّ
اللہ	وہ ہے جس نے	بلند کیا	آسمانوں کو	ستونوں کے بغیر	تم لوگ دیکھتے ہو جن کو	پھر
اسْتَوٰى	عَلَى الْعَرْشِ	وَسَخَّرَ	الشَّمْسَ	وَالْقَمَرَ ط	كُلٌّ	يَّجْرِيْ
وہ قائم ہوا	عرش پر	اور اس نے مطیع کیا	سورج کو	اور چاند کو	سب	رواں ہیں

لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ط	يُدَبِّرُ	الْاَمْرَ	يُفَصِّلُ	الْاٰيٰتِ
ایک معین مدت کے لئے	وہ تدبیر کرتا ہے	تمام کاموں کی	وہ کھول کھول کر بیان کرتا ہے	نشانیوں کو

لَعَلَّكُمْ	بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ	تُوْقِنُوْنَ ②	وَهُوَ	الَّذِيْ	مَدَّ	الْاَرْضَ
شائد تم لوگ	اپنے رب کی ملاقات پر	یقین کرو	اور وہ	وہ ہے جس نے	پھیلایا	زمین کو
وَجَعَلَ	فِيْهَا	رَوَاسِيَ	وَاَنْهٰرًا ط	وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ	جَعَلَ	فِيْهَا
اور اس نے بنایا	اس میں	پہاڑوں کو	اور نہروں کو	اور سب پھلوں میں سے	اس نے بنایا	ان میں
زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ	يُغْشِي	الَّيْلَ	النَّهَارَ ط	اِنَّ	فِيْ	لَاٰيٰتٍ
دو جوڑے	وہ ڈھانپتا ہے	رات سے	دن کو	بیشک	اس میں	یقیناً نشانیاں ہیں

لِّقَوْمٍ	يَّتَفَكَّرُوْنَ ③	وَفِي الْاَرْضِ	قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ	وَّجَنّٰتٌ
ایسے لوگوں کے لئے جو	سوچ بچار کرتے ہیں	اور زمین میں	باہم متصل قطعات ہیں	اور باغات ہیں

مِّنْ اَعْنَابٍ	وَّزَرْعٌ	وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ	وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ	يُّسْقٰى
انگوروں میں سے	اور کھیتی ہے	اور ایک جڑ سے کئی شاخوں والے کھجور ہیں	اور کئی بغیر شاخوں والے ہیں	ان کو پلایا جاتا ہے

بِمَآءٍ وَّاحِدٍ قف	وَنُفَضِّلُ	بَعْضَهَا	عَلٰى بَعْضٍ	فِي الْاُكُلِ ط
ایک (ہی) پانی	اور (پھر) ہم فضیلت دیتے ہیں	ان کے بعض کو	بعض پر	پھلوں (کے ذائقے) میں

اِنَّ	فِيْ ذٰلِكَ	لَاٰيٰتٍ	لِّقَوْمٍ	يَّعْقِلُوْنَ ④
بیشک	اس میں	یقیناً نشانیاں ہیں	ایسے لوگوں کے لئے جو	عقل استعمال کرتے ہیں

نوٹ۔1

آیت۔۳ میں اس حقیقت کی نشاندہی کی گئی ہے کہ اس کائنات کے ہر گوشہ میں، ہر چیز میں، آسمان اور زمین، 1085 سورج اور چاند، رات اور وغیرہ میں جس طرح کا تضاد اور پھر ساتھ ہی جس طرح کی موافقت پائی جاتی ہے وہ صاف صاف شہادت ہے کہ یہ کائنات مختلف دیوتاؤں کی رزم گاہ نہیں ہے بلکہ اس پر ایک ہی قادر مطلق کا ارادہ کارفرما ہے۔ مِنۡ الثَّمَرٰتِ کے الفاظ سے تضاد اور موافقت کے اس قانون کی ہمہ گیری کی طرف اشارہ ہے کہ جس شب و روز کے اندر یہ قانون کارفرما ہے۔ اسی طرح ایک ایک پھل اور ایک ایک دانے کے اندر بھی کارفرما ہے، خواہ انسان کو اس کا علم ہو یا نہ ہو۔ گندم کے ایک دانے کو دیکھیں تو وہ بھی دو حصوں میں منقسم نظر آتا ہے، تاہم دونوں میں پوری وابستگی اور پیوستگی پائی جاتی ہے۔ کائنات کے ہر گوشہ کی یہ شہادت اس حقیقت کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ یہ دنیا بھی تنہا نہیں ہے بلکہ اس کا بھی جوڑا ہے، اور وہ ہے آخرت۔ اپنے اس جوڑے کے ساتھ مل کر ہی یہ اپنی غایت کو پہنچتی ہے ورنہ اس کا وجود بے مقصد ہو کر رہ جاتا ہے۔ (تدبر قرآن)

ترجمہ:

وَاِنۡ	تَعۡجَبۡ	فَعَجَبٌ	قَوۡلُهُمۡ	ءَ	اِذَا	كُنَّا	تُرٰبًا
اور اگر	آپ تعجب کریں	تو تعجب کے قابل	ان کا یہ قول ہے کہ	کیا	جب	ہم ہو جائیں گے	مٹی

ءَ	اِنَّا	لَفِيۡ خَلۡقٍ جَدِيۡدٍ ؕ	اُولٰٓئِكَ	الَّذِيۡنَ	كَفَرُوۡا
(تو) کیا	ہم	نئے سرے سے پیدا ہوں گے	وہ لوگ ہیں	جنھوں نے	انکار کیا

بِرَبِّهِمۡ ۚ	وَاُولٰٓئِكَ	الۡاَغۡلٰلُ	فِيۡۤ اَعۡنَاقِهِمۡ ۚ	وَاُولٰٓئِكَ	اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ
اپنے رب کا	اور وہ ہیں (کہ)	طوق ہیں	ان کی گردنوں میں	اور وہ لوگ	آگ والے ہیں

هُمۡ	فِيۡهَا	خٰلِدُوۡنَ ۝۵	وَيَسۡتَعۡجِلُوۡنَكَ	بِالسَّيِّئَةِ
وہ	اس میں	ہمیشہ رہنے والے ہیں	اور وہ لوگ جلدی مانگتے ہیں آپؐ سے	برائی کو

قَبۡلَ الۡحَسَنَةِ	وَ	قَدۡ خَلَتۡ	مِنۡ قَبۡلِهِمُ	الۡمَثُلٰتُ ؕ
بھلائی سے پہلے	حالانکہ	گزر چکی ہیں	ان سے پہلے	عبرتناک سزائیں

وَاِنَّ	رَبَّكَ	لَذُوۡ مَغۡفِرَةٍ	لِّلنَّاسِ	عَلٰى ظُلۡمِهِمۡ ۚ	وَاِنَّ
اور بیشک	آپ کا رب	یقیناً مغفرت والا ہے	لوگوں کے لئے	ان کے ظلم کے باوجود	اور بیشک

رَبَّكَ	لَشَدِيۡدُ الۡعِقَابِ ۝۶	وَيَقُوۡلُ	الَّذِيۡنَ	كَفَرُوۡا	لَوۡلَاۤ
آپ کا رب	سخت سزا دینے والا ہے	اور کہتے ہیں	وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	کیوں نہیں

اُنۡزِلَ	عَلَيۡهِ	اٰيَةٌ	مِّنۡ رَّبِّهٖ ؕ	اِنَّمَاۤ	اَنۡتَ	مُنۡذِرٌ
اتاری گئی	ان پر	کوئی نشانی	اُن کے رب (کی طرف) سے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	آپؐ	خبردار کرنے والے ہیں

وَّ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۧ	اللّٰهُ	يَعْلَمُ	مَا	تَحْمِلُ 1085	كُلُّ اُنْثٰى
اور ہر قوم کے لئے ایک ہدایت دینے والا ہے	اللہ	جانتا ہے	اس کو جو	اٹھاتی ہے	ہر مونث

وَمَا	تَغِيْضُ	الْاَرْحَامُ	وَمَا	تَزْدَادُ ۭ	وَكُلُّ شَيْءٍ	عِنْدَهٗ
اور اس کو جو	سکڑتی ہیں	بچہ دانیاں	اور اس کو جو	وہ بڑھاتی ہیں	اور ہر چیز	اس کے پاس

بِمِقْدَارٍ ۝	عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ	الْكَبِيْرُ	الْمُتَعَالِ ۝
ایک معین اندزہ سے ہے	(وہ) ظاہر اور پوشیدہ کا جاننے والا ہے	جو سب سے بڑا ہے	جو سب سے بلند ہے

نوٹ۔1 آیت۔۵ میں ہے کہ ان کی گردنوں میں طوق ہیں۔ گردن میں طوق ہونا قیدی ہونے کی علامت ہے۔ ان کی گردنوں میں طوق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی جہالت، ہٹ دھرمی، خواہشاتِ نفس اور آباؤ اجداد کی اندھی تقلید کے اسیر بنے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ آزادانہ غور وفکر نہیں کر سکتے۔ ان کو ان کی تعصّبات نے جکڑ رکھا ہے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔2 آیت۔۷ میں جو یہ ارشاد ہے کہ ہر قوم کے لئے ایک ہادی ہے، اس سے ثابت ہوا کہ کوئی قوم اور کوئی خطہ ملک اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے اور ہدایت کرنے والوں سے خالی نہیں ہوسکتا، خواہ وہ نبی ہو یا اس کے قائم مقام نبی کی دعوت کو پھیلانے والا ہو۔ جیسا سورۃ یٰسین میں نبی کی طرف سے کسی قوم کی طرف دو شخصوں کو دعوت وہدایت کے لئے بھیجنے کا ذکر ہے، جو خود نبی نہیں تھے اور پھر تیسرے آدمی کو ان کی تائید کے لئے بھیجنا مذکورہ ہے۔ اس لئے اس آیت سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہندوستان میں بھی کوئی نبی ورسول پیدا ہوا ہو۔ البتہ دعوت کو پہنچانے والے علماء کا یہاں آنا بھی ثابت ہے اور پھر یہاں ایسے ہادیوں کا پیدا ہونا سب کو معلوم ہے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (10 تا 15)

س ر ب

(ن) سُرُوْبًا: پانی کا جاری ہونا۔ گھستے چلے جانا۔

(س) سَرَبًا: پانی کا برتن سے بہہ نکلنا۔ نشیب میں اترنا۔ ﴿فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا﴾ (18/ الکہف:61) ''تو اس نے یعنی مچھلی نے بنایا اپنا راستہ پانی میں، نشیب میں گھستے ہوئے۔''

سَارِبٌ: اسم الفاعل ہے۔ بہنے والا۔ چلنے پھرنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔۱۰

سَرَابٌ: بہتے پانی کی طرح نظر آنے والی ریت۔ دھوکہ۔ فریب ﴿اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَاۗءً ۭ﴾ (24/ النور:39) ''ان کے اعمال ایک چمکتی ریت کی مانند ہیں پیاسا اس کو گمان کرتا ہے پانی۔''

م ح ل

(ف۔س) مِحَالًا: کسی کے خلافت تدبیر کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔13

ترکیب

(آیت۔۱۱) لَهٗ يَدَيْهِ اور خَلْفِهٖ کی ضمیریں گذشتہ آیت میں مَنْ کے لئے ہیں۔ مُعَقِّبٰتٌ صفت ہے۔ اس کا موصوف مَلٰۗىِٕكَةٌ محذوف ہے۔ يَحْفَظُوْنَهٗ کی ضمیر فاعلی هُمْ مَلَائِكَه کے لئے ہے۔ یہ مونث غیر حقیقی ہے اس لئے مذکر کا صیغہ بھی جائز ہے۔

(آیت۔12) خَوۡفًا اور طَمَعًا حال نہیں بن سکتے اس لئے یہاں یہ مفعول لَہٗ ہیں۔ (آیت۔14) اگر وَالَّذِیۡنَ کو یَدۡعُوۡنَ کا فاعل مانیں تو اس کا مفعول محذوف مانا جائے گا اور لَا یَسۡتَجِیۡبُوۡنَ کی ضمیر فاعلی، مفعول محذوف کے لئے ہوگی۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وَالَّذِیۡنَ کو مفعول مقدم مانا جائے۔ ایسی صورت میں یَدۡعُوۡنَ کا فاعل اس کی ضمیر فاعلی ہوگی اور لَا یَسۡتَجِیۡبُوۡنَ کی ضمیر فاعلی وَالَّذِیۡنَ کے لئے ہوگی۔ ترجمہ میں ہم دوسری صورت کو ترجیح دیں گے۔

ترجمہ:

سَوَآءٌ	مِّنۡكُمۡ	مَّنۡ	اَسَرَّ	الۡقَوۡلَ	وَمَنۡ	جَهَرَ	بِهٖ
(اس کے علم میں) برابر ہے	تم لوگوں میں سے	وہ جس نے	چھپایا	بات کو	اور وہ جس نے	ظاہر کیا	اس کو

وَمَنۡ هُوَ	مُسۡتَخۡفٍۢ	بِالَّيۡلِ	وَسَارِبٌۢ	بِالنَّهَارِ ⑩	لَهٗ
اور وہ جو	چھپ جائے	رات میں	اور جو چلے پھرے	دن میں	اس کے لئے ہیں

مُعَقِّبٰتٌ	مِّنۡۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ	وَمِنۡ خَلۡفِهٖ	يَحۡفَظُوۡنَهٗ
پہرہ دینے والے (فرشتے)	اس کے سامنے سے	اور اس کے پیچھے سے	وہ حفاظت کرتے ہیں اس کی

مِنۡ اَمۡرِ اللّٰهِ ؕ	اِنَّ	اللّٰهَ	لَا يُغَيِّرُ	مَا بِقَوۡمٍ	حَتّٰى	يُغَيِّرُوۡا
اللہ کے حکم سے	بیشک	اللہ	نہیں بدلتا	کسی قوم کی (اچھی) حالت کو	یہاں تک کہ	وہ لوگ نہ بدلیں

مَا	بِاَنۡفُسِهِمۡ ؕ	وَاِذَاۤ	اَرَادَ	اللّٰهُ	بِقَوۡمٍ	سُوۡٓءًا
اس کو جو	ان کے جیوں میں ہے	اور جب کبھی	ارادہ کرتا ہے	اللہ	کسی قوم سے	کسی برائی کا

فَلَا مَرَدَّ	لَهٗ ۚ	وَمَا لَهُمۡ	مِّنۡ دُوۡنِهٖ	مِنۡ وَّالٍ ⑪
تو کوئی بھی لوٹانے کی جگہ (یعنی امکان) نہیں ہے	اس کو	اور نہیں ہے ان کے لئے	اس کے علاوہ	کوئی بھی حمایتی

هُوَ	الَّذِىۡ	يُرِيۡكُمُ	الۡبَرۡقَ	خَوۡفًا	وَّطَمَعًا	وَّيُنۡشِئُ
وہ	وہ ہے جو	دکھاتا ہے تم لوگوں کو	بجلی کی چمک	خوف کے لئے	اور امید کے لئے	اور وہ اٹھاتا ہے

السَّحَابَ الثِّقَالَ ۚ ⑫	وَيُسَبِّحُ	الرَّعۡدُ	بِحَمۡدِهٖ	وَالۡمَلٰٓئِكَةُ
بھاری بادلوں کو	اور تسبیح کرتی ہے	بادل کی گرج	اس کی حمد کے ساتھ	اور فرشتے (بھی)

مِنۡ خِيۡفَتِهٖ ۚ	وَيُرۡسِلُ	الصَّوَاعِقَ	فَيُصِيۡبُ بِهَا	مَنۡ	يَّشَآءُ
اس کے خوف سے	اور وہ بھیجتا ہے	بجلیاں	پھر وہ گراتا ہے ان کو	جس پر	وہ چاہتا ہے

وَ	هُمۡ	يُجَادِلُوۡنَ	فِى اللّٰهِ ۚ	وَهُوَ	شَدِيۡدُ الۡمِحَالِ ؕ ⑬	لَهٗ
اس حال میں کہ	وہ لوگ	مناظرہ کرتے ہیں	اللہ کے بارے میں	اور وہ	زبردست قوت والا ہے	اس کے لئے ہی ہے

دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ	وَالَّذِيْنَ	يَدْعُوْنَ	مِنْ دُوْنِهٖ	لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ	1085 لَهُمْ
حق کی پکار	اور جن لوگوں کو	یہ لوگ پکارتے ہیں	اس کے علاوہ	وہ کام نہیں آتے	ان کے

بِشَيْءٍ	اِلَّا	كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ	اِلَى الْمَآءِ
کچھ بھی	مگر	جیسے کسی نے پھیلائے دونوں ہاتھ	پانی کی طرف

لِيَبْلُغَ	فَاهُ	وَ	مَا	هُوَ	بِبَالِغِهٖ ؕ	وَمَا	دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ
کہ آ پہنچے	اس کے منہ تک	حالانکہ	نہیں ہے	وہ	پہنچنے والا اس کو	اور نہیں ہے	کافروں کی دعا

اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾	وَلِلّٰهِ	يَسْجُدُ	مَنْ	فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
مگر گمراہی میں (یعنی بے اثر)	اور اللہ کے لئے ہی	سجدہ کرتے ہیں	وہ جو	زمین اور آسمانوں میں ہیں

طَوْعًا	وَّ كَرْهًا	وَّظِلٰلُهُمْ	بِالْغُدُوِّ	وَالْاٰصَالِ ﴿۱۵﴾ السجدۃ
تابعدار ہوتے ہوئے	اور ناپسند کرتے ہوئے	اور ان کے سائے (بھی)	صبح میں	اور شام میں

آیت نمبر (16 تا 17)

س ی ل

(ض) سَيْلًا: پانی کا بہہ نکلنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 17۔

سَيْلٌ: اسم ذات بھی ہے۔ بہتا پانی۔ سیلاب۔ زیر مطالعہ آیت۔ 17۔

(افعال) اِسَالَةً: رقیق چیز کو بہانا۔ جمی ہوئی چیز کو پگھلانا۔ ﴿وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ﴾ (34/سبا:12) ’’اور ہم نے پگھلایا ان کے لئے تانبے کے چشمے کو۔‘‘

ز ب د

(ض) زَبْدًا: دودھ کا مکھن نکالنا۔ پانی کا جھاگ نکالنا۔

زَبَدٌ: اسم ذات ہے۔ دھاتوں کا میل۔ پانی کا جھاگ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 17

ج ف ء

(ف) جَفْئًا: ہانڈی کا ابل کر کناروں سے بہہ نکلنا۔ کسی چیز کا رائیگاں جانا۔ بے فائدہ ہو جانا۔

جُفَاءٌ: فُعَالٌ کے وزن پر صفت ہے۔ بے فائدہ۔ رائیگاں۔ زیر مطالعہ آیت۔ 17

م ک ث

(ن) مَكْثًا: کسی جگہ رکنا۔ ٹھہرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 17

مُكۡثٌ اسم فعل ہے۔ رکنے کا عمل۔ ٹھہراؤ۔ ﴿لِتَقۡرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكۡثٍ﴾ (17/ بنی اسرائیل:106) ''تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھ کر سنائیں اسے لوگوں کو ٹھہراؤ پر یعنی رک رک کر۔''

مَاكِثٌ اسم الفاعل ہے۔ رکنے والا۔ ٹھہرنے والا۔ ﴿مَّاكِثِيۡنَ فِيۡهِ اَبَدًا ۳﴾ (18/ الکہف:3) ''ٹھہرنے والے ہیں اس میں ہمیشہ۔''

ترجمہ

قُلۡ	مَنۡ	رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ	قُلِ اللّٰهُ ؕ	قُلۡ	اَفَاتَّخَذۡتُمۡ
آپ کہیے	کون	زمین اور آسمان کا رب ہے	آپ کہیے (وہ) اللہ ہی ہے	آپ کہیے	تو کیا تم لوگوں نے بنائے

مِّنۡ دُوۡنِهٖۤ	اَوۡلِيَآءَ	لَا يَمۡلِكُوۡنَ	لِاَنۡفُسِهِمۡ	نَفۡعًا	وَّلَا ضَرًّا ؕ
اس کے علاوہ	کچھ ایسے کارساز	جو مالک نہیں ہیں	اپنی جانوں کے لئے (بھی)	کسی نفع کے	اور نہ ہی کسی نقصان کے

قُلۡ	هَلۡ	يَسۡتَوِى	الۡاَعۡمٰى	وَالۡبَصِيۡرُ ۙ	اَمۡ	هَلۡ	تَسۡتَوِى	الظُّلُمٰتُ
آپ کہیے	کیا	برابر ہوتا ہے	اندھا	اور دیکھنے والا	یا	کیا	برابر ہوتے ہیں	اندھیرے

وَالنُّوۡرُ ۚ	اَمۡ	جَعَلُوۡا	لِلّٰهِ	شُرَكَآءَ	خَلَقُوۡا
اور نور	یا	ان لوگوں نے بنایا	اللہ کے لئے	کچھ ایسے شریک	جنہوں نے پیدا کیا

كَخَلۡقِهٖ	فَتَشَابَهَ	الۡخَلۡقُ	عَلَيۡهِمۡ ؕ	قُلِ	اللّٰهُ
اس کی مخلوق کی مانند	پھر باہم ملتی جلتی ہو گئیں	تمام مخلوقیں	ان پر	آپ کہیے	اللہ

خَالِقُ كُلِّ شَىۡءٍ	وَّهُوَ	الۡوَاحِدُ	الۡقَهَّارُ ۱۶	اَنۡزَلَ	مِنَ السَّمَآءِ	مَآءً
ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے	اور وہ	واحد ہے	زبردست ہے	اس نے اتارا	آسمان سے	پانی

فَسَالَتۡ	اَوۡدِيَةٌۢ	بِقَدَرِهَا	فَاحۡتَمَلَ	السَّيۡلُ	زَبَدًا رَّابِيًا ؕ
تو بہہ نکلیں	وادیاں	اپنے اندازے (یعنی گنجائش) کے مطابق	تو اوپر لے آیا	سیلاب	جھاگ پھولا ہوا

وَمِمَّا	يُوۡقِدُوۡنَ عَلَيۡهِ	فِى النَّارِ	ابۡتِغَآءَ حِلۡيَةٍ
اور جن چیزوں کو	وہ لوگ تپاتے ہیں	آگ میں	زیور بنانے کی غرض سے

اَوۡ مَتَاعٍ	زَبَدٌ	مِّثۡلُهٗ ؕ	كَذٰلِكَ	يَضۡرِبُ	اللّٰهُ	الۡحَقَّ
یا کسی سامان (بنانے کی غرض سے)	(اس میں) جھاگ ہے	ایسا ہی	اس طرح	بیان کرتا ہے	اللہ	حق کو

وَالۡبَاطِلَ ؕ	فَاَمَّا	الزَّبَدُ	فَيَذۡهَبُ	جُفَآءً ۚ	وَاَمَّا	مَا	يَنۡفَعُ
اور باطل کو	سو وہ	جھاگ تو	جاتا رہتا ہے	نکما ہو کر	اور وہ	جو	نفع دیتا ہے

النَّاسَ	فَيَمۡكُثُ	فِى الۡاَرۡضِ ؕ	كَذٰلِكَ	يَضۡرِبُ	اللّٰهُ	الۡاَمۡثَالَ ؕ ۱۷
لوگوں کو	تو وہ رہ جاتا ہے	زمین میں	اس طرح	بیان کرتا ہے	اللہ	مثالوں کو

1101

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

آیت نمبر (18 تا 24)

ترکیب

(آیت-19) اَنَّمَآ اُنْزِلَ میں اَنَّمَا کلمہ حصر نہیں ہے بلکہ یہ اَنَّ مَا ہے۔ یہ قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔ کہ یہاں اس کو ملا کر لکھا گیا ہے۔ جب کہ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ میں اِنَّمَا کلمہ حصر ہے۔ (آیت-22) اِبْتِغَاۗءَ مفعول لَهٗ ہے اور اس کو حال ماننے کی بھی گنجائش ہے۔ ہم ترجمہ مفعول لَهٗ کے لحاظ سے کریں گے۔ جب کہ سِرًّا اور عَلَانِيَةً حال ہیں۔

ترجمہ

لِلَّذِيْنَ	اسْتَجَابُوْا	لِرَبِّهِمُ	الْحُسْنٰى ؕ	وَالَّذِيْنَ	لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا	لَهٗ
ان کے لئے جنہوں نے	حکم مانا	اپنے رب کا	کل بھلائی ہے	اور جنہوں نے	حکم نہیں مانا	اس کا

لَوْ	اَنَّ	لَهُمْ	مَّا	فِي الْاَرْضِ	جَمِيْعًا	وَّمِثْلَهٗ	مَعَهٗ
اگر	یہ کہ	ان کے لئے (ہوتا)	وہ جو	زمین میں ہے	سب کا سب	اور اس کے جیسا	اس کے ساتھ (اور ہوتا)

لَافْتَدَوْا	بِهٖ ؕ	اُولٰۗىِٕكَ	لَهُمْ	سُوْۗءُ الْحِسَابِ ڏ	وَمَاْوٰىهُمْ
توضرور خود کو چھڑاتے	اسے دے کر	وہ لوگ ہیں	جن کے لئے ہے	برا حساب	اور ان کی اترنے کی جگہ

جَهَنَّمُ ؕ	وَبِئْسَ	الْمِهَادُ ۝۱۸	اَفَمَنْ	يَّعْلَمُ	اَنَّمَآ	اُنْزِلَ	اِلَيْكَ
جہنم ہے	اور (وہ) کتنی بری	آرام گاہ ہے	تو کیا جو	جانتا ہے	کہ وہ جو	اتارا گیا	آپؐ کی طرف

مِنْ رَّبِّكَ	الْحَقُّ	كَمَنْ	هُوَ	اَعْمٰى ؕ	اِنَّمَا
آپؐ کے رب (کی طرف) سے	کل حق ہے	اس کی مانند ہے	جو	اندھا ہے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ

يَتَذَكَّرُ	اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۱۹	الَّذِيْنَ	يُوْفُوْنَ	بِعَهْدِ اللّٰهِ	وَلَا يَنْقُضُوْنَ
نصیحت حاصل کرتے ہیں	عقل والے	جو لوگ	پورا کرتے ہیں	اللہ کے عہد کو	اور وہ نہیں توڑتے

الْمِيْثَاقَ ۝۲۰	وَالَّذِيْنَ	يَصِلُوْنَ	مَآ	اَمَرَ	اللّٰهُ	بِهٖٓ	اَنْ	يُّوْصَلَ
اس وعدہ کو	اور جو لوگ	ملاتے ہیں	اس کو	حکم دیا	اللہ نے	جس کا	کہ	وہ ملایا جائے

وَيَخْشَوْنَ	رَبَّهُمْ	وَيَخَافُوْنَ	سُوْۗءَ الْحِسَابِ ۝۲۱	وَالَّذِيْنَ	صَبَرُوا
اور ڈرتے ہیں	اپنے رب سے	اور اندیشہ رکھتے ہیں	برے حساب کا	اور جو لوگ	ثابت قدم رہے

ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ	وَاَقَامُوا	الصَّلٰوةَ	وَاَنْفَقُوْا	مِمَّا
اپنے رب کی رضامندی کی تلاش میں	اور انہوں نے قائم کی	نماز	اور انہوں نے خرچ کیا	اس میں سے جو